

کتابخانه و معابد

مکتب

مکتب زائران

اداره معارف و اوقاف

443



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَكْفُرَنَّهُمْ وَسَبَلْنَا  
اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے

# ہفت شاہِ بغداد

حضرت مولانا اعظمی شیخ عبد اللہ جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ  
سیند لقاؤں کی راہی کے

کے

## حالاتِ فیوضِ برکات پر مختصر تبصرہ

مصنف

محمد لطیف ذار نوشاہی

ادارہ معارفِ نوشاہیہ محمدی پارک جگڑہ لاہور

۶۱۹۸۴

۵۱۴۰۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

53015

نام کتاب \_\_\_\_\_ شہنشاہ بغداد  
مصنف \_\_\_\_\_ محمد لطیف زار نوشاہی  
سال تصنیف \_\_\_\_\_ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۴ء  
ناشر \_\_\_\_\_ ادارہ معارف نوشاہیہ، نوشاہی منزل، جگڑہ لاہور  
کتابت \_\_\_\_\_ ادارہ پروین کتابت ۲۰۵ ذوالقرنین چیمبر، لاہور  
مطبع \_\_\_\_\_ المکتبۃ الطیبہ یک روڈ، لاہور  
تعداد \_\_\_\_\_ ۱۱۰۰ بار اول  
سال طباعت \_\_\_\_\_ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء  
قیمت \_\_\_\_\_ ۲۶ روپے۔

## ملنے کے پتے

ادارہ معارف نوشاہیہ، نوشاہی منزل محمدی پارک، راجگڑھ۔ لاہور نمبر I  
حکیم قدرت اللہ اقبال، نوشاہی منزل - ۸۹ - بی غلام محمد آباد - فیصل آباد  
بابر عبدالمجید قادری کاشانہ فاطمہ - مسلم گنج - مرید کے - ضلع شیخوپورہ  
حاجی محمد اسلم سلیم نوشاہی، نوشاہی منزل نوشہ بازار - مرید کے ضلع شیخوپورہ  
رضنا پبلیکیشنز - ملین بازار داتا صاحب - لاہور  
مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ جَبِيَّتِي سَيِّدِي نَاحِيَتِي

وَأَكْتَفَى حَقَائِدِي وَسَلَّمَ

اِنْتِساب

شہنشاہِ بغداد حضرت غوث الاعظم

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

کے

عقیدت مندوں کے نام

ذارئو شاہی

شیئاً باللہ من گدائے دل خیزیں  
المسد وخواہم ز شاہِ محی الدین

گدگدہ سیرت و پیمانہ و پیمانہ و پیمانہ  
حضرت زکریاؑ متا فی علیہ السلام  
کثیر سیرت و پیمانہ و پیمانہ و پیمانہ

نوشاہ طالع سب قنادری اہور کے دانال طالع سب قنادری پاک اود و جگ پائے تھالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا  
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

گویم زکات آں توحہ غوث ثقلینا

محبوب خدا بن حسن آل حسینا

سر در قدمت جملہ نہادند و بگفتند

تَا اللَّهُ لَقَدْ اشْرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ

تذرات عقیدت

شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بادشاہ بہر دو عالم شاہ عبدالقادر است

پیر اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

افتاب ماہتاب و عرش و کرسی و قلم

نور قلب از نور عظیم شاہ عبدالقادر است

کتبہ مجدد اعظم منور است

# ترتیب

۱۰۸	اولیائے عظام آستانہ شہنشاہ بغداد پر	۹	ابتدائیہ از سید عارف نوشاہی
۱۱۳	عظمت شہنشاہ بغداد	۲۰	گزارش احوال مصنف
۱۳۱	یا شیخ سید عبدالقادر حیلانی شیخ اللہ	۱	ابتدائے آفریقہ
۱۳۹	فیض شہنشاہ بغداد و صدقہ جاریہ گیارہویں شریف	۷	غوث کے کہتے ہیں
۱۵۶	تعیین الوقت	۳۳	غیبتہ الطالبین کس کی کتاب ہے
۱۶۰	تسمیۃ للتغیر	۵۳	ولادت با سعادت
۱۶۴	اطعام الطعام	۵۶	نام و کنیت
۱۶۹	کرامات شہنشاہ بغداد	۵۹	سلسلہ الذہب
۱۸۳	مدحت غوث اعظم	۶۳	طفولیت
۱۸۴	برکات شہنشاہ بغداد	۶۳	والدہ کی اطاعت صداقت کی کرامت
۱۸۷	شہنشاہ بغداد کے اخلاق عالیہ	۶۶	ورود بغداد
۱۸۹	شہنشاہ بغداد کی نظر رحمت بر رخ والوں پر	۶۷	بغداد اور مصافحات کے حالات
۱۹۳	تصنیفات غوث الاعظم	۶۹	حصول علم میں تکالیف کی برداشت
۲۱۳	اصطلاحات تصوف	۷۲	ولایت
۲۲۲	شہنشاہ بغداد کے متعلق اکابر اولیائے وقت کی رائے	۷۶	ریاضت و مجاہدات
۲۲۳	اکابر مصنفین کے اقوال	۸۰	خروج خلافت (بیعت)
۲۲۵	غوث پاک کی ازواج اور اولاد	۹۳	حضرت غوث الاعظم کا شجرہ طریقت
۲۲۹	حضور غوث الاعظم کے خلفاء	۹۵	سہری زمانہ
۲۳۷	وصال اور وصایا شریف	۹۷	اللہ والوں کی گستاخی
۲۳۹	تاریخ وفات	۹۸	وعظ و تذکر
۲۴۰	خاتمہ الکتاب	۱۰۵	خلیفہ بغداد و مدہا شہنشاہ بغداد میں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 نوحہ غوث القادری  
 بابا جی مولانا محمد اعظم نوشاہی  
 صاحب

اللّٰہ تعالیٰ  
 جل جلالہ  
 مولانا محمد اعظم نوشاہی  
 صاحب

نمونہ خط حضرت بابا جی مولانا محمد اعظم نوشاہی میر و والی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

### مادہ تاریخ بھری

نذرانہ عقیدت بندہ بے نوا  
 منظور جو کہیں تو نہ ہے عزت و شرف  
 حاضر ہے پیش خدمت سلطان اویا  
 یہ ہدیہ حقیر ہے از جانب گما  
 تاریخ جمع کے لئے ہاتھ نہ یوں کہا  
 اے زار لکھ کتاب کر لعات قادریہ

۱۴۰۵ھ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ابتدائیہ

از سید عارف نوشا ہی

سلسلہ نقادریہ کے مورث اعلیٰ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مناقب پر مشتمل کتاب ”مولائے کائنات“ کی تالیف و اشاعت کے بعد اب محترم و مکرم مولانا محمد لطیف زار نوشا ہی صاحب نے سلسلہ نقادریہ کے سرسلسلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مناقب پر قلم اٹھایا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے مندرجات اور مؤلف محترم کے مقدمہ سے بھی ظاہر ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا محرک مؤلف کی صاحب سلسلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت و ارادت ہے۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوانح اور مناقب پر مستقل اور جزوی طور پر اسلامی ممالک کی زبانوں پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، تحقیقی، معلوماتی اور عقیدتی رنگوں میں ہر رنگ کا مواد اپنی اپنی جگہ پر قارئین کے لئے افادیت رکھتا ہے، جو لوگ احوال و وقائع کو مستند حوالوں کے ساتھ پڑھنے کے خواہش مند ہیں ان کے لئے ویسی کتابیں لکھی گئی ہیں جو لوگ حالات و واقعات کو محض اطلاعات و معلومات کے لئے پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے سیدے سادھے اور بعض اوقات لچھی پیدا کرنے کے لئے افسانوی انداز میں مواد موجود ہے۔ ایسی کتابوں میں مصنفین نے قاری کو حوالوں اور حاشیوں میں نہیں الجھایا۔ لیکن اپنا مدعا انہی کتابوں کی مدد سے دلکش انداز میں پیش کر دیا ہے۔ تذکرہ نویسی کی ایک تیسری قسم بھی ہے جس میں مصنف واقعات و تذکار کا انتخاب۔ صاحب تذکرہ سے اپنی عقیدت بلکہ عشق کی بنیاد پر کرتا ہے اس نوعیت کی کتابوں میں وارفتگی اور شیفتگی ہوتی ہے۔ مصنف مبالغے کا بھی شکار ہو سکتا ہے مگر اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ مصنف نے سوانح نگاری کا یہ اسلوب اپنی وسیع معلومات اور مطالعہ کے بعد اختیار کیا ہے یا اس کے بغیر۔ یعنی وہ لاشعور میں معلومات کے تابع ہے یا اسلوب کے۔ بہر حال اس نہج کی سوانح عمریاں پڑھنے اور پسند کرنے والوں کی بھی کمی نہیں۔



زیر نظر کتاب کو میں مؤخر الذکر دونوں اسالیب کا ترجمان قرار دیتا ہوں۔ یعنی اس میں معلومات بھی ہیں اور عقیدت کا اظہار بھی یعنی قال بھی ہے اور حال بھی بعض مقامات پر مآخذ و منابع کے حوالوں نے مصنف کی ارادت کو ثقاہت اور صلابت بھی بخش دی ہے۔

اس کتاب کو بعض اندھی تقلید کا نتیجہ قرار دینا سراسر غلط ہوگا کیونکہ ان صفحات میں مصنف نے بڑی بے باکی سے بعض ایسی خرابیوں کا ذکر کر دیا ہے جنہیں بعض اندھے مقلد خوبی بنا کر اپنی دکان علم و تصوف چمکائے بیٹھے ہیں۔ مصنف نے اپنے مقدمہ میں بتایا ہے کہ ان کی سابقہ کتاب ”مولائے کائنات“ کے بعض مضامین پر کچھ اجاب جزبہ سوئے تھے۔ زیر نظر کتاب کے بھی مذکورہ حصے یقیناً ایسے لوگوں کو ناگوار گذریں گے جو طریقت کو شریعت سے الگ کئے بیٹھے ہیں۔ لیکن مصنف نے ہمت کر کے ایسے علماء و صوفیہ کا محاسبہ کیا ہے۔ تصوف کی روح یقیناً اسلامی ہے لیکن اس کے بعض ظواہر کو بنیاد بنا کر تصوف اور متصوفین کو کیر رڈ کر دینا ایک ایسا فیصلہ ہے جس کے پیچھے مطالعہ کی کمی ہے۔ گیارہویں کی رسم کی مصنف نے جو توجیہ کی ہے وہ گروہ صوفیہ کے ظواہر کے شرعی تعلیمات کے مطابق ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

میں نے یہ کتاب اس لئے بھی پسند کی ہے کہ اس میں مصنف نے سلسلہ نوشاہیہ کے اکابر کی روایات اور معمولات کے حوالے سے بھی باتیں درج کی ہیں۔ سلسلہ نوشاہیہ اس علاقے میں سلسلہ قادریہ کی تعلیمات کا مؤثر ترجمان رہا ہے۔ اس حوالے سے یہ تمام معلومات متفرد ہیں۔

انشاء اللہ یہ کتاب پڑھنے والوں میں مقبول ہوگی۔

## سید عارف نوشاہی

آستانہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ۔ ساہن پال شریف

۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# گذارش احوال

مصنف

اللہ تعالیٰ جل و علا غفور و رحیم رؤف و کریم شکور و حلیم کی ذاتِ باریکات کے لئے حمد و ثنا اور تحیت و عطا ہے جس نے اپنی رحمتِ کاملہ اور حکمتِ شاملہ سے ذرات کو اکٹھا کر کے صحرائے اعظم اور قطروں کو وسعت دے کر محیط و قلم بنادیا اور تیرہ دنار خاکدان کو مہر و ماہ کے چراغوں کی روشنی سے منور کر دیا اور فلک الافلاک کو رفعت دے کر اپنے عرش و کرسی کی ہمسائیگی کی سعادت بخشی اور ہفت طبقات الارض کو اپنے محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مسعود کے فیض سے عرشِ منزلت بنادیا اور بے حد و حساب درود اور بے پایاں سلام پیش کرتے ہیں ہم جناب رسول الثقلین سید الکونین مدنی تاجدار سرورِ مختار، نازش روزگاہ، محبوب کردگار امام الاولین والآخرین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات پر جن کی نگاہِ کرم کے طفیل رب ذوالجلال والاکرام نے نسبت کو ہست، نابود کو بود، ناکس کو کس اور لاہو وجود کو موجود بنادیا، قلم کو بنایا اور اس کی جنبش سے صفحہ قرطاس پر لکھاریاں ہونے لگیں اور حروف مضامین کی صورت میں ڈھلنے لگے اور صاحبانِ علم و فضل خدا داد صلاحتوں سے ڈرہائے الفاظ و معانی کو سلکِ مضامین میں پرانے لگے۔ دہائے شاہوار اور گوہر ہائے آبدار سے صفحاتِ کتب تابدار ہونے لگے۔ اچھوتے اسلوبِ بیان دیدہ زیب آن بان سے راحتِ قلب و نظر کا سامان بنے۔ ہر صنفِ سخن پر خامہ فرسائی کی گئی اور صاحبانِ فن نے ہر بات میں بات کمال تک پہنچادی۔ نثر میں سوانح نگاری ایک بہت ہی اچھی صنف تھی جس میں بہت سے استادانِ مشاق نے کمال کر دکھایا اور پھر کچھ ایسی ہستیاں محور بیان رہیں کہ جب بھی کسی مؤرخ یا سوانح نگار نے کچھ لکھنے کے لئے قلم اٹھایا تو قلم کو انہیں کی طرف جھکتا ہوا پایا ان ہستیوں میں انبیائے کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد جن اصحاب پر خامہ فرسائی ہوئی ان میں حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام کا اسم گرامی صفا اول کے شمار میں شمار ہوتا ہے اور



آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر انشا پھازوں اور سوانح نگاروں، مورخین اور مصنفین نے ہر زاویے سے دادِ سخن دی ہے۔ مجھے یہ سچ کا رُوحِ لطیف زار کو بھی اس میدان میں طالع آزمائی کا شوق پیدا ہوا تو قلب و روح میں حضورِ امامِ الاولیاء علیہ میں عقیدت پیش کرنے کا جذبہ موجزن نظر آیا۔ لیکن میں نے سوچا کہ میرے قلم میں یہ جرات کہاں اور میرے ہاتھ میں یہ کرامت کہاں کہ بدیہ پیش شاہِ ولایت علیہ السلام کرسکوں۔ لیکن میرے دل نے کہا اور روح نے تائید کی کہ کیوں مایوس ہو رہا ہے۔ تیرے قلم میں جرات نہیں اور تیرے ہاتھ میں کرامت نہیں تو کیا ہوا جن کے متعلق لکھنا پاتا ہے ان کی طاقت کو تو تو جانتا ہے۔ قلم اٹھا ہاتھ بڑھا اور حیدرِ صندری علیہ السلام کی عنایات اور قوت کا کرشمہ دیکھو۔ بس پھر قلم و جہانیت میں اٹھا اور صفحہ قرطاس پر مولائے کائنات کے الفاظِ میری عقیدت کی آنکھوں کے سامنے اُبھرے اور پھر مولائے مرفعی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ فیض عمیم تھا کہ آپ کی عقیدت میں میرے قلم سے ربِ کریم نے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کتاب بنام ”مولائے کائنات“ لکھوائی۔ جس کے الفاظ حضرت شیرِ خدا علیہ السلام کی کرامات کا مظہر ہیں۔ ورنہ میں کہاں اور وہ الفاظ کہاں اور میں اس کتاب کو اپنی زندگی کی تمام، اس دنیا کے لئے پناہ اور اگلی دنیا کے لئے زادِ راہ سمجھتا ہوں۔ یہ کتاب جس وقت منظرِ رآبی تو اہل اللہ اور اہل حق نے بہت پسندیدہ نگاہوں سے اس کو دیکھا لیکن روافض اور خوارج عقائد سے متعلق لوگوں نے اپنے عقیدہ کے باعث ناپسندیدگی ظاہر کی۔ یہ لوگ اپنے مسلک کے تحت جمہور تھے۔ کیونکہ روافض اصحابِ پاک بالخصوص خلفائے ثلاثہ اور خوارج مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علوم مرتبت کو کسی صورت برداشت نہیں کرتے مگر اس کتاب نے تو گویا ایک گھسٹنی کا کام دیا اور بڑے بڑے سالوس کے خرقہ کے مہاجن بے نقاب ہوئے اور بڑے بڑے خاندانِ پاکِ سیدِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اعلیٰ و ارفع کو برداشت نہ کر سکنے والے جسوٹے عاشقانِ رسالتِ مات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اصلیت اور حقیقت اس کتاب کے آئینے میں رونما ہو گئی اور مرزا غالب کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے اس کے الفاظ نے حقیقت کی شکل اختیار کر لی۔

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دھوکا دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا  
نظاہر یہ لوگ قادری، نقشبندی، چشتی، مہروردی ہر چہار سلسلہ تصوف جن کا تعلق

براہِ راست امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ملتا ہے کے متبعین میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں اور بعض اپنے ناموں کے ساتھ ان پاک نسبتوں کو بطور پناہ استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایسے ہی ایک صاحب نے اس کتاب کو بائیں ہاتھ سے میز پر پھینکے ہوئے کہا۔ ”میں اس مولائے کائنات سے.....“ آگے جو الفاظ اس کی زبان سے نکلے وہ میرے قلم سے نہیں نکل سکتے۔

خیر یہ ایک واقعہ ہے ایک حقیقت ہے ایک تلخ تجربہ ہے اور ایک تازیانہ ہے جس نے میری فریب خوردہ عقیدت کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔ میں تو یہی سمجھا کرتا تھا کہ یہ قادری، نقشبندی چشتی اور سہروردی وغیرہ کہلانے والے اہل بیتِ کرام کے جان نثار ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کے غلام زار ہوتے ہیں۔ دو ازہ ائمہ کے اطاعت شعار ہوتے ہیں اور حضور غوث الثقلین، غیث الکونین سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ستار ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہ حقیقت سامنے آئی کہ ان میں سے بعض جھوٹے دعویٰ دار حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں برحق خلائے راشدین میں سے کسی ایک یا سب کی خلافت کے انکار کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی شہادتِ عظمیٰ کے تعلق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ صحاح ستہ میں کہیں موجود نہیں (یہ ان کا قول ہے) اور اس طرح حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجداد پاک (جن کی شان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فخر یہ رطب اللسان ہیں۔ کہیں فرماتے ہیں۔

انا الحسنی واملحدع مقامی

یعنی میں اولادِ حسن علیہ السلام سے ہوں اور محدع میرا مقام ہے اور کہیں فرماتے ہیں۔ انا الحسنی واملحدع۔ یعنی میں حسن و حسین علیہما السلام کی اولاد ہوں۔) کی کسرِ شان بلکہ عناد کے مرتکب ہوتے ہیں تو میں نے اس وقت اپنے دل کے اندرونی گوشوں میں ایک ہیجان اور تلاطم اُمڈتا ہوا محسوس کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے اپنی روح کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نذرانہ عقیدت پیش کرنے پر مستعد پایا تاکہ اہل دانش و فہم حضرات کو معلوم ہو جائے کہ حضرت غوثِ پاک کے نام پاک کے ساتھ نسبت صحیح صرف اسی کو ہو سکتی ہے جو خاندانِ پاک رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق صادق ہو اور جسے اہل بیتِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کدب اس کی



نسبت حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معلوم!

کچھ دنوں تک میں اس بات پر غور کرتا رہا۔ ایک دن میری ملاقات میرے عزیز مخلص اور مشفق دوست الحاج بابو عبدالمجید قادری منڈی مرید کے والے سے ہوئی اور باتوں باتوں میں بات کتاب ”مولائے کائنات“ اور اس کی مقبولیت کی چل نکل اور ساتھ ہی عاشقان غوث الاعظم اور قادری کہلانے والے اصحاب زیر بحث آئے اور جب میں نے انہیں بتایا کہ میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عقیدت پیش کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں تو انہوں نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ کچھ دنوں بعد ”توکلت علی اللہ“ کتاب میں نے شروع کر لی کئی دن ہلکے مہینے گزر گئے اور میں صرف پہلے مضمون یعنی ”ابتدائے آفرینش“ سے لگے نہ بڑھ سکا۔ اس کے بعد یہ غالباً ۹ ذیقعد ۱۴۰۴ء کی بات ہے پھر میری ملاقات مرید کے میں ان سے ہوئی سناؤ عشرہ کے بعد چوہدری فضل الہی نوشاہی کے گھر بیٹھے ہوئے تھے کوئی بارہ بجے رات تک محفل رہی۔ برخاست کے وقت بابو صاحب کہنے لگے وہ کتاب آپ نے لکھ لی۔ میں نے بتایا کہ کتاب کے تو میں نے ابھی تک تین چار صفحے لکھے ہیں۔ قلم بالکل رکا ہوا ہے۔ منظوری کا انتظار کر رہا ہوں آپ سب لوگ دعا کریں کہ میرے ولی نعمت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے اجازت حاصل ہو جائے اور اس غلام زار کی ملی آرزو برائے سب نے ”آمین“ کہا اور پوچھا کتاب کا نام کیا رکھا ہے۔ میں نے بتایا کہ ”شہنشاہ بغداد“ نام سے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں عقیدت پیش کر رہا ہوں۔ ساری مجلس نے بہت پسند کیا اور حاجی بابو عبدالمجید صاحب پر تو گویا وجد طاری ہو گیا۔ اگلے دن صبح لاہور آ کر میں نے کتاب لکھنا شروع کی تو قلم نے اپنی سرعتِ سیر و کھانا شروع کر دی اور مفاہین بفضلہ وارد ہونا شروع ہو گئے۔ اگلے دن مجھے بابو جی کا فون آیا کہ میں گھر پر ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا بس رو چشم۔ آئے اور بڑی گرمجوشی سے ملے اور مسکراتے ہوئے کہا۔ جی، آپ کی کتاب منظور ہو گئی اور بیٹھے ہوئے مبلغ گیارہ سو روپے میرے سامنے رکھ دیئے اور کہا یہ حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر ہے اور پھر ہر ماہ گیارہ سو روپے شریف پر گیارہ سو روپے پیش کرتے ہے اور اس طرح ساڑھے پانچ ہزار روپے نذر شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر دئے اور ان کے علاوہ میرے بہترین دوست عزیز القدر حکیم قدس اللہ اقبال نوشاہی غلام محمد آباد فیصل آباد نے مبلغ دو ہزار دو سو روپے پیش کیا اور میرے بیٹے مفتی نور محمد سلمہ الرحمن نے نیویا ک

سے مبلغ ایک ہزار روپہ ارسال کیا اور میری عزیز بیٹی ظہور فاطمہ نے مبلغ پانچ سو روپہ نذر  
 کیا اور چوہدری فضل الہی صاحب منڈی مرید کے والوں نے مبلغ دو سو روپے پر وغیرہ رقمیں  
 مرزا نے مبلغ یک سو روپے اور عزیز ندیم منظور نے مبلغ ڈیڑھ سو روپے پیش کئے۔ یہ ان  
 حضرات کی خوش نصیبی ہے کہ انہیں عالی جناب غوث الاعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے حضور عقیدت پیش کرنے کا موقع ملا اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لامتناہی  
 خزانے سے کتاب کے اخراجات کے لئے جو رقم عطا فرمائی۔ اس کے لئے میرے ان مہربانوں  
 اور عزیزوں کے ہاتھ اور ارادے استعمال کئے گئے اور ہمیں ان حضرات پر بجا طور پر فخر ہے  
 کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ نور کے انتخاب نے ان لوگوں کو قبولیت اور سعادت مندی  
 سے بہرہ ور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کے طفیل  
 اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند عالی جناب شہنشاہ بغداد کی عنایات کے  
 طفیل سب معطی حضرات کے عزم و استقلال میں استقامت اور برکت عطا فرمائے اور  
 اجرِ عظیم سے نوازے۔ ان کے علاوہ میں اپنے مخلص اور مشفق مہربان دوست حضرت علامہ  
 مولانا مولوی محمد صفر علی صاحب قادری رضوی خطیب اہل سنت زید مجتہد کا بھی انتہائی شکر گزار  
 ہوں کہ انہوں نے دورانِ تالیف مجھے بے شمار ضروری اور متعلقہ کتب مہیا فرمائیں۔ اگرچہ میری  
 کتاب کا محور زیادہ تر بہجتہ الاسرار شریف التواریخ جلد اول کی روایات بنی رہیں۔ پھر بھی  
 میں نے حضرت مولانا دام فیوضہ کی عنایات سے پورا پورا استفادہ کیا اور بہت جگہ ان کتابوں  
 سے حوالہ جات بھی دئے۔ مولوی صاحب نے مجھے زبانی طور پر بھی گراں قدر معلومات مہیا کیں۔  
 ربِ کریم حضرت مولانا صاحب کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور سب سے گراں قدر اور  
 بیش بہا نعمت جو تالیف کتاب کے دوران مجھے عطا ہوئی اور اس احسانِ خداوندی کے سامنے میرا سر  
 ہمیشہ عبودیت میں جھکا رہے گا وہما جزاہ سیدنا اللہ شاہ عارف نوشا ہی صاحب مدظلہ کا  
 تعاون ہے۔ انہوں نے کتاب کے مسودہ کو دو دفعہ ملاحظہ فرمایا جہاں غلطی یا لغزش دیکھی اس کو  
 درست فرما دیا اور ضروری اور بیش قیمت ہدایات سے نوازا اور کتاب کا قیمتی ابتدائیہ لکھ کر  
 کتاب کی خوبی اور خوبصورتی کو چار چاند لگا دیئے۔ ہماری دعا ہے کہ ربِ کریم عالی وقار صاحبزادہ  
 کی عمر، ہمت اور علم و دانش میں برکت فرمائے اور گلزارِ نوشا ہمت کو اس گل تازہ کی مہکار  
 سے نو بہار بنائے۔ اس کے بعد میں اپنی عقیدت و عبودیت کی جبین کو اللہ تعالیٰ اجل مبدیٰ اکرم



کے حضور سجدہ میں جھکا رہا ہوں، اس نعمت عظیمہ اور عنایتِ عمیمہ کے شکرانہ میں کہ اس مہربانِ انبی کریم نے اپنی محبوب پاک معلمہ کائنات، نغمہ موجودات کی نگاہِ ابرانت و رحمت کے طفیل میرے جیسے ناقص و ناکس، بے شعور اور کم علم کو سلطان الاولیاء غوث الوری حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے لطفِ خاص سے کتاب کے آغاز کو انجام تک پہنچا دیا اور طباعت و اشاعت کے مراحل کو بھی اپنی مہربانیوں سے آسان فرمایا۔ اب کتاب بفضلہ قارئین کرام کے پیش نظر ہے اور اس کے استقام اور محاسن سب ان کے سامنے ہیں۔ مجھے اپنی کم علمی اور محدود مطالعہ کا اندازہ ہے اور کتاب کے متعلق میں نہ اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ وہ عقیدت کے جذبات کے تحت لکھی گئی ہے۔ عشاء بان دانش و ذہنگ جہاں کوئی لغزش دیکھیں اسے میری کم علمی پر محمول کرتے ہوئے درزر فرمائیں اور مطلع کریں اور جہاں کوئی چیز پسندیدہ اور خوش کن دیکھیں، اسے عالیجناب شہنشاہ بغداد کی کرامت اور تصرف سمجھیں اور ازراہ نوازشِ راقم کے لئے اس دربار عالی سے والستہ رہنے کی دعا کریں اور مجھے اجازت دیں کہ اپنے سر نیازوربِ کریم، رؤف و رحیم، راحم و رحمان کے حضور سجدہ ریز ہر کے دعا گوں کہ وہ کریم کار ساز میرے اس نذرانہ عقیدت کو جو میں نے ذذند رسول، شہنشاہ بغداد غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تحریر کیا ہے۔ دربار سیدرسا، بادی سبل، سلطان جزو کل، جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں شرف قبولیت سے نوازدے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

آمین۔ بحکومت سید المرسلین علیہ وسلم والہ واصحابہ  
افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد لطیف زار نوشاہی

خطیب جامع غوثیہ۔ راجڑھ۔ لاہور نمبر ۱

نوشاہی منزل

محمدی پارک۔ راجڑھ۔ لاہور نمبر ۱

بروز نمبر ۲۳ صفحہ المنظر ۵۔ ۱۳۰ھ

۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ابتدائے آفرینش — شرف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے جب کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی رہنمائی اور اپنی جانب ہدایت کے لئے اپنے محبوب پاک صاحبِ لولاک رحمتِ مجسم تاجدارِ عرب و عجم جنابِ رحمتِ عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے پیدا فرمایا اور اپنے ازلی ابدی ارادے میں اپنی الوہیت کے ساتھ محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کو تقربِ تام عطا فرما کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ بلا عطف محمد رسول اللہ کو شامل فرمایا اور تاج "لولاک لما خلقت الدنیا" اور لولاک لما اظہرت الربوبیۃ" آپ کے زبیر سراقہ میں فرمایا اور محبوب پاک کے لئے مقامِ نور پیدا فرمایا اور اپنی ذات بیچون کے مشاہدہ میں مقامِ محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زینتِ آرائے عالم کون فیکون بنانے کے لئے معزز بنایا اور "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ" کے مطابق

۱۔ یعنی اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو دنیا کیوں پیدا کرتا۔ الحدیث

۲۔ یعنی اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو کیوں ظاہر فرماتا۔ الحدیث

۳۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ — الخ الآیہ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۶ یعنی

بے شک اللہ (تعالیٰ) اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتلانے والے

(نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

تخلیق ملائکہ سے پہلے نبی کریم رؤف ورحیم پر خداوندِ قدوس رحمن ورحیم، رؤف وکریم نے درود شریف پڑھتے رہنے کو مشغلہ بنایا اور اپنے دیوانِ نور میں آپ کا نام نامی اسمِ گرامی "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی صفتِ پاکِ محمود کے پر تو میں رکھ کر آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "احمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنایا۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجَلَّهُ فِذُّ الْعَرْشِ الْمُرْدُوْدِ هَذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس طرح اپنے اسم مبارک "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق سب سے زیادہ انہی کی تعریف ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی اور اپنے اسمِ عالی "احمد" کی رو سے وہ سب سے زیادہ حمدِ الہی کرنے والے تھے ہیں اور رہیں گے۔ بالکل ٹھیک اس طرح جیسے کسی آنے والے یا بھیجے گئے مہمانِ ذوالاکرام کی اطلاع دینے کے لئے اور استقبال کی تیاریاں کرنے کے لئے پہلے سے اطلاع دہندہ اور مطلوبہ انتظامات کرنے والے بھیجے جاتے ہیں اور فرداً فرداً کام ہر ایک کے سپرد کر دئے جاتے ہیں اور بساط بچھا کر ہر طرح کی تزئین و آرائش کر دی جاتی ہے تو مہمانِ عزیز کی آمد کے انتظار میں چشمِ براہ ہو جاتے ہیں اور پھر منادی ندا کرتا ہے کہ وہ آ رہے ہیں اور اس خوشخبری اور بشارت سے مرسل الیہاں کے چہروں پر رونق اور آنکھوں میں نور چمک اٹھتا ہے تو عین اسی طرح رب کریم ذوالمجتد والعلیٰ نے جب اس عالمِ رنگ و بو کی طرح ڈالی تو ارواحِ کائنات کو اپنے روبرو متشکل فرما کر حاضر فرمایا اور ان کو قریب اٹھارہ ہزار عالم کے مقدر ٹھہرایا پھر ان میں سے انسانی، ملکی، جنی مخلوقِ ارضی و سماوی، حیوانات، حشرات، جمادات غرض جملہ اقسامِ مخلوق کو علیحدہ علیحدہ فرما کر انسان، ملک اور جن تین انواعِ مخلوق کو علیحدہ کر کے ان کے اور باقی جمیع مخلوق کے سامنے اپنی امانت

۱۔ اور انہیں اپنے نامِ پاک سے مشتق کیا تاکہ ان کو روشن فرمادے۔ پس صاحبِ عرش بہت صفات کا مالک ہے اور یہ بہت صفت کیا گیا ہے۔

۲۔ القرآن۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷۲۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَفَ... الخ  
بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر (یعنی حاشیہ صفحہ)



اطاعت کو پیش کیا تو انسان کے سوا باقی تمام مخلوق اس کے اٹھانے سے ڈر گئی اور انکار کر بیٹھے مگر انسان نے باوجود اس بوجھ کی گرانی اور مشکلاتِ حمل کو جاننے کے برسرِ تسلیم خم کر دیا تو رب کریم نے اس جماعت کو اپنی رضا کے کل عطا فرما کر اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور پھر اس نوعِ انسانی میں سے نوعِ نبوت کو ممتاز اور برگزیدہ فرما کر جمیع انبیاء و رسل کو جن کی تعداد ایک لاکھ اور چوبیس ہزار یا اسی ہزار کے قریب تعین کی جاتی ہے۔ سب کو اپنے حضور بلا کر بتایا کہ تمہاری اور جمیع مخلوقات کی غایتِ تخلیق محبوبِ پاک صاحبِ لولاک سید ولد آدم سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ نورانی سے کائنات کو متعارف کرانا ہے اور ملائکہ اور کارکنانِ فضا و قدر کو ان کی آمد سے پہلے انتظام و انصرام اور بساطِ کون و مکان کی تزئین و آرائش کے لئے اور ان کی صفاتِ عالیہ کا ذکر کرتے رہنے کے لئے مقرر فرما کر تمہاری راہِ نبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت کو اپنے اپنے متبعین کے ساتھ ان کی آمد سے دنیا کو باخبر کرنے اور ان پر ایمان لا کر ان کا ساتھ دینے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس امر کی بجا آوری کے لئے رب العزت جل و علانے انبیاءِ کرام علیہم السلام سے عہدِ نام حاصل فرما کر دنیا والوں کو محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ)۔ انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے اس سے اور

آدمی نے اسے اٹھالیا۔ بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔  
 لَعْدَ وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَلَّمَ آلَ عِمْرَانَ إِذِ اتَّخَذُوا صُلَيْمَانَ ابْنًا وَنَاوَةَ ابْنًا لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ كَتَبْنَ عَلَيْهَا ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَنبَيَاكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَاتِ مَوَاقِعَ بِالنُّطْقِ وَلَسْتَ بِمُحِيطٌ بِذَاتِ السَّمْعِ وَالْأَبْصَارِ وَلَا يَأْتِيكَ الْبَصِيرُ  
 سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۱۔ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع اور ان پر ایمان لاکر ان کا ساتھ دینے کی تلقین کرنے کے لئے انبیاء و مرسلین کو اپنے احکامات بشکل صحائف و کتب دے کر اپنے اپنے مقررہ اوقات میں مبعوث فرمایا اور انہوں نے اس کی بجا آوری کے لئے اپنے اپنے وقت میں مکمل کوشش کی اور بالآخر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا زمانہ آپہنچا اور انہوں نے پہلے انبیاء و رسل کے مشق اور کتب کی تصدیق کرتے ہوئے عالم اسباب کے بسنے والوں کو حضور سرور کونین غایت اولیٰ تخلیق کائنات کی اپنے بعد آمد کی منادی فرمادی اور ٹھیک حضرت روح اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی پیدائش کے پورے پانچ سوا کہتر (۵۷۱) سال بعد امار القراء کے ایک فلک آستان خانہ کلا کی ایک مظہر منزل میں جو ہر ذات انسانی حامل شرع نورانی بادی سبیل ختم الرسل محبوب کردگار سید و سرور امام اولین و آخرین جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اعلیٰ الدرجات نے جلوہ فرمایا اور مخلوق رب العالمین کو وصول الی اللہ کا راستہ بتایا۔ جناب نذیر للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت تام اور رسالت تمام کا تاج کب زیب سرفرمایا۔ عقول مخلوق اور علم کائنات اس کے تعین سے قاصر ہے۔ لیکن جتنا بتا دیا گیا بس یوں کہہ سکتے ہیں کہ جیسے معلم کائنات استاد کل فخر رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کنت نبی و آدم بین الماء"

و اذ قال عیسیٰ ابن مریم ..... و مبشرًا برسول یاتی

من بعدی اسمہ احمذ القرآن پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت نمبر ۶۔ اور

یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے نبی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں

اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوں جو

میرے بعد آئیں گے ان کا اسم گرامی احمد ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

۱۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝

القرآن پارہ ۱۸ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۱۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آمارا قرآن

اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہو۔

والطین“ یعنی تخلیقِ آدم صلی علیٰ نبینا علیہ السلام سے پہلے اور کتنا پہلے یہ کسی پر ظاہر نہیں آپ بحیثیتِ نبی موجود تھے اور آپ کی تشریف آوری کی خاطر جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے یہ ساری بساط بچھائی گئی۔ زمینوں اور آسمانوں کا قیام، راتوں اور دنوں کا آنا جانا سورج، چاند، تاروں کا فضا کے نیلگوں میں روشنی بکھیرنا، خشکی اور تری میں عجائبات کا موجود ہونا مشرق و مغرب، شمال و جنوب سمتوں کا تعین یہ سب کچھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر کیا گیا اور یہ بساط جیت تک بھی رہے گی۔ عالی جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی پر دلالت کرتی رہے گی اور آپ ہی ہر زمانے میں حقیقت بشیر و نذیر تھے، میں اور جب تک زمانہ ہے آپ کی نبوت اور موجودگی بطور داعی الی اللہ رہے گی۔ محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ مقدس سے پہلے جتنے انبیاء و رسل گذرے وہ آپ کی ہی ذات کے جوہر کا عرض تھے اور آپ کی دنیائے آب و گل میں تشریف آوری سے چونکہ نبوت و رسالت کی عمارت تکمیل کو پہنچ گئی۔ لہذا اس نوع کی اب ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی اول و آخر تھے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مضمون کو یوں ادا فرماتے ہیں:۔

در نظر من گرچہ آدم زادہ ام      در اصل من جدّ جدّ افتادہ ام  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب پردہٴ نور سے اس جہانِ رنگ و بو میں رونق افروز ہوئے تو ایک مدتِ مقررہ تک طالبانِ دید کو اپنے دیدارِ سعید سے شبِ شبِ قدر اور روزِ روزِ عید عطا فرمائے رکھا اور پھر جب ۶۳ سال قمری کا عرصہ گزرنے کے بعد آپ عالی جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ برقعِ نور پہن لیا اور ظاہر بین آنکھوں سے پردہ فرما کر اپنے مقامِ نور میں جلوہ فرما ہو گئے تو آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ کی رہنمائی میں مخلوقِ خدا کو آپ کے ذریعے سے راہِ حق کی طرف رہبری کا فریضہ با حسن الوجہ سرانجام دیا۔ صحابہ کرام کی ذاتِ بابرکات ہر صورت میں انبیائے سابق میں سے کسی کا پر تو یا بروز تھی۔ ابنِ عساکر نے کنز العمال کی چھٹی جلد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ روایت کی ہے کہ



فرمایا جناب سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر نظیر ابراہیم،  
عمر نظیر موسیٰ، عثمان نظیر ہارون و علی ابن ابی طالب نظیر موسیٰ و من شانہ  
ینظر الی عیسیٰ ابن مریم فی الینظر الی ابی ذر ع۔

یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کا پرتو ہیں  
حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کا پرتو ہیں،  
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہارون علی نبینا وعلیہ السلام کا پرتو ہیں اور  
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میرا پرتو ہیں اور جو کوئی جیسے علی نبینا و  
علیہ السلام کو دیکھنا چاہے وہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں کائنات کے لئے موصول الی اللہ کا حضور سید المرسلین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راستہ علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے  
ذریعے ملتا رہا۔ اور آپ مخلوق خدا کو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ کے  
بعد یہ مقام حسین کریمین علیہما السلام کو حاصل ہوا اور ان کے بعد ائمہ اہل بیت رضوان  
تا اختتامِ زمان امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عہدہ دعوت الی اللہ کو اپنے اپنے  
وقت میں سرانجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے کے  
بعد حضور غوث الثقلین غیث الکونین سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،  
کا زمانہ آن پہنچا اور دعوتِ حقہ کا منصب آپ کو تفویض ہو گیا اور پرتو محبوبِ پاک  
صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت مولائے کائنات علی شیر خدا علیہ السلام  
کے ذریعے محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر سایہ فگن ہوا اور آپ کو مقامِ وریٰ الوریٰ  
غوثیتِ کبریٰ اور فردالافراد عطا کر دیا گیا اور آپ نے اس مقامِ عالی کو اوجاگر کرنے  
کے لئے فرمایا ہے

وکلُّ ولیّ لہو قدمٌ وِحنی علی قدمِ النبی بدر الکھامی

یعنی تمام اولیاء اللہ کا اپنا اپنا ایک مخصوص طریقہ ہوتا ہے لیکن میرا طریق اپنے جد

پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا اور سنت

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مستحکم رہنا ہے۔  
 پیشتر ازیں کہ میں اس شعر پر مزید کچھ لکھوں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مقامِ عنوت  
 کی نشاندہی کروں جس سے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ عنوت الاعظم پر  
 روشنی پڑ سکے۔

## عنوت کسے کہتے ہیں

عنوت فریادرس کو کہتے ہیں اور وہ بندوں کے معاملات میں ظاہراً و باطناً  
 عدل و انصاف فرماتا ہے وہ قطبِ عظیم مردِ عزیز اور سردارِ کریم ہوتا ہے لوگ اپنی  
 مشکلات میں اس کی طرف محتاج ہوتے ہیں اور وہ ہر زمانہ میں خداوندِ قدوس کا منظورِ نظر  
 ہوتا ہے۔ حضرت عبدالعزیز دباغ اپنی کتاب ”ابریز“ میں رقم طراز ہیں کہ قطب  
 مستجاب الدعوات ہوتا ہے وہ کسی بات میں قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے اس میں سچا  
 کر دیتا ہے اور قطب میں اولیاء اللہ کی تمام اصناف کی سب صفات موجود ہوتی ہیں  
 اور شیخ اکبر نے فتوحاتِ مکیرہ یا ایک سواٹھانوے<sup>۱۹۸</sup> فصل اکتیس<sup>۳</sup> میں لکھا ہے کہ قطب الاقطاب  
 کا مقام قطبیتِ کبریٰ ہے اور یہ مرتبہ و رتہ باطنِ نبوتِ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وآلہ وسلم کا ہے۔ کیونکہ آپ عالی جناب علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام صاحبِ نبوتِ عالمہ و  
 رسالتِ شاملہ تھے۔ سارے عالم کے لئے اور اکملیت کے ساتھ مخصوص تھے، تو  
 خاتم الولاہیت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطنِ خاتم النبوت پر ہو اور قطب الاقطاب  
 کے مرتبہ سے اعلیٰ سوائے مرتبہ نبوتِ عامہ کے کوئی اور مرتبہ نہیں ہوتا۔ شیخ عبدالرزاق  
 کاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اصطلاحات میں لکھتے ہیں کہ عنوت ہی قطب ہے جب  
 اس کی طرف التجا کی جائے اور بغیر اس وقت کے اس کو عنوت نہ کہیں گے۔ سیرالمدار  
 میں ہے کہ قوم کی اصطلاح میں قطب وہی ہے جس کو عنوت بھی کہتے ہیں اور حضرت  
 عنوت الاعظم شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بحکم الہی بالاصالت فریادرس ہیں اور  
 تمام عنوت اور قطب آپ کے خلیفہ ہیں کہ آپ کی بیعت اور خلافت سے فریادری

کہتے ہیں۔ یہ مرتبہ کسی کو بجز نیابت نسبت نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام انبیاء اور اولیاء جنہوں نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہیں اور درحقیقت جناب غوث الثقلین تو اس مقام کے غوث ہیں کہ آپ بطور فرد والا فرد کے جانے اور پہچانے جاتے ہیں اور آپ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قہقاریت میں رقم طراز ہیں کہ فرد کے خواص سے ہے کہ جب وہ اس جہاں سے انتقال کر کے عالم برزخ کی طرف جاتا ہے تو نفس ناطقہ کی طرح ہر کسی کی ہمت کے مطابق اس میں سرایت کرتا ہے اور اجزائے عالم اپنی ہمت کے مطابق اس کو قبول کرتے ہیں پس وہ پتھر میں بحیثیت پتھر کے اور درختوں میں درخت اور آسمان میں آسمان اور فرشتوں میں فرشتہ ہے اور فرد سے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ظاہر ہوتے ہیں اور وہ کئی جگہوں میں بروز کرتا ہے اور اضافہ برکات کا سبب ہوتا ہے۔ نیز شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب وفات پائی تو ملائکہ اعلیٰ میں ان کو ایسا وجود عطا ہوا جو تمام میں سرایت کر سکے اس واسطے آپ کی روح پر فتوح طریقہ قادریہ میں سرایت رکھی ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مقام پر مرتبہ فرد والا فرد اور فرد محبوب حاصل تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ محبوبیت وہ ہے کہ جمال الہی کے تجلے نے اس کو اپنے انوار کا آشیانہ بنایا ہو۔ اس لئے ہزاروں عاشق دیوانہ وار نیض و ہدایت کی توقع سے دور دراز کے سفر طے کر کے اس کے آستانہ پر سر بسجود ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ ان مراتب میں سے ہے جو کسی بشر کو نہیں دئے گئے مگر بظہیر حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا اولیا کو محبوبیت کا شمع عطا کیا گیا اور وہ مسجود خلایق ہوئے مثل حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔

۱۔ شریف التواریخ جلد اول مصنف شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ اور آگے آنے والے اقتباسات لیے گئے ہیں۔



حقیقت میں فرد الافراد اور فرد محبوب ایک ہی ذات ہے اور وہ ذات محبوب خداوند قدوس جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے اور باقی جو کوئی بھی درجہ فرد الافراد میں داخل ہوگا۔ نیابت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ داخل ہوگا اور صاحب سیر المدار نے لکھا ہے کہ فرد الافراد ایک ولی ہوتا ہے جو حامل تمام ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع تنزیہ و تشبیہ ہیں اور اس کے اوپر کوئی مرتبہ ولایت نہیں۔

صاحب مصطلحات طالب حق نے لکھا ہے کہ فرد افضل تمام آدمیت کا ہوتا ہے اور وہ تمام عالم میں ایک ہوتا ہے وہ مراتب و منازل میں تمام اولیا اللہ تعالیٰ سے بلند تر ہوتا ہے۔ تمام اولیا کو فیض قطب کے قلب سے ملتا ہے مگر فرد کو قطب کی ضرورت نہیں ہوتی وہ بلا واسطہ قطب کے فیض حاصل کرتا ہے اور فرد اعلیٰ ذات پاک محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

درج بالا بحث سے یہ چیز پایہ ثبوت کو پہنچی کہ قطب اور غوث درحقیقت ایک ہی مقام کی دو اصطلاحات ہیں اور پھر قطب الاقطاب، غوث الاعظم، فرد الافراد، فرد محبوب، قطب عالم، قطب مدار، قطب اکبر، قطب الارشاد سبھی مقامات قطب اور غوث کی ترقی یافتہ حالتوں کے نام ہیں اور قطب جب درجہ قطب الاقطاب میں داخل ہوتا ہے تو وہی غوث الاعظم ہوتا ہے اور اس سے اوپر سوائے مقام نبوت کے اور کوئی مرتبہ نہیں ہوتا اور وہ صد لقیوں کا سردار ہوتا ہے اور وہ تمام عالم میں ایک ہوتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الدر المنظم جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ قطب پندرہ نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ کہ وہ مدد دے، عصمت، رحمت، خلافت اور نیابت میں، اور حامل عرش ہو اور حقیقت ذات جانتا ہو اور احاطہ صفات اس کو حاصل ہو اور حلیم ہو اور فضیلت دے دو موجودوں میں یعنی دو موجودوں میں جو افضل ہو اس کی نشاندہی کرے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرے اور اس چیز سے جو

اس سے منفصل ہوئی ہے۔ انتہائیک اور جو اس میں ثابت ہو اور حکم ماقبل و مابعد اور اس کو جس کے نہ کوئی چیز قبل ہے اور نہ بعد جانتا ہو اور احاطہ رکھتا ہو ہر علم اور معلوم پر جو ظاہر ہو اور ابتدا سے انتہائیک اور اس کی طرف رجوع کرنے کو۔

فتوحاتِ مکہ باب ۳۳۶ میں حضرت شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو مرتبہ قطبیت عطا فرماتا ہے تو عالم مثال میں اس کے لئے ایک تخت بچھا کر اس پر اس کو بٹھاتا ہے اور اس مقام کی صورت حیثیت اس کے مرتبہ کے اس کو بتاتا ہے۔ مثلاً اس کو اپنے عرش پر مستوی ہونے کی صورت بتاتا ہے بذریعہ اپنے ہر چیز کے ساتھ احاطہ علمی کے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اعلیٰ مثال دے سکتا ہے تو جب وہ تخت بچھالیا جاتا ہے اس کے بعد اس کو ان تمام اسماء کا خلعت عطا کیا جاتا ہے۔ جن کا طالب تمام عالم ہے اور اسماء اس عالم کے طالب ہوتے ہیں۔ پھر اُس سے حلے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب قطب کو پہننا کر اور تاج کرامت سے اس تخت پر بٹھاتے ہیں۔ اس وقت اس کی حالت خلیفگی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام عالم کو اس سے بیعت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس شرط پر کہ تمام لوگ اس کی اطاعت کریں ہر حال یعنی تنگی اور راحت میں اور سارا عالم ادا دے اور اعلیٰ اس کی بیعت میں داخل ہوتا ہے سوائے عالون کے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے جلال میں در آئے ہیں اور وہی لوگ بالذات حق کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے۔ اور ملار اعلیٰ قطب کے پاس سب سے پہلے آتے ہیں۔ موافق اپنے اپنے مراتب کے کوئی پہلے کوئی بعد اور وہ سب اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ طاعت و عبادت حق پر بلا قید کسی سختی اور راحت کے اور وہ لوگ ان دونوں صفتوں کو اپنے میں جلتے ہی نہیں۔ اس لئے کہ کسی شے کی شناخت بغیر اس کی ضد کے نہیں ہوتی اور ملار اعلیٰ ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ تو جو روحیں قطب کے پاس بیعت کے لئے آتی ہیں وہ اس سے علم الہی کے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں اور وہ جواب میں کہتا ہے اے شخص کیا تو قائل فلاں فلاں امر کا ہے جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو قطب اُس سے

کہتا ہے کہ اس مسئلہ میں دو جہتیں ہیں اور وہ متعلق ہیں۔ علم الہی سے جن میں سے ایک اعلیٰ ہے اس دوسرے سے جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہے تو ہر بیعت کرنے والا قطب سے مستفید ہوتا ہے اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اس کو معلوم نہیں ہوتا حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کل سوالات قطبیت ایک علیحدہ رسالے میں لکھے ہیں اور مجھ سے پہلے ان کو کسی نے نہیں لکھا اور وہ مسائل متعین نہیں ہوتے کہ بار بار ہر قطب سے وہی پوچھے جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی پہلے سے وہ سوال سائل کے دل میں نہیں ہوتا بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً دل میں آجاتا ہے اور حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ سب سے اول قطب سے عقل بیعت کرتی ہے۔ پھر نفس پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں ان ملائکہ سے جو زمین آسمان بنانے والے ہیں یا ان پر موقوف ہیں۔ پھر وہ رُوحیں جو مدبرہ ان ہیاکل کی ہیں جنہوں نے مرکز اپنے جسموں سے مفارقت کی ہے پھر جن، پھر مولدات، پھر باقی جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ سوائے ملائکہ عالیس کے یا ان افراد کے جو قطب کے دائرہ میں نہیں داخل ہوتے اور قطب کو ان پر تصرف نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ بشر مثل اس کے کامین ہیں اور اس امر کے لائق جو قطب نے اپنی فضیلت سے پایا لیکن چونکہ امر مقتضی اس کو ہے کہ زمانے میں ایسا ایک ہی شخص ہو جو اس امر کے لئے مخصوص کیا جائے۔ لہذا ایک شخص معین ہو لیا اور یہ کچھ اولیت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم الہی پہلے سے اس کے متعلق ہو جاتا ہے کہ یہ شخص والی ہوگا۔

حضرت شیخ اکبر لکھتے ہیں کہ ہر قطب عالم میں اتنا ہی ٹھہرتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ پھر اس کی دعوت منسوخ ہو کر دوسرے کو ملتی ہے اور اس کی کیفیت بعینہ شریعتوں کی سی ہے اور دعوت سے میری مراد قطب کے احکام اور ان احکام کا عالم میں موثر ہونا ہے اور بعض اقطاب اس مرتبہ میں تینتیس سال چار مہینے تک رہے ہیں اور بعض اس سے کم اور بعض اور بھی کم چنانچہ مویدا اس کی حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت ہے جو یقینی اقطاب تھے۔ شیخ اکبر نے



اس معاملہ میں ایک عجیب نقطہ بیان کیا ہے جو بہت وزنی اور قیمتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ امر بھی جان لینے کے قابل ہے کہ چونکہ امام کا تقرر کرنا بوجہ قیام دین کے واجب ہے اور امام بھی ایک ہی ہونا چاہیے تاکہ جھگڑے اور فساد نہ پڑیں اور ایسے امام کا حکم بھی بمنزلہ قطب کے حکم کے ہوگا اور کبھی امام ظاہری بھی قطب وقت ہوتا ہے جیسے خلفائے راشدین اپنے وقت میں تھے اور کبھی نہیں ہوتا تو خلافت اسی قطب کو ہوتی ہے جو بصفہ عدل مقصف ہوتا ہے اور یہ خلیفہ ظاہری میں بمنزلہ نائب خلیفہ باطنی کے ہوتا ہے۔ مگر اس کو اپنا ہونا خود نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ظلم اور عدل تو ظاہری اماموں سے بھی واقع ہوتے ہیں اور قطب وقت کا عامل ہونا ضروری ہے اور جس طرح قطبیت والیان امور کو ہوتی ہے اس طرح چاروں ائمہ مجتہدین کو بھی ہوئی ہے اور ان کے سوا اوروں کو بھی ان مجتہدوں کے مشاغل علمیہ اگرچہ باعث حجاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ حجاب ہی ان کے لئے مفید تھے۔ کیونکہ قطب کی شان مخفی رہنا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قطب اول یعنی قطب الاقطاب اس امت امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بعد از جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کون وجود مقدس تھا تو اس ضمن میں شیخ عبدالرؤف منادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شرح مقدمۃ الوصول مصنف شیخ ابراہیم موہبی میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے شیخ حضرت ابی الموہب تونسلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اس امت میں اقل مرتبہ قطبیت کی متولیہ حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا من جانب جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی مدت حیات بھر میں پھر ان کے بعد یہ نعمت خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف منتقل ہوئی ان کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کو یہ مرتبہ عطا ہوا۔ لیکن عارف مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے قطب یعنی قطب الاقطاب حضرت جناب امام حسن علیہ السلام تھے اور یہی قول قطب زمان حضرت پیر فقیر اللہ شاہ بادشاہ نوشاہی قادری مشہدی رضوی

لہ: فتوحات مکیہ بحوالہ شریف التواریخ جلد اول۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر جناب پیر ملک علی شاہ صاحب نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تھا۔ چنانچہ شجرہ شریف قادریہ نوشاہیہ میں آپ نے فرمایا ہے۔

قطب اول قبلہ میں شاہ حسن ثانی امام وارثِ علم نبی صلو علیہ والسلام اور آپ کی وضاحت کے مطابق ائمہ اہلبیت کرام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک تمام کے تمام قطب الاقطاب اور امام الوقت ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام الکائنہ سراج الامت امام اعظم حضرت امام ابوحنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام جعفر صادق قطب ششم علیہ السلام کی خدمت عالی میں دو سال گزارنے پر فخر کیا ہے اور ان دو سالوں کو حاصلِ زندگی مانتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ:

”لولا سنتان لہک النعمان“ یعنی وہ دو سال جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نگاہ فیضِ رحمت کے سامنے گزرے اگر وہ نہ ہوتے تو نعمان یعنی خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہلاک ہو گئے ہوتے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، کہ قطب الارشاد جامع کمالاتِ فردیہ کا ہوتا ہے اور وہ بہت عزیز الوجود ہے اور کئی قرون کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور عالمِ ظلمانی اس کے نورِ ظہور سے نورانی ہو جاتا ہے۔ اور نورِ ارشاد اس کا سارے عالم کو شامل ہوتا ہے۔ عرش سے فرش تک جس کو رشدِ ایمان، معرفت اور ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اسی کے واسطے سے ہوتی ہے۔ بغیر اس کے توسط کے کوئی شخص اس دولت کو نہیں پاسکتا۔ اس کا نورِ ہدایت مثل سمندر کے تمام عالم کو محیط ہے اور وہ بمنزلہ دریائے ساکن کے ہے کہ متحرک نہیں اور جو کوئی اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے خلوص رکھتا ہے یا وہ بزرگ خود اس کے حال پر متوجہ ہوتا ہے تو وقت توجہ کے ایک روزن اس بزرگ کے دل سے کھل کر بقدر توجہ اور اخلاص طالب کو اس دریا سے سیراب کرتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول اس عزیز کی طرف متوجہ نہ ہو کسی انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ جانتا ہی نہ ہو تو اس کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن پہلی صورت میں بہت زیادہ ہوتا ہے اور اگر کوئی

شخص اس کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے خفا ہے تو وہ کیسا ہی ذکر الہی میں مشغول ہو مگر ہدایت سے محروم رہے گا۔ اُس کی انکار سدا رہے گی۔ بغیر اس کے کہ وہ بزرگ متوجہ اس کے عدم استفادہ پر ہو اور اس کے ضرر کا ارادہ کرے اور جو لوگ کہ اس بزرگ سے اخلاص و محبت رکھتے ہیں وہ اگرچہ توجہ اور ذکر الہی سے غافل ہوں، مگر توجہ رشد و ہدایت ان کو ضرور نصیب ہوگا۔ اور قطبِ ابدل بتائے وجودِ عالم کا واسطہ ہوتا ہے اور تخلیق اور تزلیق اور رفعِ بلیات و امراض اور عافیت کا حامل ہونا یہ اس کا فیض ہے لیکن ہدایت و ارشاد اور ایمان اور توفیق امورِ خیر یہ سب قطبِ ارشاد کا فیض ہے اور قطبِ ابدال ہر وقت کام میں رہتا ہے اگر ایک جاتا ہے تو دوسرا اس کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ قطبِ ارشاد کے لئے یہ لازمی نہیں کہ وہ ہر وقت موجود ہو۔ کیونکہ ایک وقت ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ عالمِ ایمان و ہدایت سے خالی ہو اور فردِ کامل اقطابِ ارشاد سے حضرت خاتمِ المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ہوتا ہے اور اُس کا کمال بھی بمطابقتِ کمالِ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور فرق دونوں کمالات میں اصالت اور تبعیت کا ہوتا ہے حضورِ سیدِ یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ میں قطبِ الارشاد بھی تھے اور باعثِ ایجادِ کائنات بھی۔

حضرت شیخ احمد سرہندی یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ راستے جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچاتے ہیں۔ دو ہیں ایک وہ راہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے اور اصل اصول تک پہنچانے والی ہے۔ اس راہ سے دربارِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے والے اصل میں تو انبیاءِ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت والتسلیم ہیں اور ان کے صحابہ کرام اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں یا بہت تھوڑے اور اس راہ میں توسط و صلوت نہیں ہے۔ جو کوئی بھی ان واصلیں میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے اور کوئی بھی دوسرا اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔

”یہاں پر بہر حال شیخ مجدد کا یہ بیان ہماری عقلِ نارسا کی پہنچ سے بہت



آگے ہے کیونکہ ہمارے نزدیک صحابہ کرام کو فیض انبیاء کرام کے توسط سے ہی پہنچتا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فیض بتوسط امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتا ہے۔“

اس سے آگے شیخ مجدد فرماتے ہیں ایک وہ راہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے۔ اقطاب و اوتاد و ہدلا و نجیاء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے اصل ہوتے ہیں اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی راہ میں داخل ہے اور اس راہ میں توسط اور حیولیت ثابت ہے اس راہ کے واصیلین کے پیشواؤں سرداروں اور ان کے بزرگوں کے منبع فیض حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ عظیم الشان منصب ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدم پاک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فرقہ قدس پر ہیں اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر علیہ السلام اپنی جدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے بلجاء و ماویٰ تھے جیسا کہ آپ جدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کسی کو بھی فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی۔ انہی کے ذریعہ سے پہنچی۔ کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر علیہ السلام کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم المرتبت منصب بالترتیب حضرات حسنین علیہما السلام کے سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر کو ترتیب وار عطا ہوا اور ان بزرگوں کے زلمنے میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض و ہدایت ملی انہیں بزرگوں کے وسیلہ سے ملی وہ اقطاب یا نجباء ہی کیوں نہ ہوں سب کے بلجاء و ماویٰ یہی بزرگ ہیں اور اس کا ذکر میں پہلے بھی کر آیا ہوں) کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہاں تک کہ نوبت حضرت سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی اور جب آپ تک پہنچی تو یہ منصب آپ تک پہنچا اور آپ کے

سپہ دہوا اور ائمہ اثنا عشر اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا۔ اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو، خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطے سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز آپ کے سوا کسی کو میسر ہی نہیں ہوا ہی وجہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔

افلت شمس الاولین و شمسنا۔ ابد اعلیٰ افق اعلیٰ لا تغرب، لہ  
 شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ قطب الارشاد کو ولایت  
 شمس ہوتی ہے کہ مثل آفتاب کے کل جہان پر چمکتا ہے اور قطب الابدال کو ولایت قمری  
 کہ مہنت اقلیم پر تصرف کرتا ہے اور قطب الابدال کل ابدالوں کا رئیس ہوتا ہے۔ اسی وجہ  
 سے سب کہیں اس کا تصرف ہوتا ہے اور لقبول صاحب فتوحات مکیہ قطبوں کی انتہا  
 نہیں۔ ہر ہر سمت میں ایک قطب ہوتا ہے جیسے قطب عباد قطب زہاد قطب عرفا  
 قطب متوکلاں بلکہ باب چار سو باسٹھ میں آپ فرماتے ہیں کہ ہر شہر، گاؤں اور ولایت  
 کے لئے علاوہ غوث کے ایک قطب ہوتا ہے۔ اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس  
 سمت کو محفوظ رکھتا ہے۔ چاہے وہاں والے مسلمان ہوں یا کافر اسی طرح زہاد اور  
 عباد اور متوکلیں وغیرہ ہیں۔ ان میں سے بھی ہر قسم کے واسطے ایک قطب ضرور ہوتا ہے  
 جس پر ان کا راز و مدار ہوتا ہے اور فتوحات کے ہی چودہویں باب میں شیخ ابرحمتہ اللہ  
 تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اقطاب سے زمانہ خالی نہیں رہتا اور تمام اقطاب کا لین اہم  
 گذشتہ یعنی عہد آدم علیہ السلام سے لے کر عہد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 تک پچیس ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور ان سے مشہد مقدس میں کہ جو مشاہدہ  
 برزخیہ تھا ملاقات کرائی اور میں اس وقت شہر قرطبہ میں تھا اور وہ قطب جو تمام انبیاء  
 رسل و اقطاب کو مدد دیتا ہے وقت نثار انسانی سے قیامت تک وہ روح محمدی صلی اللہ

لہ:۔ مکتوبات شیخ احمد سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دفتر سوم۔ مکتوب ۱۴۳ ترجمہ مولانا  
 محمد سعید احمد نشبندی۔ لہ:۔ پہلوں کے سورج غروب ہوئے لیکن ہمارا سورج عینہ  
 افق اعلیٰ پر چمکے گا اور کبھی نہ غروب ہوگا۔

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

درج بالا بیانات اور وضاحتیں اس لئے تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہیں، کہ قارئین کرام پر مقام ابدال، قطب اور غوث واضح ہو جائے اور وہ مقام شہنشاہ بغداد کو سمجھنے میں آسانی محسوس کریں۔ کیونکہ حضور قطب الاقطاب فرد الافراد اور غوث الاعظم ہیں اور ہر کوئی ولی اللہ و صول الی اللہ کی منازل پر گامزن ہونے سے پہلے آپ کی طرف امداد و استقامت کا ملتی ہوتا ہے اور اسی واسطے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔

سے فَقُلْتُ بِسَائِرِ الْأَقْطَابِ لَمْ تُؤَا بِحَائِي وَادْخُلُوا أُمَّتِي رِجَالِي  
یعنی میں نے تمام اقطاب جو اولیائے عظام کے سردار ہیں سے کہا کہ سب کے سب آکر میرے خادموں میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ تمہیں خداوند قدوس جل و علا کے دربار قدس میں رسائی کے لئے میری رہنمائی کی ضرورت ہے اور جب تک تم مجھ سے رہنمائی حاصل نہ کرو گے تمہیں صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی جرات نہیں ہو سکے گی۔ اس واسطے کہ راہِ روگرداہر کی ضرورت ہوتی ہے اور رہبر وہی قابلِ تقلید ہوتا ہے جس کے پاس شمعِ ہدایت ہوتی ہے اور یہ شمع ہدایت اور آفتابِ نور ولایت تا قیام قیامت از زمانِ امامِ الائمہ قطب الاقطاب امام حسن عسکری علیہ السلام تا زمانِ امامِ الہدیٰ امامِ مہدی الآخر الزمان علیہ السلام حضور غوث الاعظم سید السادات سند الواصلین امام الکاملین کے جلو میں ہے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے جو اولیائے عظام گذرے ان کے چراغِ ہدایت یعنی ان کے اقتدار اور اختیار کا زمانہ ختم ہو چکا اور حضور سید بغداد علیہ السلام کا اقتدار اور احاطہ اختیار رہتی دنیا تک قائم رہنے والا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ہر ایک ولی کو ایک خاص رتبہ معرفت و حقیقت کا عطا ہوا ہے اور وہ ایک خاص مقام رکھتا ہے اور اس کو تمام و کمال عرفان و حقیقت حاصل نہیں ہے لیکن حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قدم بقدم حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ پر گامزن ہیں۔ اس واسطے آپ کے مراتب معرفت اور



وصولِ الی اللہ مکمل و تمام ہیں۔ کیونکہ حضور سید ولدِ آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباعِ کمال نے آپ کو بھی کمال عطا فرمادیا اور اگرچہ سب اولیا اللہ کے لئے سعادت مقدر ہے۔ لیکن وہ اس سعادت کو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ اس میں ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ بجز اطاعتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ جتنی کوئی اتباع کی کوشش کرے گا اسی حد تک اس کو مقامِ ملے گا اور جناب غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکمل اطاعتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ تمام منازلِ کمال کو حاصل کر چکے تھے اس واسطے آپ نے سب اولیائے عظام یعنی اقطاب کو دعوت دی کہ حصولِ مقصد اور منزلِ اقصیٰ تک رسائی کے لئے میرے پاس آؤ کیوں کہ میں بفضلِ منزل تک پہنچ چکا ہوں اور تمہیں منزل تک پہنچا سکتا ہوں اور بغیر میرے پاس آئے تمہارے لئے منزل کی رسائی ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس ضمن میں بہتہ الاسرار میں ایک واقعہ درج ہے جو اس معاملہ میں کافی تشریح کرتا ہے اور مقامِ غوثِ الاعظم کی نشاندہی بھی کرتا ہے اور آپ کے ذریعے وصولِ الی اللہ کا پتہ بھی چلتا ہے۔

ابو محمد حسن نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے کہا کہ میں نے بغداد شریف میں شیخ بزرگ عارف ابو عبد اللہ محمد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک سال تک خدمت کی اور ان سے ان کے ابتدائے حال کی بابت پوچھا۔ انہوں نے اس کو چھپا یا پھر بیس نے دوسرے سال ان کی خدمت کی تب کہا کیا تم ضرور سنو گے۔ میں نے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں انہوں نے کہا جب تک میں زندہ ہوں کسی کو یہ خبر نہ سنانا۔ میں نے کہا بہت اچھا جب ان کو یقین ہو گیا کہ میں راز کو چھپاؤں گا تو کہا کہ میں بلخ سے بغداد شریف کی طرف جوانی کی حالت میں اس لئے آیا کہ جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں۔ جب میں آپ کے مدرسہ میں آیا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس سے پہلے نہیں نے آپ کو دیکھا تھا نہ آپ نے مجھے دیکھا تھا۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ آپ کی طرف سلام کے لئے دوڑے  
 میں بھی آگے بڑھا اور مصافحہ کیا۔ آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور منہس کر میری طرف  
 دیکھا اور فرمایا۔ اے بلخی اے محمد تم کو مرحبا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا مرتبہ جان لیا اور  
 تمہاری نیت کو معلوم کر لیا۔ آپ کے منہ سے اپنا نام اور پتہ سن کر اور آپ کی کلام کرامت  
 آیات کے تاثر سے میری آنکھیں خوفِ الہی کے مارے بہ نکلیں۔ میرے شانہ کا گوشت  
 ہیبت کے مارے پھڑکنے لگا۔ میری آنکھیں شوق و محبت کی وجہ سے کٹ گئیں۔ میرا  
 نفس لوگوں سے گھرانے لگا۔ میں نے اپنے دل میں ایسی بات پائی کہ جس کو میں اچھی  
 طرح بیان نہیں کر سکتا۔ پھر یہ حالت بڑھی اور قوی ہوتی گئی اور میں اس سے مقابلہ کرتا  
 رہا۔ میں اندھیری رات میں اپنے وظیفہ کے لئے کھڑا ہوا تب میرے دل سے دو شخص ظاہر  
 ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں محبت کی شراب کا پیالہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں خلعت  
 تھا۔ صاحبِ خلعت نے مجھے کہا میں علی ابن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں اور  
 یہ ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے ہے۔ یہ محبت کی شراب کا پیالہ ہے اور یہ رضا کے  
 حلوں کی خلعت ہے۔ پھر مجھے یہ خلعت پہنا دی گئی آپ کے ساتھی نے مجھے پیالہ دیا،  
 جس کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ جب میں نے اُسے پیا تو مجھ پر غیبوں کے  
 اسرار اور اولیاء اللہ کے مقامات کے عجائبات ظاہر ہو گئے۔ ان میں سے ایک مقام  
 ایسا تھا کہ عقلوں کے قدم اس کے بھید سے پھلتے ہیں اور فکروں کے فہم اس کے جلال  
 میں گم ہو جاتے ہیں۔ عقلوں کی گردنیں اس کی ہیبت کی وجہ سے جھکتی ہیں۔ اس کی قدر و قیمت  
 میں طبیعتوں کے بھید بھول جاتے ہیں۔ اس کے انوار کی شعاعوں کی وجہ سے دلوں کی  
 آنکھیں مدہوش ہو جاتی ہیں۔ ملائکہ کروبی و روحانی و مقربین اس مقام کا مقابلہ کرتے ہیں  
 اپنی پیٹوں کو رکوع کرنے والے کی طرح اس مقام کی قدر کی تعظیم کی وجہ سے جھکے ہیں۔  
 اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح طرح طرح کی تقدیس و تنزیہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس مقام والوں  
 پر سلام کرتے ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے کہ اس سے اوپر سوائے عرشِ رحمان کے اور کچھ نہیں  
 اس کی طرف دیکھنے والا بنظرِ تحقیق دیکھتا ہے کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا

محبوب کا بھید یا عارف کا علم یا مقرب کا مکان ہر ایک کا میدار اور انجام اجمال و تفصیل کل و بعض اول و آخر اسی میں قرار یافتہ ہے۔ اسی سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے صادر ہوا ہے اسی سے کامل ہوا ہے۔ میں کچھ عرصہ وہاں پر ٹھہرا اس کی طرف دیکھنے کی مجھے طاقت نہ تھی۔ پھر مجھ کو دیکھنے کی طاقت ملی اور ایک مدت وہاں ٹھہرا۔ مجھے طاقت نہیں تھی کہ اس کے اندر والوں کو معلوم کروں پھر ایک مدت کے بعد مجھے طاقت عطا ہوئی کہ میں اس کے اندر والوں کو معلوم کر سکوں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے اندر جناب سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کے دائیں طرف آدم و ابراہیم و جبرئیل علیہم السلام ہیں اور بائیں جانب نوح و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ کے بڑے بڑے اصحاب و اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خادموں کی طرح کھڑے تھے۔ عالی جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے گویا کہ ان کے سروں پر چاند ہے ہیں اور جن اصحاب کرام کو میں پہچانتا تھا۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور جن اولیائے کرام کو میں پہچانتا تھا وہ حضرت معروف کرمی، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ہل تشری تاج العارین حضرت ابوالوناشہ شاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ ابوسعید شیخ احمد رفاعی اور شیخ محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ سرور کائنات فخر موجودات جناب رحمت عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اولیائے عظام میں سب سے زیادہ قریب حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

تب میں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا کہ جب مقرب فرشتے انبیاء و مرسلین اور اولیائے مجتہین جناب رحمۃ اللعالمین کی زیارت کے مشاق ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اعلیٰ مقام سے جو آپ کو اپنے رب کریم کے پاس ہے۔ اتر کر نیچے اس مقام میں آجاتے ہیں۔ تب ان کے انوار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ



والہ وسلم کے دیدار سے دو گئے ہو جاتے ہیں۔ آپ کے مشاہدہ سے ان کے حالات پاکیزہ بن جاتے ہیں۔ ان کے مرتبے اور مقامات آپ کی برکت سے بلند ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ رفیقِ اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ پھر میں نے سب حاضرین کو کہتے ہوئے سنا

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے رب اور تیری طرف بازگشت ہے۔

پھر میرے لیے قدسِ اعظم سے ایک چمک ظاہر ہوئی جس نے مجھے ہر ایک چیز سے غائب کر دیا، ہر ایک موجود سے مجھے اچک لیا۔ تمام مختلف اشیا میں تمیز کرنا مجھ سے چھین لیا اور اس حال پر میں تین سال تک رہا۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ ایک دم میں باتیں کرنے اور سننے لگا اور جنابِ غوثِ اعظم بادشاہ ہرود عالم شہنشاہ بغداد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میرے سینے کو دکھائے ہوئے تھا۔ ایک پاؤں آپ کا میرے پاس اور دوسرا بغداد شریف میں تھا۔ میری عقل لوٹ آئی اور میں اپنے کام کا مالک ہوا پھر مجھے جناب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے بلخی بے شک مجھے علم ہوا کہ تجھ کو تیرے وجود کی طرف لوٹا دوں۔ تیرے حال کا تجھے مالک کر دوں۔ تجھ سے وہ چیز چھین لوں جس نے تجھے مغلوب کر دکھا تھا۔ پھر مجھے میرے تمام احوال کی اول سے لے کر اب تک خبر دی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو میرے مشاہدات اور احوال کی ذرا ذرا سی خبر ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تیرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سات دفعہ سوال کیا۔ یہاں تک کہ تجھے اس مقام کے دیکھنے کی طاقت ہوئی اور پھر سات دفعہ سوال کیا کہ متقابل موجود رہنے کی طاقت نصیب ہوئی اور سات دفعہ اجازت طلب کی۔ تب تو وہاں کے اندر کی باتوں پر مطلع ہوا اور سات دفعہ پوچھا تب تو نے منادی کی آواز سنی اور بے شک میں نے اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے سات اور سات اور سات دفعہ سوال کیا۔ تب تجھ کو وہ روشنی اور چمک ظاہر ہوئی اور پہلے اس سے میں نے تیرے لئے ستر دفعہ سوال کیا، یہاں تک کہ اس نے تجھے محبت کا پیالہ پلا یا اور اپنی رضا مندی کا خلعت پہنایا۔ پس اے میرے پیارے فرزند اب تو تمام فوت شدہ فرانس کو قضا کر

یہ ہے مقامِ غوث الاعظم کہ شیخ محمد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ کپڑا اور پھرا نہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور یہ تصرف کا حال ہے کہ اس طرف کئی سالوں کی مدت طے ہو رہی ہے اور واقعات پر واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اسے عرشِ اعظم کے بعد سب سے اونچے مقام پر رفعت دی جا رہی ہے۔ دربارِ رسالت کے مشاہدات سے اس کی آنکھوں کو چپکا چوند کیا جا رہا ہے۔ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے مقامات اعلیٰ واقع سے روشناس کیا جا رہا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں جو تقرب شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہے اس سے آگاہی بخشی جا رہی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ واقعہ معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کرا کر یقین کامل عطا کیا جا رہا ہے ادھر وہ نا سمجھ مسلمان کہلانے والے لوگ ہیں۔ جنہیں سرعتِ سیر محبوب کبریٰ امام الانبیاء صاحبِ قابِ قوسینِ اودنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تذبذب ہے اور ایک لمحہ میں فلک الافلاک سے گذر کر لامکان پر پہنچنا پھلاس جگہ اٹھارہ سال تک یا کم و بیش عرصہ عجائباتِ قدرت کو ملاحظہ فرمانا پھرتی مدتِ مدید کے بعد واپس آنا اور نظامِ کائنات میں ایک لمحہ بھی نہ گزرتا اور ابھی دولتِ کدہ نوز کے دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی اور بسترِ شبِ خوابی اسی طرح گرم تھا کہ صاحبِ وِلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیرِ افلاک سے واپس تشریف لے آئے اور یہ اعجازِ رسالت میں سے تھا۔ جس میں شک کر کے کوئی آدمی انسانیت سے ہی گرجاتا ہے چہ جائیکہ اس کو مسلمانوں میں شمار کیا جائے۔ پھر جب اس میں فاعل خود رب العزت علیٰ کل شیءٍ بقدرہ کی ذاتِ والاصفات ہے۔ اور سبحان الذی اسرھا بعدہؑ فرما کر ہی اشکال کو دور فرما دیا اور ہر ریب و تذبذب پر خط تینخ پھیر دیا۔ رہا معاملہ حضور سید المرسلین امام الاولین و آخرین کی سرعتِ رفتار کا تو اس واقع سے اچھی طرح پابہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے، جو

لہ :- سبحان الذی اسرھا بعدہؑ ..... الخ القرآن پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس

کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنا دیکھتا ہے۔

حضرت جبرائیل امین حامل وحی الہیہ کے ساتھ پیش آیا ہو جس کی تصدیق کتب سیر میں ملتی ہے کہ ایک روز دوران گفتگو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے استفسار فرمایا کہ جو کلام نور تم میرے پاس لے کر آتے ہو وہ تمہیں کہاں سے ملتا ہے عرض کی میرے مقام بدرۃ المنتہیٰ سے اوپر ایک پردہ ہے اس پردے کے پیچھے سے مجھے آواز آتی ہے اور میں وہاں سے یہ کلام نور حاصل کرتا ہوں اور آپ تک لے آتا ہوں۔ فرمایا کبھی اس پردے کے پرے صاحب کلام کو بھی جھانکا ہے عرض کی کبھی نہیں کیونکہ مدرہ سے آگے اگر ایک پر بھی بڑھ جاؤں تو اس کے جل جانے کا خطرہ ہے تو فرز سل مختار کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ ہم اجازت دیتے ہیں تم وہاں پردہ اٹھا کر دیکھو کہ پیغام دینے والا کون ہے۔ بس پھر کیا تھا اذن محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پا کر حضرت روح الامین نے عالم بالا کی طرف پرواز کی اور چشم زدن میں اپنے مقام بدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سامنے سے پردہ کو اٹھایا۔ لیکن بیشتر اس کے کہ حضرت روح الامین پردہ نور تک پہنچیں۔ شہباز قاب تو سین پردے کے دوسری طرف تشریف فرما ہو چکے تھے اور یہ آپ کا وہ مقام تھا جو حضور فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شب اسری کو عطا ہونے والے مقامات عالی میں سے ایک مقام تھا۔ لیکن اداک روح الامین مقام حیرت میں گھوم رہا تھا اور معاملہ عقل کل سے آگے بڑھ کر عشق کی وارفتگی میں داخل ہو چکا تھا اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام وجدان کی کیفیت میں کہہ رہے تھے۔

ہونہ ہو اسے چھپنے والے بیری آواز ہے، بات کہنے کی نہیں یہ راز ایسا راز ہے اور اس ساری بات کو سمجھنے کے لئے اور رفتار محبوب پاک صاحب نولای لسا خلقت الافلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اندازہ کرنے کے لئے قرآن کریم فرقان عظیم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری آصف بن برخیا نے چشم زدن میں کئی ہزار میل کے فاصلے پر جا کر بلقیس کے عظیم تخت کو لا کر حضور پہنچا۔ علیہ السلام لا حاضر کیا تھا یہ معاملہ تو حضرت آصف بن برخیا کا تھا جو نبی نہ تھے بلکہ

نبی کے خادم اور علم کتاب کے عالم تھے اور ادھر معاملہ سلطان الانبیاء کا ہے اور پھر سرکارِ  
 غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو فخر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت  
 خیر الامم کے فخر ہیں۔ آپ کو یہ مقامات عظیم حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کی بیعت اتباع و اطاعت سے حاصل ہوئے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 اس منام کے حصول کے لئے سخت مجاہدات کئے اور اپنے دل سے تعلقات غیر اللہ کو  
 نکال پھینکنے کے لئے محنت شاقہ کی چالیس سال تک متواتر عشار کے وضو سے فجر کی نماز  
 ادا کی چنانچہ شیخ عارف ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفتح بروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے  
 ہیں کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چالیس  
 سال تک رہا اس عرصہ میں آپ عشار کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ آپ  
 کا یہ حال تھا کہ عشار کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت میں داخل ہوتے۔ آپ کے ساتھ اور کوئی  
 داخل نہ ہوتا تھا اور حجروں میں سے سوا طلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں  
 چند راتیں سویا آپ کا یہ حال تھا کہ پہلی رات کچھ نفل پڑھتے پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ  
 رات کا پہلا تیسرا حصہ گزرتا تو آپ یہ فرماتے المحيط الرب الشہید الحسیب  
 الفعالم الخالق الباری المصور۔ پھر آپ کا جسم کبھی لاغر ہو جاتا کبھی بڑا ہو جاتا کبھی  
 ہوا میں بلند اڑ جاتے یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو جاتے۔ پھر اپنے قدموں  
 پر کھڑے ہو جاتے اور قرآن شریف پڑھتے یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا،  
 اور سجدے بڑے بے کتے تھے۔ اپنے چہرہ کو زمین سے ملاتے پھر مراقبہ اور مشاہدہ  
 میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے پھر دعائیں مانگتے اور عاجزی اور نیاز  
 میں لگے رہتے اور آپ کو ایک ایسا نور ڈھانک لیتا تھا کہ عنقریب آنکھوں کو اچک  
 لے جائے یہاں تک کہ آپ اس میں نظر سے غائب ہو جاتے اور میں ان کے پاس یہ  
 آواز سنا تھا۔ سلام علیکم اور آپ اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ صبح کی نماز  
 کی طرف نکلتے اور مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ بقول شیخ عارف محمد عثمان سریفی رضی اللہ  
 تعالیٰ علیہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رات دن جنگل میں رہا کرتا تھا اور



بعد از شریف کی طرف نہیں آیا کرتا تھا۔ شیطان میرے پاس صفیں باندھ کر پیدل اور سوار آیا کرتے تھے۔ ان کے پاس طرح طرح کے ہتھیار ہوتے تھے۔ بڑی بڑی شکیں ہوتی تھیں۔ مجھ سے لڑتے تھے اور مجھے آگ کے انکار مارا کرتے تھے لیکن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے دل میں ایسی ثابت قدمی پایا کرتا تھا۔ جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی اور مجھے اپنے باطن سے آواز آتی تھی کہ اے عبدالقادر تو ان کی طرف کھڑا ہو جا کیونکہ ہم نے تمہیں ثابت قدم بنایا ہے اور تجھے مدد دی ہے پھر میں ان کے پیچھے بھاگتا تو وہ سب دائیں بائیں بھاگ جاتے اور جہاں سے آتے تھے وہیں چلے جاتے تھے۔ ان میں سے شیطان اکیلا میرے پاس آتا اور مجھے کہتا کہ تم یہاں سے چلے جا ورنہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا مجھے بہت ہی ڈراتا تھا۔ میں نے اس کو ایک طمانچہ مارا اور وہ بھاگ گیا۔ پھر میں نے لآحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا تو وہ جل گیا جسے میں نے دیکھ لیا۔ ایک دفعہ میرے پاس بہت بڑی شکل میں آیا۔ اس سے بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ کہنے لگا میں ابلیس ہوں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تمہاری خدمت کروں۔ کیونکہ تم نے مجھے اور میرے پیروں کو تھکا دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ چلا جا اس نے انکار کیا تب اس کے اوپر سے ایک ہاتھ آیا اور اس کے دماغ پر مارا مگر وہ زمین میں غوطہ مار گیا۔ پھر وہ دوبارہ میرے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا، مجھ سے لڑنے لگا تب میرے پاس سفید گھوڑے پر سوار ایک مرد آیا اس نے مجھے ایک تلوار دی تب ابلیس اٹھے پاؤں بھاگا۔ پھر میں نے تیسری دفعہ دیکھا کہ وہ مجھ سے دور کھڑا ہے اور رو رہا ہے، مٹی اپنے سر میں ڈال رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ اے عبدالقادر بے شک میں تجھ سے ناامید ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا دور ہواے ملعون کیونکہ میں ہمیشہ تمہارے مکر سے ڈرتا ہوں اس نے کہا یہ بات مجھ پر اور بھی سخت ہے۔ پھر اس نے میرے گرد بہت سے جال پھندے جیلے طاہر کئے میں نے کہا یہ کیا ہے اس نے کہا یہ دنیا کے جبال ہیں۔ جس سے ہم تم جیسوں کو شکار کیا کرتے ہیں۔ تب میں نے ایک سال تک ان کے بارہ میں توجہ کی۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے۔ پھر بہت سے

اسباب فریب ہر طرف سے ظاہر ہوئے میں نے کہا یہ کیا ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ مخلوق کے اسباب میں جو آپ سے ملے ہوئے ہیں۔ پھر میں ان کے معاملہ میں اور سال تک متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے اور میں ان سے علیحدہ ہو گیا پھر میرے باطن کا حال مجھ پر ظاہر کیا گیا تو میں نے اپنے قلب کو بہت سے تعلقات سے وابستہ پایا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں تب میں اس معاملہ میں ایک اور سال تک متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب منقطع ہو گئے اور ان سے میرا دل خالص بن گیا۔ پھر میرے نفس کا حال مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں اور اس کی خواہشیں زندہ ہیں۔ اس کا شیطان سرکش ہے پھر میں اس کے معاملہ میں اور ایک سال تک متوجہ رہا۔ تب نفس کی بیماریاں اچھی ہو گئیں اور خواہش مرگئی اور شیطان فرمانبردار ہو گیا تمام امرا اللہ تعالیٰ جل و علا کے لئے ہو گئے اور میں اکیلا رہ گیا اور تمام وجود میرے پیچھے رہا۔ حالانکہ میں ابھی مطلوب تک نہیں پہنچا تھا پھر میں توکل کے دروازے تک کھینچا گیا تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک پہنچ سکوں۔ ناگاہ دیکھا کہ اس کے پاس رحمت ہے تب میں اس سے گذر گیا پھر میں باب تسلیم تک کھینچا گیا دیکھا تو اس کے پاس بھی رحمت ہے وہاں سے بھی گذر گیا۔ پھر میں باب قرب تک کھینچا گیا لیکن میں وہاں سے بھی آگے گذر گیا۔ کیونکہ اس کے پاس بھی رحمت تھی۔ پھر میں باب فخر تک کھینچا گیا دیکھا تو یہ خالی ہے میں اس میں داخل ہو گیا۔ دیکھا کہ جوں جوں میں اس کو چھوڑتا ہوں میرے لئے بڑا خزانہ اس سے کھلتا ہے اس میں مجھے بڑی عزت دائمی عطا اور خالص حریت عطا کی گئی بقایا مٹ گئے۔ صفات منسوخ ہو گئے اور وجود ثانی آ گیا (بہجۃ الاسرار)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اتنے سخت مجاہدات اور محنت شاقہ وصول الی اللہ کے لئے کی اور آپ مقام فنا سے آگے بڑھ کر بقا باللہ میں پہنچ گئے اور مطلوب حقیقی تک رسائی حاصل ہو گئی تو رب العزت ذوالتجد والاکرام نے آپ کو طہارت تامہ اور جلالت باطنی عطا فرمادی اور اطاعت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل یہ مرتبہ ملا کہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور آپ کے جسم سے کوئی بدنامادہ خارج نہیں ہوتا تھا

چنانچہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خضر بن عبد اللہ حسینی موصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں حضرت سیدی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورے تیرہ سال تک رہا اس عرصہ میں کبھی آپ کو ناک صاف کرتے یا کھوکے نہیں دیکھا۔ نہ آپ پر مکھی بیٹھتی نہ آپ کبھی کسی بڑے امیر کے لئے کھڑے ہوئے نہ بادشاہ کے دروازے پر گئے نہ اس کے فرش پر بیٹھے نہ کبھی اس کا کھانا کھایا۔ آپ بادشاہوں اور ان جیسوں کے فرش پر بیٹھنے کو ان عذابوں میں سے سمجھتے تھے جو جلد آنے والے ہوں بلکہ جب کبھی آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر یا کوئی اور بڑا آدمی آتا تو آپ اٹھ کر اندر چلے جاتے پھر جب وہ آپ کی ملاقات کا خواہش مند ہوتا تو آپ گھر سے باہر تشریف لاتے تاکہ ان کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے اور ان سے باوقار ہجے میں کلام فرماتے اور ان کو بہت نصیحت کرتے وہ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور نہایت انکساری کے ساتھ آپ کے سامنے بیٹھتے اور جب آپ خلیفہ کے نام کچھ لکھتے تو اس میں تحریر فرماتے کہ عبدالقادر تم کو حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تم پر جاری ہے اور اس کی اطاعت تمہارے لئے فرض عین ہے۔ تمہارا وہ پیشوا ہے اور تم پر وہ حجت ہے جب خلیفہ کے پاس آپ کی تحریر پہنچتی تو وہ اس کو چومتا اور سر پر رکھتا اور کہتا عالی جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا ہے مقام قطب غوث و فرد بیان کرنے کے بعد یہاں مناسب ہوگا کہ قطب کی تعریف قطب عالم غوث اعظم فرد الافراد شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سن لی جائے۔ ہجرت الاسرار میں نقل ہے کہ شیخ ابوالرضی محمد بن احمد بن داؤد بغدادی نے کہا کہ میں ہمیشہ ایسے شخص کی جستجو میں رہتا تھا جس سے میں قطب کی صفات دریافت کریں تب میں اور شیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مقری بغدادی شہر لدوی ۸۵۴ھ میں جامع مسجد صافہ کی طرف گئے۔ اس میں ہم نے شیخ ابوسعید قبلیوی اور شیخ ابوالحسن علی بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے ملاقات کی میں نے شیخ ابوسعید سے اس بات کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ قطب کی طرف اس امر کی ریاست اپنے وقت میں پہنچتی ہے

اس کے پاس شان کی جلالت کے کجاوے اتار دیئے جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اس کے زمانہ میں رہنے والوں اور تمام موجودات کا امر سپرد کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا وہ اُس وقت کون ہے فرمایا کہ قطب وقت اس زمانہ کے شیخ محی الدین عبدالقادر شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ بات سن کر ہم صبر نہ کر سکے اور سب کے سب حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کی طرف حاضر ہونے کے لئے چل پڑے۔ ہم میں سے ہر کوئی سب سے پہلے اس پاک مجلس میں حاضر ہونے کی کوشش کر رہا تھا جب ہم وہاں پہنچے تو جناب غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وعظ فرما رہے تھے جب ہم مجلس میں جا بیٹھے تو آپ نے سابقہ سلسلہ کلام کو قطع کرتے ہوئے فرمایا کہ اب میں اس شخص کی تعریف کرتا ہوں جو قطبیت کے مقام تک پہنچ گیا ہو تب فرمایا کہ اس مقام پر پہنچنے والے شخص کے لئے حقیقت میں کوئی ایسا راستہ نہیں جسے وہ مکمل طور پر نہ جانتا ہو ولایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اس کو اس میں مکمل وطن ثابت نہ ہو نہایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اس کو اس میں مضبوط قدم نہ ہو مشاہدہ میں کوئی مقام ایسا نہیں کہ اس کے لئے اس میں خوش گوار جائے مشاہدہ نہ ہو حضور ہی میں حاضر ہونے کے لئے کوئی ایسی ٹیڑھی نہیں جس پر وہ چڑھتا ہو امعراج کی بلندی پر نہ پہنچا ہو۔ ملک و ملکوت میں کوئی کام ایسا نہیں جس میں اس کو کشف و کرامت نہ ہو۔ عالم ظاہر و غیب میں کوئی بھید ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا ہو وجود کا کوئی ایسا منظر نہیں کہ جس سے اس کو تعلق نہ ہو، قوتوں کا کوئی ایسا فعل نہیں کہ اس کا اس میں دخل نہ ہو۔ کوئی ایسا نودہ نہیں جس میں اس کی تنویر نہ ہو۔ کسی بڑھنے والے کے لئے کوئی جائے روانگی نہیں جس کی انتہا پر وہ پہلے سے موجود نہ ہو اور کسی پہنچنے والے کی غایت ایسی نہیں کہ وہ اس کی نہایت کا مالک نہ ہو کوئی بزرگی ایسی نہیں کہ اس کو اس سے خطاب نہ کیا گیا ہو کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ اس کو اس کی طرف نہ کھینچا گیا ہو کوئی ایسا سانس نہیں کہ وہ اس کی طرف محبوب نہ ہو وہ عزت کے جھنڈے کا اٹھانے والا قدرت کی تلوار کا چلانے والے وقت کی مسند کا حاکم محبت کے لشکروں کا بادشاہ ولی مقرر کرنے اور معزول کرنے کا مختار اس کا ہم جلسیں بد بخت



نہیں ہوتا اور اس کا شہود اس سے غائب نہیں ہوتا اس سے اس کا حال چھپنا نہیں اس سے بڑھ کر کوئی تیز نگاہ نہیں اس سے بڑھ کر کسی کی فرو نگاہ نہیں کوئی وجود اس سے بڑھ کر پورا نہیں کوئی شہود اس سے بڑھ کر ظاہر نہیں شرع شریف کی اتباع اس سے بڑھ کر کوئی نہیں کرتا۔ مگر وہ ایسا وجود ہے کہ جدا ہے ساتھ ہے، متصل ہے منفصل ہے ارہنی ہے سماوی ہے، قدسی ہے غیبی ہے، واسطہ ہے خالص ہے، آدمی ہے نافع ہے اس کی ایک حد ہے جو اس کی طرف منتہی ہوتی ہے۔ وصف ہے جو کہ اس میں مختصر ہے، تکلیف ہے جو کہ اس پر واجب ہے مگر وہ اتصال کی وجہ سے اپنے جمع کے وقت ازل کے نظاروں کے موقعوں میں ہیبت اور انس کے تفرقہ کی آنکھ سے پوشیدہ ہے وہ اپنے انفصال کی وجہ سے تفرقہ کے وقت مشاہدات کی گھاٹیوں میں جلال کی زیادتی اور اجمال کے شوق کے درمیان صفات کی مخالفت کی وجہ سے باوجود مقام کے وصف کے لزوم اور نختِ حال کے زوال کے ظاہر ہے پس اس کے افراد کا دربان اصرار کے ساتھ اُس کے غلبہ ظہور پر اس کے امر کے حکم کے اقتران کے خفا میں آیات کے ساتھ پکارتا ہے۔ ورنہ بسط کے ساتھ کے کسی منزل میں این کے خیز میں قبض کی پکڑ سے اس کا ظہور نہ ہو سکتا تھا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ملک و حکمت کے عالم میں عالم غیب و قدرت سے کوئی شے بدوں اس کے حجاب کے چھلکے اور افسر کے اشارہ اور قیدِ حصر میں ہو، ظاہر نہیں ہوا کرتی تو تمام موجودات اس امر کے عجائبات دیکھتی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اس کا اجمال اور تفصیل اس کا اول اور آخر حضور سید الکونین رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت کے حواشی میں چھپا ہوا ہے اور اس کی خالص شراب کی ملاوٹ اس کی رعایت کی ہواؤں کی تسنیم کے ساتھ ہے اس کی آمدنی کا حاصل اقبال و ادبار جمع و تفرقہ کے لحاظ سے اس کے امر کے قبضہ میں ہے تو البتہ قدر کا تیر حکم کی دیوار کو بچھاڑ دیتا اور اگر اس امر کے لئے جس کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں زبان پیدا ہوتی تو تم البتہ سنتے اور عجائبات دیکھتے پھر آپ نے بغیر گانے اور الحان کے یہ شعر پڑھے۔

ما في الصباية قهمل مستعذب      الاولي فيه الا لذلا لا طيب  
 عشق میں کوئی ایسا میٹھا چٹہ نہیں ہے کہ جس میں میرے لئے زیادہ لذت اور عمدگی نہ ہو۔  
 او في الوصال مكانة مخصوصة      الا ومنزلتي اعز واقرب  
 یا وصال میں کوئی ایسا مکان مخصوص نہیں ہے کہ جس میں میری منزل زیادہ قریب اور زیادہ عزیز نہ ہو۔  
 وهبت لي الايام رونق صفوها      فحلت منا هلهما وطاب المشرب  
 زمانے مجھے اپنی صفائی کی رونق دی ہے پس اس کے چٹے میٹھے ہیں اور اس کا گھاٹ عمدہ ہے۔  
 وعدوت مخطوبا لكل كريمة      لا يهتدى فيها البيت ويخطب  
 میں ہر ایک بزرگی کے لئے خطاب کیا گیا ہوں کہ جس میں دانا ہدایت نہیں پاتا نہ خطاب کیا جاتا ہے۔  
 انا من الرجال لا يخان جليهم      زيب الزمان ولا ييري ما يرهب  
 میں ان مردوں میں سے ہوں کہ جن کا ہمنشین زمانہ کی تکلیف سے نہیں ڈرتا، اور وہ چیز نہیں دیکھتا جو اس کو ڈرا۔  
 قوم ليسم في كل مجد رتبة      علوية و بكل جيش مركب  
 ایک وہ قوم ہے کہ جس کے لئے ہر شرافت میں تہ بند ہے اور ہر شکر میں اس کے سوار ہوں۔  
 انا بلبل الافراح املى روحها      طرب وفي الغلياء باز اشهب  
 میں خوشیوں کا بلبل ہوں کہ ان کے درخت پر خوشی سے بولتا ہوں اور بلندی میں سفید باز ہوں۔  
 اصححت جيوث الحب تحت مشيتي      طوعا ومهما رميتة لا يغرب  
 میری مشیت کے ماتحت محبت کے شکر خوشی سے ہیں اور جب میں قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتے۔  
 اصبحت لا املا ولا امنية      ارجو ولا موعودة اترقب  
 میں صبح کرتا ہوں تو نہ کوئی امید ہوتی ہے اور نہ کوئی آرزو کہ جس کی امید رکھوں نہ کوئی وعدہ کہ جس کا انتظار کروں۔  
 ما زلت ارتع في ميادين الرضا      حتى وهبت مكانة لا توهب  
 میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں چرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ مجھے ایسا ذنبہ دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا گیا۔  
 اصحى الزمان كحلة مرقومة      تذهو مخن لها الطراز المذهب  
 زمانہ ایسے حلہ کی طرح ہے کہ جو منقش اور بارونق ہے لیکن ہم اس پر سنبری جاشیر ہیں۔  
 افلت شمس الاولين وشمنا      ابد اعلى فنك العلى لا تغرب  
 پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے ہیں لیکن ہمارا آفتاب بلندی کے آسمان پر ہے جو کبھی غروب نہیں ہوگا۔  
 پھر فرمایا کہ تمام جانور بولتے ہیں لیکن کچھ کرتے نہیں لیکن باز کرتا ہے مگر بولتا نہیں اسی لئے بادشاہوں کے ہاتھ اس کی  
 چوکتھ پر ہیں تب شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک واخط مشہور جزاہہ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھنے لگے۔  
 بك الشهور تنها والمواقيت      يا من بالفاظه تغلوا ليو اقبيت  
 اے وہ شیخ کہ جس کے الفاظ سے موتی قیمتی بنتے ہیں آپ ہی سے مہینے اور وقت خوش برتے ہیں۔  
 الب زانت فان تفخر فلا تجب      وساسد الناس في عيني فواخيت  
 آپ باز ہیں اگر فخر کریں تو مجب نہیں۔  
 اشم قدميك الصدق مجتهدا      لانه قدم في نغله الصيت  
 میں آپ کے دونوں قدموں سے کاشش سے بچ سونگتا ہوں کیونکہ وہ قدم ہے جس کی نعل میں آواز ہے۔

تب شیخ علی الہبتی کھڑے ہو گئے اور غوثِ محمدانی شہبازِ لامکانی کے قدم چومے  
 وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مجلس کو اپنے پاس نکھ لیا اور جو کچھ اس میں ہوا تقاسب لکھ لیا  
 ابن الالبیتی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابو خلیل ہرودی کے پاس گیا۔ اور اس کی بابت پوچھا تو  
 انہوں نے مجھے ایسا ہی بتایا اور یہ سچہ الاسرار ہی کی ایک روایت کے مطابق ایک روز شیخ  
 صدقہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوثِ محمدانی شہبازِ لامکانی محبوبِ سبحانی شیخ سید عبدالقادر  
 جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہِ عالی میں حاضر ہوئے وہاں کچھ اور مشائخ بھی عالیجناب  
 کی آمد کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے  
 تو کرسی پر بیٹھ گئے۔ لیکن کچھ کلام نہ فرمایا اور نہ قاری کو حکم دیا کہ وہ قرآن پاک سے کوئی  
 آیت شریفہ تلاوت کرے مگر لوگوں میں بڑا وجد پیدا ہوا اور ہر طرف ہوجت شروع ہو گیا  
 شیخ صدقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے جی ہی جی میں سوچا کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے کوئی کلام نہیں فرمایا اور کسی قاری نے کچھ پڑھا بھی نہیں ہر طرف وجدان ہی وجدان ہے  
 یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے دل کے خطرہ کو معلوم کیا  
 اور ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں  
 تک آیا ہے اور اُس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے حاضرین اس امرِ عظیم کی وجہ سے  
 وجد میں ہیں۔ شیخ صدقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دل میں کہا جو بیت المقدس  
 سے ایک قدم میں یہاں تک پہنچ جائے وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے اور اس کو رشد  
 کی کیا ضرورت ہے۔ عالی جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صدقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی  
 طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو ہوا میں اڑتا ہے وہ توبہ کرتا ہے کہ پھر ایسا نہ کرے گا اور  
 وہ محبتِ الہی کا صحیح طریقہ دیکھنے کے لئے میری طرف محتاج ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔  
 ”میری تلوار میان سے کچی ہوئی ہے۔ میری کمان کا چلہ چڑھا ہوا ہے۔ میرے تیرتست  
 میں رکھے ہوئے ہیں اور نشانہ پہنچنے والے ہیں۔ میرا نیزہ خطا نہیں کرتا۔ میرے گھوڑے  
 پر زین کسا ہوا ہے میں اللہ تعالیٰ کی آتشِ سوزاں ہوں میں احوال کا سلب کرنے والا  
 ہوں۔ میں بھر سکتا ہوں میں اپنے وقت کا رہنما ہوں میں اپنے غیر میں کلام کرنے والا

ہوں، میں محفوظ ہوں میں محفوظ ہوں۔ اے روزہ دارو اے رات کو جاگنے والو، اے پہاڑوں کے رہنے والو پست ہوں۔ تمہارے پہاڑ اے صومو نشینو مٹ جائیں۔ تمہارے صومو مع اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف آؤ میں اللہ تعالیٰ کا امر ہوں۔ اے رستہ چلنے والو! اے مردو! اے پہلوانو! اے لڑکو! اور اس سمندر سے فیض لو جس کا کنارہ نہیں۔

بیانات بالا سے یہ ہرگز متصور نہیں کرنا چاہیے کہ جناب شہنشاہ بغداد نے نعلی سے کام لیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ مقام اعلیٰ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو بوجہ قطب عالم اور غوث اعظم ہونے کے حاصل تھا اور وہ اس کے ذریعہ مخلوق خدا کو راہ حق کی طرف بلانے کے لئے ترغیب و تحریص دیتے تھے۔ اور جیسا کہ شیخ ابوالمنظر منصور بن مبارک نے کہا ہے۔

الباز و انت فان تفر فلا عجبا  
وسائر الناس فی عینی فوافیت  
یعنی جب آپ باز اسہب ہیں تو آپ نے رب کریم کی اس نعمتِ عظمیٰ کو بطورِ فخر بیان کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے جبکہ آپ کے مقابلہ میں باقی سب لوگ ابن مبارک کی نظر میں فاخستہ بمقابلہ باز ہیں اور آپ کا تفاعل کو یا شکرِ نعمت ہے جو واجبات سے ہے اب ہمیں یہاں پر یہ دیکھنا ہے کہ عقیدت کے جذبات میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اتنا جلیل القدر مقام رب العزت نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رکھا ہوا تھا جو آپ کو عطا ہوا۔ اس میں سرسروا اختلاف نہیں اور کسی قسم کا اعتراض مسلمان کو کسی صورت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ وجودِ عالم کا تمام نظام علل و اسباب پر مبنی ہے۔ اس واسطے ہمیں یہ ضرور دیکھنا ہے کہ بظاہر اس مقام کے حصول کے لئے کون سے ایسے راستے تھے جو اختیار کئے گئے اس مقصد سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمیں حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی خاندانِ پاک اور مجاہدات و مشاہدات پر سیر حاصل تبصرہ کرنا ہوگا تاکہ قارئین کرام کی دلچسپی اور دلجمعی کا سامان مہیا ہو سکے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں آپ کے حالاتِ زندگی پر تبصرہ کروں مجھے یہاں ایک غلط فہمی کی نشاندہی کرنا ہے بلکہ ایک



فاش غلطی کا ازالہ کرتا ہے جس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ سے ہدایت کا  
بھکاری ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم۔

حضرت پیران پیر آسمانِ رشد و ہدایت کے بدرِ منیر سید روشن ضمیر میراں محی الدین  
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات میں ایک کتاب غنیۃ الطالبین  
کا شمار کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب فقہ حنبلی کی تشریحات اور عقائد پر مبنی ہے۔ اس کتاب  
کے ایک باب نمبر ۹ میں جہاں غیر ناجی فرقوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک فرقہ مرجیہ کا نام آتا ہے  
جس کی ایک شاخ حنفیہ ہے۔ جس کو ابو حنیفہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور بعض لاابالی  
معاندین اس سے امام العالم امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کو فی سراج الامت  
کی ذاتِ گرامی پر حرف گیری کی مذموم کوشش کرتے ہیں اور ان میں سے ایک جماعت تو  
ایسی ہے جو اگرچہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی کے فضائل کا کبھی  
اعتراف نہیں کرتے اور تکالیف و مصائب میں حضورِ گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ پاک  
سے استمداد کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن اہل سنت والجماعت کے عناد کے  
پیش نظر اس کتاب کو اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں اور جہاں احناف سے بات  
شروع کی سادہ لوح لوگوں کو اس کتاب کی تحریریں دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ شیخ  
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ہے۔ (بعض تو صرف عبدالقادر جیلانی  
اور بعض محض عبدالقادر اور بعض معاندین لفظ شیخ کوشین کی کسو کے ساتھ ادا کر کے  
حضور کے علوم مرتبت کو اپنی بد باطنی اور شومی تقدیر کے باعث گھٹانے کی کوشش  
کرتے ہیں۔) تم حنفی نہیں پیران پیر، پیر دستگیر مانتے ہو اور اس میں نماز پڑھنا  
یوں لکھا ہے اور رفع یدین کا حکم ہے اور رفع سبائہ کی یہ شکل ہے اور ہاتھ یوں باندھنے  
ہیں۔ غرض عوام الناس کو فروعات کی پیچیدگیوں میں ڈال کر فقہ حنفی بلکہ امام ابو حنیفہ  
اور حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعلیمات میں تضاد بیان کر کے اپنی گستاخانہ  
روش کا پرچار اور اپنے گستاخ پیشروں کے وقار کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ لیکن جب  
کسی صاحبِ علم سے بات کرتے ہیں تو وہ انہیں بتاتا ہے کہ اس کتاب میں نماز تراویح

کی بیس رکعت بیان کی گئی ہیں اور اس سے کم درست نہیں تو بغلیں جھانکنے لگتے ہیں اور وہاں سے طرح دے کر کسی سادہ لوح شکار کو پھانسنے کے لئے کنارہ کر جاتے ہیں۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ حنبلی کو اختیار کر لیا تھا۔ لیکن یہ نہیں کہ آپ کو فقہ حنفی میں کوئی شبہ یا تردید پیدا ہو گیا تھا بلکہ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جو ایک خاص حالت کے تحت حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں رونما ہوا اور اہل سنت والجماعت چونکہ ہر چہار آئمہ مجتہدین کو برحق مانتے ہیں اور ان کا اصول میں کہیں اختلاف نہیں اس واسطے کسی ایک کا اتباع کر لینا اس صورت میں کہ باقی تینوں کا انکار نہ کیا جائے۔ تکمیل دین کو کفایت کرتا ہے۔ یہی ایک وجہ تھی جس کے تحت عالی جناب شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ حنبلی کو قبول کر لیا اور آپ عام طور پر اس فقہ حنبلی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور فقہ شافعی کے مطابق بھی فتویٰ دیتے تھے۔ لیکن ساتھ ساتھ فقہ حنفی کا تذکرہ اور اس کے اعمال کی وضاحت بھی فرمادیتے تھے۔ کہ اگر فقہ حنبلی یا شافعی پر ہے تو وہ یوں کرے گا اور اگر فقہ حنفی کا پیرو ہے تو وہ یوں کرے گا۔ مقصد یہ کہ آپ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکمل فقیہ بلکہ فقیہ اعظم مانتے تھے اور اس کتاب غیۃ الطالبین میں بھی امام اعظم کو بطور ثقہ فقیہ مان کر ان کے طریقے کی کئی جگہ پر مثال دی گئی ہے لیکن مجھے تو ذاتی طور پر اس کتاب کا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام ہونے میں کلام ہے اور اگر یہ بات قطعی ہو جائے کہ یہ یقیناً آپ ہی کا کلام ہے تو یہ بات تو کسی صورت میں قسطاً الاعتبار نہیں ہو سکتی کہ کتاب میں تحریف ہو چکی ہے اور بعض موقع پرست مطلب شناس عیار اس میں اپنی من پسند اپنے کام کی باتوں کو داخل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مجھ احقہ محمد لطیف زار نوشاہی کی طرح اور بھی بہت سے حضرات ہیں جو صاحبانِ علم و فن اور نازش ضمن ہو گزرے ہیں۔ اسی بات پر ہیں کہ یہ کلام کسی عبدالقادر جیلانی کا تو ہو سکتا ہے مگر سرکارِ غوثِ اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں کتاب کوثر البنی کا مطالعہ ضروری ہے جس میں صاحب کتاب

علامہ عبدالعزیز ملتانی پڑھیاری نے ثابت کیا ہے کہ غنیۃ الطالبین کسی دوسرے  
عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ہے اور یہ ہرگز سرکارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا  
کلام نہیں کیونکہ اس کلام کا طرزِ تحریر آپ کی دوسری معروف کتب فتح ربانی، فتح الغیب  
اور قصیدہ غوثیہ سے بالکل غیر مانوس ہے، اور اس سے بھی بہتر اور وزنی وہ تحریر ہے  
جو میرے (زار) دادا پیر استاذی المکرم حضرت مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے اپنی بے نظیر شرح قصیدہ غوثیہ میں درج فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں  
کسی کلام کے کسی کے ساتھ متعلق ہونے کے لئے ثبوتِ نسبتی دو طرح پر ہوتے ہیں۔  
۱۔ کوئی خود اپنا کلام ہونے کا دعویٰ کرے۔

۲۔ کئی سو سال سے راسخین اور صادقین بلا خوف اس کلام کو اس بزرگ کی طرف  
منسوب کرتے چلے آئے ہوں۔

غنیۃ الطالبین ان دونوں وجوہ سے عالی جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا کلام ثابت  
نہیں نہ آپ کا اپنا دعویٰ ہے اور نہ اس کی آپ سے نسبت اتفاقاً فقط اس  
سہارے پر کہ یہ کتاب فقہ حنبلی کی ہے اور لکھنے والا عبدالقادر جیلانی ہے تو کچھ لوگوں  
نے بلا تکلیف تحقیق اس کو حضور غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی شہنشاہ بغداد  
کا کلام تصور کر لیا۔ کیونکہ آپ بھی فقہ حنبلی پر فتویٰ دیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ  
منطق بعید از فہم ہے کیونکہ بغداد جتنے بڑے شہر ہیں ایک وقت میں بیسیوں مہم نام  
آدمی ہو سکتے ہیں اور فقہ حنبلی کا جہاں تک تعلق ہے تو چونکہ اس وقت بغداد شریف اور

۱۔ الکئی واللقاب جلد ۱ صفحہ ۵۲ میں شیخ عباس قمی

ابو حنیفہ کنیت میں فقہا کی تھی۔ ابو حنیفہ جو شیخ مرجیہ تھا نام اس کا۔ ابو القاضی النعمان  
ابن ابی عبد اللہ محمد بن منصور قاضی بصرہ کان مالکیا اولاً ثم اہتوی  
وصار اماماً اور پھر ۵۶ شرفلہ فی سنۃ ۳۰۱ھ یعنی ابو حنیفہ جو شیخ مرجیہ  
تھا۔ اس کا نام قاضی نعمان بن ابو عبد اللہ محمد بن منصور تھا اور وہ مہر کا قاضی تھا اور پہلے مالکی فقہ  
پر تھا پھر منحن ہو کر امامیہ ہو گیا یہ ۳۰۱ھ میں قتل کر دیا گیا۔

رقصائے عالم میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے اس واسطے ہر کوئی اسی فقہ کو پسند کرتا تھا جو شیخ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار کر لی تھی اور بغداد شریف میں اس وقت سوائے چند ایک کے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو حنبلی فقہ پر فتویٰ نہ دیتا ہو۔ اس واسطے اس کتاب کا حوالہ دے کر یہ چیز ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر یا ان کے طریقہ پر حرف گیری کی ہے، ہمارے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا اور جہاں تک حضور شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب حنبلی اختیار کرنے کا تعلق ہے تو اس

کے لئے "تفریح الخواطر فی مناقب قاج الاولیاء و برہان الاصفیاء" شیخ عبد القادر الکیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز حضور کے مناقب میں لکھی گئی کتاب جو پہلے شیخ محمد صادق قادری شہابی السعدی نے فارسی میں لکھی تھی اور اس کا عربی ترجمہ شیخ عبدالقادر بن محی الدین اربلی قادری نے کیا ہے کی تحریر کو من وعن تحریر کیا جاتا ہے جو قارئین کرام کی دلچسپی اور واقفیت کا باعث بنے گی۔

ذکروا انہ رضی اللہ عنہ خطر فی قلبہ ان ینتقل من مذہبہ الی مذہب اخر فرأی فی لیلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع جمیع الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ورأی الامام أحمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقفاً أخذاً بیدہ لجمیۃ یلقس من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویقول: یا رسول اللہ مروء لک محی الدین السید عبد القادر ان محی الدین الشیخ الضیعت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم متبہا یا سید عبد القادر اقبل العاس هذا الشیخ فقبل التماسہ بأمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصلی صلاۃ الصبح فی مصلى الغنایہ ولم یکن ذلک الیوم غیر الامام فی المصلی لیس فیہم فی حضورہ از دحضت الخلاق فلم ینبق مکان خال قال الراوی: لولم یحضر حضرت الغوث ذلک الیوم فی مصلى الغنایہ لانقطع مذہب الخنابلہ وقال فی ہجۃ الأسرار: زار الغوث یوم قبلا امام احمد بن حنبل ومعہ جماعۃ من الاولیاء، فرأوا ان الامام أحمد طلع من القبر ویدہ فیہم فاعطاه للغوث وتعاقبا ثم قال الامام أحمد: یا سیدی عبد القادر قد افتقر الیک علم الشریعہ و علم الطریقہ و علم الحلال رضوان اللہ علیہم اجمعین ذکروا ان ابا حنیفہ رضی اللہ عنہ التقی بالروحانیۃ من الغوث فقال: یا سلطان یا سید عبد القادر ما البی أنک اخترت فی الشریعہ مذہب الامام أحمد بن حنبل وما اخترت مذہبی؟ وانا من استفاض من جلدک الامام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ واستفدت من حضرتہ سنتین؛ وقلت لولا اللتان لهلك النعمان فقال الغوث لسببین؛ أحدهما ان مذہبہ صمد ضعیفا من قلة الرجال وثانیہما هو مکین وانا مکین وجدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب من اللہ للسکتہ بقول صلی اللہ علیہ وسلم: انہم احبونی مکینا و امتی مکینا و احثونی فی زمرة المساکین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔



یعنی بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ بات آئی کہ اپنے مذہب (فقہ) کو تبدیل کر لیں تو رات کو آپ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں جلوہ گرد دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ رونق افروز تھے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اپنی ریش مبارک کو پکڑے حضور عالی میں التماس پیش کر رہے ہیں اور عرض کر رہے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بیٹے محی الدین سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم فرمائیے کہ وہ اس کمزور بوڑھے کی حمایت فرمادیں۔ پس حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم کرتے ہوئے فرمایا۔ اے سید عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بوڑھے کی التماس کو قبول فرمائیے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق ان کی التماس کو قبول فرمایا اور صبح کی نماز مصلیٰ حنبلی پڑا دی۔ آج اس مصلیٰ پر امام کے سوا دوسرا کوئی نہ تھا کہ امام کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ جس وقت سیدنا غوث الاعظم نے اس مصلیٰ پر نماز ادا کی تو مخلوق کا اثر دھام ہو گیا اور کوئی جگہ خالی نہ رہ گئی۔ راوی کہتا ہے کہ اگر آج کے دن حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مصلیٰ حنبلی پر نماز ادا نہ فرماتے تو ضروری تھا کہ اس مصلیٰ پر کوئی نماز ادا کرنے والا نہ ہوتا اور یہ مذہب (فقہ) منقطع ہو جاتا اور بہجتہ الاسرار میں مذکور ہے کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام احمد حنبلی کی قبر مبارک کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ اس وقت اولیاء اللہ کی ایک جماعت تھی۔ پس انہوں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ایک خلعت (قمیص) تھی جو انہوں نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی اور آپ کے ساتھ معانقہ کیا اور کہا جناب امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اے سید عبدالقادر بے شک میں تمہارے علم شریعت و علم حقیقت و علم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں (اس کے بیان کرنے والے شیخ پیشوا ابوالحسن علی بن ابیہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں جو اس وقت آپ کے ساتھ موجود تھے۔) اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روحانیت میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور کہا اے سلطان اے سید عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا وجہ ہے کہ آپ نے شریعت میں مذہب امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اختیار کر لیا ہے اور میرا مذہب شریعت اختیار نہیں کیا ہے اور میں وہ ہوں جس نے آپ کے جد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استفادہ کیا ہے اور حضرت کی خدمت میں دو سال تک رہا ہوں اور میرا یہ کہنا ہے کہ اگر وہ دو سال جو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں گندے۔ میرے ذمیرہ زندگی میں نہ ہوتے تو البتہ نعمان ہلاک ہو جاتا۔ پس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو وجوہ سے ایک تو یہ کہ ان کا مذہب کمزور ہو چکا تھا اور اس میں آدمیوں کی قلت واقع ہو گئی تھی اور دوسرا یہ کہ وہ مسکین ہیں اور میں بھی مسکین ہوں اور میرے جد اعلیٰ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل مجدہ اکرم سے مسکینی طلب فرمائی تھی اپنے اس قول کے مطابق "اے اللہ تعالیٰ مجھے مسکین زندہ رکھ اور میرا مسکینی میں ہی انجام ہو اور میرا حشر بھی مسکین کی جماعت میں فرما" اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب حنبلی میں شامل ہونے کا یہ اثر ہوا کہ وہ معالیٰ جس پر امام کے ساتھ دوسرا شامل ہونے والا نہیں رہ گیا تھا۔ اب خلق کا رجوع اسی طرف ہو گیا اور لوگ دھڑا دھڑا اسی فقہ کو اختیار کرنے لگے اور پھر ایک ایسا وقت آیا کہ تمام کامل بزرگ اور اولیاء اللہ تقریباً سارے فقہ حنبلی کے پیرو ہی نظر آتے تھے چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نفحات الانس میں سرکار غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں (یکے از مشائخ گریہ مدتے از خدا تعالیٰ خواستم کہ یکے از جبال الغیب را بمن نماید یک شب در خواب دیدم کہ زیارت امام احمد حنبل می کنم و نزدیک قبر دے مردے است و خاطر من افتاد کہ دے

از رجال الغیب است چون بیدار شدم بامید آنکہ ویرانہ بیداری بینم زیارت  
 احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رفتم آن مرد را در آنجا یافتم در زیارت تعجیل کر دیم  
 و سے پیش از من بیرون رفت من از پے او رواں شدم چون بدجلہ رسیدیم  
 ہر دو کنارِ وجلہ فرام آمد بمقدار یک گام از وجلہ بگذشت سو گند برو سے  
 وادم کہ بالیت تا سخن گویم با ستاد گفتم مذہب تو چیست گفت - حنیفاً  
 مسلماً وما انا من المشرکین و خاطر من افتاد کہ و سے حنفی مذہب است  
 باز گشتم و با خود گفتم کہ بروم و آنرا با شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،  
 بگویم بدرستہ و سے رفتم و برو سرانے و سے ایستادم از درون آواز داد و  
 گفت از مشرق تا بمغرب، صبح ولی از اولیا اللہ حنفی المذہب نیست جز و سے  
 یکے ۔“

ترجمہ :- بزرگوں میں سے ایک فرماتے ہیں کہ میں نے مدت تک اللہ تعالیٰ  
 سے یہ خواہش کی کہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی کی زیارت ہو جائے ایک رات  
 میں نے خواب دیکھا کہ میں حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت  
 کر رہا ہوں۔ ان کی قبر شریف کے نزدیک ایک آدمی کو دیکھا میرے دل نے کہا، یہ  
 رجال الغیب میں سے ہے۔ جب میں بیدار ہوا اس امید پر کہ اُسے بیداری کی حالت  
 میں دیکھوں۔ میں حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کے پاس گیا،  
 میں نے اس آدمی کو دباں پایا۔ ہم نے ایک دوسرے کو دیکھنے کے لئے جلدی کی وہ مجھ  
 سے پہلے باہر چلا گیا۔ میں اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ جب ہم وجلہ پر پہنچے وجلہ کے دونوں  
 کنارے ایک قدم کے فاصلہ تک نزدیک آگئے۔ وہ وجلہ کے اوپر سے گذر گیا۔ میں  
 نے اس کو قسم دے کر کہا کہ کھڑا ہو جائیں نے تمہارے ساتھ ایک بات کر لی ہے۔ وہ  
 کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا تمہارا مذہب کیا ہے اس نے کہا حنیف مسلمان اور میں مشرکوں  
 میں سے نہیں ہوں۔ میرے دل میں گذرا کہ اس کا مذہب حنفی ہے میں پلٹ آیا۔ پھر  
 خود کو کہا کہ جاؤں اور اس کے متعلق حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

سے بات کروں۔ میں آپ کے مدرسہ میں آیا اور آپ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر ہی سے میرے سوال کرنے سے پہلے آواز دی اور فرمایا مشرق سے مغرب تک کوئی اولیاء اللہ میں سے حنفی مذہب نہیں سوائے اس ایک شخص کے جب اس واقعہ کا تجزیہ کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس وقت کے لوگ نہ حنبلی مذہب تھے نہ حنفی مذہب نہ کسی اور فقہ پر بلکہ سب کے سب قادی المشرب تھے۔ اگر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حنفی فقہ کو اختیار کیا تو حنبلی مصلیٰ کا یہ حال ہے کہ وہاں سوائے امام کے کوئی دوسرا اقتدا کرنے والا نہیں ہے اور اگر آپ نے حنبلی مصلیٰ پر نماز شروع کی تو پھر یہ اثر دہام کہ جگہ باقی نہیں رہ جاتی اور تمام اولیائے وقت بجز چند بلکہ ایک کے حنفی مذہب نہیں رہ جاتے مقصد یہ کہ رب العزت کے آپ کو یہ عظمت بخشی تھی کہ جدھر آپ ہو گئے زمانہ ادھر ہو گیا۔ لیکن اس سے یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہیے کہ آپ کو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی قسم کی پرجاش یا کد تھا بلکہ آپ جناب امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام و فقیہ جانتے تھے اور فقہ حنفی سے مکمل طور پر واقف تھے اور مسائل میں جہاں فقہ حنبلی یا شافعی کی وضاحت کرتے تھے وہاں فقہ حنفی کی بھی وضاحت کرتے تھے اور درج بالا واقعہ میں بھی جہاں ایک کامل ولی اللہ کو جو بحال الغیب میں سے تھا۔ فقہ حنفی کا مقلد دیکھا تو بتا دیا کہ یہ آدمی جو اتنے مرتبہ کا مالک ہے۔ فقہ حنفی کا مقلد ہے اور آپ کی کتاب سر الاسرار کی اکیسویں فصل کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا کہ فقہ حنفی پر آپ کو کس قدر عبور تھا اور فقہ حنفی اور فقہ شافعی ہر دو پر فتویٰ دے رہے ہیں۔ یہ فصل "اورادِ خلوت" کے بیان میں ہے میں یہاں پر اس ساری فصل کا ترجمہ نقل کئے دیتا ہوں۔ جس میں ایک نماز صلوٰۃ التبیح کا ذکر ہے جس کی حنفی اور شافعی ہر دو فقہ کے مطابق وضاحت کی گئی ہے۔

"خلوتِ گزین کو چاہیے کہ جب گوشہ تنہائی میں بیٹھے تو اگر طاقت رکھتا ہو تو روزے رکھے اور پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر لوگوں کے ساتھ باجماعت ادا کرے اور سنتیں اور شرائط و ارکان نماز (یعنی رکوع سجود وغیرہ) اطمینانِ قلب سے آہستہ آہستہ



ٹھیک طور پر ادا کرے۔ نصف شب کے بعد تہجد کی بارہ رکعت پڑھے۔ پھر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے (یعنی دو دو رکعت پڑھے۔ کیونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے) ”اور رات کے کچھ حصہ میں نمازِ شب یعنی نمازِ تہجد دو دو رکعت کی نیت سے پڑھی جائے۔“ اور اس کے بعد تین رکعت نمازِ وتر ادا کی جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”اور رات کے کچھ حصے میں تہجد ادا کرو۔ ساتھ قرآن شریف کے یہ خاص آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے زیادہ ہے۔ (جمہور کا یہی قول ہے کہ تہجد کی نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی۔ اور امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سنت ہے) نیز ارشادِ باری ہے ”ان کی کروٹیں بستروں سے جدا ہوتی ہیں (یعنی مومنین اپنے راحت و آرام کو ترک کر کے خواب و استراحت کے بستروں سے اٹھتے ہیں) سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نمازِ اشراق پڑھے اس کے بعد دو رکعت نمازِ بنیت استعاذہ پڑھے (استعاذہ کے معنی پناہ مانگنا ہے) پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھے پھر دو رکعت بنیت استعاذہ ادا کرے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار، آیتہ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص سات مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد دو رکعت بنیت کفارہ بول ادا کرے (بول کے معنی پیشاب ہے)۔ ہر ایک رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور سات بار اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ پڑھے۔ پس یہ کفارہ بول ہو جائے گا اور عذابِ قبر سے رہائی مل جائے گی۔ حضور نبی کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے (پیشاب سے دور رہو، کیونکہ عذابِ قبر کی علامت اسی سے ہے (یعنی اپنے جسم کو پیشاب سے پاک رکھو۔ عذابِ قبر اسی کے باعث ہے) اور چار رکعت نماز ادا کرے۔ اگر دن کا وقت ہے اور نمازی حنفی المذہب ہے تو چار رکعت اکٹھی پڑھے۔ شافعی ہے تو دو رکعت فرداً فرداً پڑھے اور اگر رات کا وقت ہو تو اس کی ادائیگی میں حنفی اور شافعی برابر ہیں۔ یعنی دو دو رکعت نیت سے پڑھیں اسے صلوٰۃ التیسح کہتے ہیں حنفی مذہب کے مطابق اگر دن کا وقت ہو تو نمازی اس طرح نیت کرے ”اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے

چار رکعت صلوٰۃ التبیع کی نیت کی، پھر تکبیر تحریمہ کہے اس کے بعد توجہ یعنی (رائی  
 وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا  
 مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ اور سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۝ ۱ ۝ أَطِيعُكَ وَأُطِيعُ أَمْرًا  
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا هَوْلَ  
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ) کہے پھر الحمد پڑھ کر کوئی سورت یا مثل  
 سورۃ بقرہ کی آخری یا ان کے علاوہ کوئی اور آیات پڑھ کر دس بار سُبْحَانَ اللَّهِ  
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ..... الخ پڑھے پھر رکوع کرے تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ  
 کہنے کے بعد رکوع میں دس بار پڑھے پھر کھڑے ہو کر دس بار یہی کلمات پڑھے پھر  
 پہلے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ کہنے کے بعد دس مرتبہ اور پہلا سجدہ  
 کرنے کے بعد قعدہ اولیٰ (جلسہ) میں دس بار پھر دوسرے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ  
 رَبِّيَ الْعَلِيِّ کہنے کے بعد دس بار پھر قیام کرے اور پہلی رکعت کی ترتیب کے مطابق  
 دوسری رکعت میں بھی تسبیحات کہتے ہوئے التحیات قاتلہ پڑھے اس کے  
 بعد قیام کرے اور اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت ادا کرے پس ہر رکعت میں پچھتر،  
 دو رکعت میں ایک سو پچاس اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہوں گی۔

شافعی مذہب کی رو سے (دن ہو یا رات) اس طرح نیت کرے "اللَّهُ تَعَالَى  
 کے واسطے میں نے دو رکعت سنت التبیع نیت کی" تکبیر تحریمہ کہے پھر توجہ  
 الحمد شریف اور کوئی سورۃ پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ تبیع کہے پھر رکوع میں دس  
 مرتبہ پھر کھڑے ہو کر دس مرتبہ پہلے سجدہ میں دس مرتبہ قعدہ اولیٰ میں دس مرتبہ  
 دوسرے سجدہ میں، دس مرتبہ پھر بیٹھ کر دس مرتبہ پھر اسی طرح دوسری رکعت میں اور  
 التحیات اخیر تک پڑھ کر سلام پھیرے۔ گوشہ نشین کے لئے واجب ہے کہ اول تو ایک  
 ۱۔ پوری شنا پڑھے۔

۲۔ فقہ حنفی کے مطابق سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تک  
 پڑھنا ہی کافی ہے بلکہ اتنا ہی پڑھنا چاہیے۔ (زار نو شاہی)

مرتبہ روزانہ یہ نماز پڑھے اگر ہر روز نہ پڑھ سکے تو ہر جمعہ ایک بار ضرور پڑھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ایک ماہ میں ایک بار اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنی عمر میں ایک بار ضرور پڑھے۔ حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ”جو صلوٰۃ التیسع پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ اس کے گناہوں کا شمار بیت کے ذرات آسمان کے ستاروں اور روئے زمین پر تمام چیزوں سے بڑھ کر ہوں۔ سالک کے لئے ضروری ہے کہ دن میں ایک یا دو بار دوائے سیفی پڑھے اور قرآن مجید سے قریباً دو صد آیات روزانہ تلاوت کرے۔ اس کے بعد بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اگر ذکر چہر کا اہل ہو تو ذکر چہر اور اگر ذکر حنفی کی اہلیت رکھتا ہو تو ذکر حنفی کرے۔ اخفا کا مقام دل نہ ہونے کے بعد ہے اور ذکر خفیہ زبان سر سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی ہے“ یعنی جس طرح تمہارے مراتب ذکر کی توضیح فرمائی۔ پھر ہر مقام میں اسم اور آداب ہیں جس کو اس کے اہل ہی جانتے پہچانتے ہیں۔ ہر روز سومرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے اور سو بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجے اور سومرتبہ یہ وظیفہ پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ مَا قَدَّمْتُ  
وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ  
بِهٖ مِنْي اَنْتَ الْمَقْدِمُ وَاَنْتَ الْمُوَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اگر زیادہ  
فوائد اور تلاوت قرآن پاک کی توفیق و ہمت ہو تو زیادہ کرے۔

جناب غوث الثقلین غیث الکونین سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے درج بالا ارشادات عالیہ کا اندراج یہاں اس واسطے ضروری سمجھا گیا کہ قارئین  
گرام کو بھی طرح معلوم ہو جائے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہ حنفی پر کتنا عبور تھا اور  
اس فقہ پر پورے وثوق اور اعتماد سے فتویٰ دیتے تھے اور درج بالا معاملہ میں اس کو فقہ  
شافعی پر مقدم رکھ کر بالتفصیل بیان کیا ہے اگر بضر فی مجال یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ کتاب

غنیۃ الطالبین حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کتاب میں یا تو فرقہ مرجیہ کی شاخ حنیفہ کی طرف منسوب ہے یہ عبارت الحاقی ہے اور یا پھر یہ کوئی اور ابو حنیفہ ہے جس کا حضرت امام ہمام سراج الامت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کسی قسم کی نسبت یا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ جب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقہ کو آپ ثقہ مان رہے ہیں اور یہاں تک نہیں بلکہ اس پر باقاعدہ فتویٰ صادر فرما رہے ہیں اور درس دے رہے ہیں کہ فقہ حنفی کا متبع اس طرح عمل کرے اور فقہ شافعی کا مقلد اس طرح عمل کرے اگر آپ معاذ اللہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا ان کی فقہ کو درست نہ مانتے تو یہاں کبھی اس طرح ذکر نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ حنفی فقہ کے مقلد یوں نہیں کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ فقہ اور اس کا فقیہ ہمارے نزدیک درست نہیں۔ اس واسطے ہمارے نزدیک اس کا طریقہ بھی قابل تسلیم اور تقلید نہیں لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے تسلیم کرتے ہیں اور تقلید کا طریقہ بتا کر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں

## غنیۃ الطالبین کس کی کتاب ہے

لیکن یہ ساری بحث اس صورت میں ہے کہ کتاب غنیۃ الطالبین کو آپ کی کتاب تسلیم کر لیا جائے مگر قاعدہ کلیہ سے یہ کتاب آپ کی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ پہلی شرط یہ تھی کہ آپ نے خود اس کتاب کو کہیں اپنا کہا ہوتا یا دوسری کتب کی طرح اس میں اپنا ذکر کیا ہوتا یا اس کا طرز کلام ہی دوسری کتب فتح ربانی، فتوح الغیب، سرالاسرار اور قصیدہ غوثیہ سے مماثلت رکھتا تو یہ ہر شرط اس میں مفقود ہیں جو باقی سب کتب حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود ہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کئی سو سال سے راہنمیں و کالمیں اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کرنے چلے آئے ہوں تو یہ شرط بھی موجود نہیں۔ کیونکہ چند برس پہلے لکھی گئی کتاب توضیح البیان میں جو علامہ غلام رسول سعیدی زاد مجدہ، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور نے ابوالزاہد محمد سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتاب تنقید متین کے جواب میں تحریر فرمائی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۶۱ پر حوالہ جات سے بتایا ہے کہ



غنیۃ الطالبین حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں عبارت بمع  
عنوان ملاحظہ ہو۔

”کیا غنیۃ الطالبین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ہے لکھنؤی  
صاحب کے ناقص مطالعہ اور انتہائی بے باکی کی ایک اور بین مثال یہ  
ہے کہ انہوں نے غنیۃ الطالبین کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ  
تعالیٰ سرہ العزیز کی تصنیف قرار دیا ہے۔ حالانکہ شیخ ابن حجر مکی نے  
کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں علامہ عبدالعزیز نے اس میں علامہ ملتانی نے  
حاشیہ نمبر اس میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
ترجمہ غنیۃ الطالبین میں تصریح فرمائی ہے کہ یہ کتاب حضور عالی جناب  
شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں ہے۔ طوالت کے  
خوف سے ہم نے اصل عبارات پیش نہیں کیں۔ علاوہ ازیں غنیۃ الطالبین  
میں بعض خفیہ کو فرقہ مرجیہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس میں ایسے مسائل  
شامل ہیں جو جمہور اہل سنت کے معتقدات کے خلاف ہیں۔ مثلاً اس  
میں اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے کو قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ معتزلہ کا مسلک  
ہے اور اس نظریہ کا اہل سنت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں اور جناب  
غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات اس بد عقیدگی  
سے بہت بلند و بالا ہے۔“

اس کے علاوہ مجھے عالی جناب مولوی باغ علی صاحب نسیم مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ

لہ۔ الحلج حضرت مولانا باغ علی نسیم صاحب ریاست جموں کشمیر کے ضلع ریاسی کے ایک گاؤں  
موضع مروٹ کے ایک زمیندار گھرانے میں ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے اور ریاست میں مڈل  
ٹیک تعلیم حاصل کر کے ۱۹۳۸ء میں لاہور آگئے اور اپنے والد بزرگوار چوہدری لہب دین  
مرحوم کے مرشد حضرت مولانا محمد بنی بخش حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں داخل ہو گئے۔  
اور حضرت مولانا سے مشنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبقاً سبقاً پڑھی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶)

لاہور نے اپنی ذاتی یادداشت پر بتایا کہ ایک روز ان کے مکتبہ میں حضرت استاد اعظم علامہ سید ابوالفضل

اس کے بعد مولانا مہر الدین صاحب سے بھی علم صرف و نحو کا استفادہ کیا۔ ۱۹۴۰ء میں دارالعلوم حزب الاحناف میں داخل ہوئے اور استاد اعظم ابو البرکات حضرت سید احمد قاسمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور دورہ حدیث مکمل کیا اور ۱۹۴۶ء میں درس نظامی میں سندِ قضیت حاصل کی سید صاحب حسین حیات ان سے بہت خوش رہے اور عام طور پلان کے مکتبہ پر اکثر خوش طبعی میں بڑے بڑے روزوں کا بیان فرمایا کرتے تھے۔ مولوی باغ علی صاحب نے ۱۹۵۲ء میں منشی فاضل اور ۱۹۵۵ء میں مولوی فاضل کی اسناد بھی حاصل کیں۔ ۱۹۶۳ء میں گنج بخش روڈ پر مکتبہ نبویہ کی بنیاد رکھی آپ اس سے قبل حضرت مولانا نبی بخش حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ۱۹۴۳ء سے آپ کی مسجد مدرسہ اور کتب خانہ کے انتظامات میں مصروف چلے آ رہے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں مکتبہ نبویہ کو باقاعدہ جاری کرنے کے لئے گنج بخش روڈ پر چلے آئے۔ مکتبہ نبویہ نے آپ کے زیر انتظام بڑی بڑی اہم کتب کو زیورِ طبع پہنایا۔ آپ خاموش خادمِ دین اور مخلص ناشر کی حیثیت سے سنی ادب کو خوبصورت انداز میں پھیلانے میں کوشش ہیں اور اس سلسلہ میں دوسرے سنی مطابع کو اچھی کتب کی اشاعت پر آمادہ کرتے ہیں۔ آپ کی کوشش نے سنی مطابع کو اچھی کتابیں چھاپنے اور سنی قارئین کو اچھی کتابیں پڑھنے اور انتخاب کرنے کا ذوق بخشا ہے۔ آپ بڑے متوکل خدا ترس، کم گو اور محنتی آدمی ہیں ہلاکی بہت قدر کرتے ہیں بڑے معاملہ فہم صاف گو اور غیور مسلمان ہیں۔ آپ کے مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ پر جہاں پر زیادہ مسلمان اقبال احمد فاروقی صاحب بھی آپ کے ہم جلس ہیں۔ ہر چار پیر اہل علم کا آنا جانا رہتا ہے اور چائے اور مشروبات سے آئندہ روزہ کی مدارت میں بہت خوشی محسوس کرتے ہیں بلکہ کھانے کے وقت سب حاضرین کو حکماً کھانے میں شامل ہونا پڑتا ہے۔

مولوی باغ علی نسیم صاحب کو ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۸ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت اور دو بار بیکس پناہ سرکارِ رحمتِ عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری نصیب ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا مہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء حرمین الشریفین نے آپ کی نظریاتی خدمات کو بڑے اچھے انداز میں دیکھا اور بہت ہی سراہا۔ رب کریم مولوی صاحب کی صحت اور زندگی میں برکت فرمائیے۔ ہفتہ و ہفتہ

فقیر اعظم علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد ہمتی دارالعلوم حزب الاحناف رونق افروز تھے اور چند اور سامعین بھی حاضر تھے۔ غنیۃ الطالبین کا ذکر چل نکلا تو حضرت علامہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ کتاب عبدالقادر دینوری کی تحریر ہے جو حنبلی المشرب تھا اور فقہ حنبلی کے مطابق اس میں مسائل موجود ہیں اسکا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ رہا مقام حضرت امام العالم امام اعظم سراج الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس کے لئے کتاب کشف المحجوب تصنیف لطیف سلطان لاہور سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

سید ہجویر مخدوم ام مرقد او پیر سنجہ را حرم

سے آپ کا زریں بیان درج کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے بعد مقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور وضاحت کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ ذکر ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اقتباسات۔

۱۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نوفل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور مخلوقات حساب و کتاب کے مقام پر کھڑی ہے۔ میں نے حضور پر نور سید یوم النشور کو دیکھا ہوں (زہے نصیب زار) کہ حوض کوثر کے کنارے جلوہ فرما ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف بہت سے مشائخ حاضر ہیں۔ ایک بزرگ عمر کو دیکھا کہ بہت خوبصورت ہیں اور آپ کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنا رخسار مبارک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخا قدس پر رکھا ہوا ہے اور ان کے برابر حضرت نوفل بن حیان کھڑے ہیں۔ انہوں نے جیسے ہی مجھے دیکھا تو میری طرف آئے اور سلام فرمایا۔ میں نے انہیں کہا مجھے پانی دیجئے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے لوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پانی پینے کا حکم فرمایا۔ میں نے پانی پیا اور میرے ساتھی جو تھے انہیں پلایا مگر وہ پیالہ

جس سے پانی ملا تھا بدستور بھرا ہی رہا اور اس میں سے دنا بھر بھی کم نہ ہوا۔ میں نے حضرت نوافل بن حیان سے پوچھا کہ یہ بزرگ سفید بالوں والے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے داہنی طرف کھڑے ہیں کون ہیں۔ فرمایا یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بائیں طرف جو کھڑے ہیں وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس طرح میں پوچھتا رہا اور اپنی انگلیوں پر گنتا رہا حتیٰ کہ سولہ بزرگوں کو میں نے گنا۔ جب میں بیدار ہوا تو سولہ عدد پر میری انگلی پر گرہ کے نشان تھے۔

۲۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) این اطلبک قال عند غلہ ابی حنیفہ "حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے نزدیک۔

۳۔ میں (حضرت علی بن عثمان جلابی دانا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک بار شام میں تھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کے سربانے سورا تھا کہ اپنے کو مکہ معظمہ میں دیکھا اور اسی خواب میں دیکھا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لارہے ہیں اور ایک بزرگ عمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں۔ میں قرطہ محبت سے دوڑا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس کو چومنے لگا، اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ عمر بزرگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے محبوب کون ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (رازدارِ جزو کل (زانا) میرے تعجب کو نور نبوت سے سمجھ گئے۔ مجھے فرمانے لگے یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجھ اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ امید قوی ہے اور میرے اہل شہر بھی بالخصوص امیدوار ہیں اور اس خواب سے میرا یہ خیال بھی صحیح ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی پاک ہستیوں میں سے تھے جو اوصاف



طبع سے فانی اور احکامِ شرع سے باقی و قائم ہیں اس لئے کہ ان کے چلنے والے حضور پر نورؐ  
 سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اگر آپ خود چلتے تو باقی الصفت ہوتے اور  
 باقی الصفت یا محظی ہوتا ہے (یعنی ارادہ صواب کرے مگر بلا ارادہ خطا ظاہر ہو جائے) یا  
 مصیب ہوتا ہے (یعنی حقیقتِ معاملہ کو اچھی طرح پہنچنے والا) اور جب ان کے قائد خود  
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو یہ خالی الصفت ہوئے اور نبی کی صفت بقا سے  
 قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی سے صدورِ خطانا ممکن ہے بس جو اس ذات کے ساتھ قائم ہے  
 اس سے بھی خطا نہیں ہو سکتی۔ یہ درحقیقت ایک نہایت لطیف رمز ہے۔

درج بالا ہر سہ اقتباسات حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کے کلامِ بلاغتِ نظام کے ترجمہ از ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لے کر  
 من دین درج کئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے قارئین کرام پر مقامِ امام ابو حنیفہ النعمان  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واضح ہو گیا ہو گا اور اس بات کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ایسی عظیم اور مہتمم  
 بالشان ہستی جو ایک طرف خود سید الانبیاء نور خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال  
 جہاں آرا سے اپنے دل کو چین اور آنکھوں کو روشن کر رہے ہیں اور دوسری طرف حضرت  
 داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کا علوم مرتبت اور تقرب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم دکھایا جا رہا ہے بھلا ایسے بطلِ جلیل اور درجِ عظیم راہِ شریعت کے رہبر و رہنما  
 کے متعلق یا ان کی فقہ عالیہ پر چلنے والوں کے متعلق حضور غوث الاعظم شہنشاہ بغداد جیسا  
 قطبِ عالم اور غوث الاعظم ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے جس سے ان کی ذاتِ عالی  
 پر انگلی اٹھائی جاسکے اور اگر غلیۃ الطالبین کو ہی معیار مقرر کر لیا جائے تو قطع نظر اس کے کہ یہ  
 کتاب حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے یا عبدالقادر دینوری کی جیسے کہ ہم پہلے  
 وضاحت کر چکے ہیں۔ اس کتاب میں صاحب کتاب نے کئی مقامات پر ائمہ مجتہدین  
 یعنی ائمہ اربعہ حضرت امام مالک، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت  
 امام احمد حنبل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذکر کیا ہے اور ان سب حضرات کے ساتھ  
 امام کا لفظ استعمال کیا ہے اور ان کی فقہ کو جگہ جگہ اُجاگر کیا ہے خاص کر حضرت امام اعظم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امام اعظم لکھا ہے اور ان کے سوائے کسی دوسرے کے نام کے ساتھ اعظم کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اگرچہ بعض جگہوں پر امام احمد حنبل کے لئے ہمارے امام استعمال ہوا ہے۔ لیکن امام اعظم سوائے حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کے لئے نہیں آیا۔ چنانچہ تکبیرات ایام تشریق کے بیان میں لکھتے ہیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم عرفہ کے دن کی فجر سے آخری یوم تشریق کی عصر تک ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے۔ ہمارے امام احمد بن محمد بن حنبل اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کا بھی اس سلسلہ میں یہی قول ہے اور یہ قول سب سے جامع اور اولیٰ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفہ کی فجر سے یوم نحر و ذالحجہ کی نماز عصر تک ہر نماز کے بعد تکبیر پڑھا کرتے تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کا بھی یہی مذہب ہے (حضرت مصنف کتاب غیۃ الطالبین کے اس مقام پر الفاظ یہ ہیں۔ "وہو مذہب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ") تو یہ ہے اعتقاد صاحب غیۃ الطالبین کا امام ہمام امام اعظم سراج الامتہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق اور ہم نے اپنی بساط بھر کوشش کر دی ہے کہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متبعین کو فرقہ وصالہ میں شمار کیا ہے اور غیۃ الطالبین میں اگر اس کو حضور کے ساتھ صحیح نسبت مان لی جائے تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امام اعظم ہی لکھا گیا ہے اور وہ فرقہ حنیفیہ جو مرجیہ فرقہ کی شاخ ہے تو اس کا تعلق کسی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے تو ہو سکتا ہے لیکن ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب انہیں حضور غوث اعظم امام اعظم مان رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں تو آپ کے بعض اصحاب کی طرف جب وہ اپنی صحیح نسبت ان کے ساتھ رکھتے ہوں تو گزری یا نقلات کا شائبہ کبھی نہیں تصور کیا جاسکتا اتنی وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی آدمی اپنی ہمت دھرمی اور ضد پر بند ہے تو یا تو وہ کوئی معاند ہوگا یا جاہل ،

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس کے علاوہ علامہ شہرستانی ابو الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد بن کا زمانہ ۴۷۹ تا ۵۴۸ ہجری ہے۔ اپنی کتاب الملل والنحل کی جلد اول کے صفحہ ۱۴۱ پر فرقہ الغیانیہ کے ذکر میں ایک عجیب مدلل اور دو ٹوک فیصلہ دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں:-

ومن العجیب ان غسان کان یحکی عن اُبی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثل مذہبہ، وبعده من المرجیۃ، ولعلہ کذب کذلک علیہ۔ لعمری! کان یقال لأبی حنیفہ، واصحابہ مرجیۃ السنۃ، وعدۃ کثیر من اصحاب المقالات من جملة المرجیۃ، ولعل السبب فیہ انه لما کان یقول: الایمان هو التصدیق بالقلب، وهو لا یزید ولا ینقص، ظنوا انه یوخر العمل عن الایمان، والرجل مع تخریجہ، فی العمل کیف یفتی بترك العمل! وله سبب آخر، وهو انه کان یخالف القدریۃ، والمعتزلة الذین ظہروا فی الصدر الاول۔ والمعتزلة کانوا یلقبون کل من خالفہم فی القدر مرجئا۔ وكذلك الویدیۃ من الخوارج۔ فلا یبعد ان اللقب انما لزمہ من فریق المعتزلة والخوارج۔ والله اعلم۔

یعنی اور تعجب کی بات یہ ہے غسان ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت بیان کرتا تھا اس کے مذہب کی مثل اور انہیں مرجیہ میں شمار کرتا تھا اور یہ کہ اس طرح اس نے اس پر جھوٹ باندھا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم وہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب کو مرجیۃ السنۃ کہا کرتا تھا اور اسے مرجیہ کے بہت سے اصحاب مقالات سے شمار کرتا تھا اور شاید اس کا یہ سبب ہو کہ وہ جب یہ کہتا تھا کہ ایمان وہ دل کی تصدیق کرنا ہے اور وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے تو انہوں نے

یہ شک کیا کہ وہ ایمان سے عمل کو موخر کرتا ہے مگر وہ آدمی جو عمل کی تخریج کرتا ہے۔ ترکِ عمل پر کیسے فتویٰ دے سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک اور بھی وجہ ہے اور وہ یہ کہ وہ (امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قدریہ اور معتزلہ جو صدرِ اول میں ظاہر ہو گئے تھے کی مخالفت کرتا تھا اور معتزلہ کی جو کوئی بھی قدر میں مخالفت کرتا تھا اُسے مرجیہ لقب دے دیتے تھے اور ایسے ہی خوارج بھی کرتے تھے پس یہ بات بعید نہیں کہ یہ لقب معتزلہ اور خوارج کی طرف سے لازم کر دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت علامہ شہرستانی کے مذکورہ بالا فیصلہ نے یہ ثابت کر دیا کہ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد کسی صورت بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرجیہ میں شمار نہیں کر سکتا نہ آپ کے کسی اصحاب کو ہی مرجیہ کہا جاسکتا ہے، اور امام اعظم پر مرجیہ کا اطلاق کرنے والا معتزلہ یا خوارج میں سے ہو سکتا ہے چہ جائیکہ قطب الاقطاب شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایسی لالینی بات منسوب کرنے کی جسارت کی جائے۔ اس بحث کے آخر میں ہم حضرت امام اعظم سراج الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت پیش کر کے قارئین کرام پر فضیلتِ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک شاگرد علی بن میمون روایت کرتے اور علی بن میمون کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے اور ان کو ثقہ کہا ہے اور یہ روایت خطیب نے تاریخ بغداد میں بیان کی ہے کہ علی بن میمون نے کہا کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجئ الی قبرہ فی کل یوم یعنی زائراً فاذا غوضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسالت اللہ تعالیٰ الحاجۃ عنہ معا بعد عنی حتی تقضی۔ میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں جب کوئی حاجت پیش آجاتی ہے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں دعا کے بعد مراد برآنے میں دیر نہیں لگتی۔



## ولادتِ باسعادت

اخترِ برج سعادت آفتابِ فلکِ ہدایت نیرِ تابانِ چرخِ ولایت ماہِ منیرِ خاندانِ رسالت شمعِ فروزانِ معرفت و ہدایت سرخیل و قائدِ قافلہٗ زہادِ میر و امیر و شہنشاہِ بغداد قطبِ مدارِ سلطانِ اوتارِ فردِ الافرادِ ابنِ رسولِ سیدِ مقبولِ میراں محی الدین عارفِ لائٹانی غوثِ صمدانی حضرت مخدوم سلطان سید شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی و المحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت اتوار کی رات یکم رمضان المبارک ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۸۵۸ء بمقامِ گیلان ہوئی اس ولیِ مادرِ زاد کی پیدائش پاک بھی ایک کرامت تھی کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف اس وقت ساٹھ سال ہو چکی تھی جو کہ سنِ یاس ہے اور اس عمر میں بچے کی پیدائش از قسم خرقِ عادت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پاک پر ایک شاعر نے اپنی عقیدت اس طرح پیش کی ہے۔

ان باذ اللہ سلطان الرجال  
جاہِ فی عشقِ توفیٰ فی کمال  
اس شعر میں شاعر نے یہ کمال پیدا کیا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخِ پیدائش کا سن ہجری اور آپ کی عمر پاک اور وصالِ مبارک کا سال ہجری نکالا ہے جاہِ فی عشقِ تو عشق کے ۱۲۷۰ عدد بنتے ہیں اور یہ آپ کا سالِ پیدائش ہے اور کمال کے ۹۱ عدد بنتے ہیں اور یہ آپ کی عمر مبارک ہے اور ۱۲۷۰ میں ۹۱ جمع کرنے سے ۱۶۵۱ آتا ہے جو آپ کا سالِ وصال ہے۔

صاحب تفریح الخاطر شیخ عبدالقادر اربلی القادری لکھتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبِ ولادت میں پانچ عجائبات ظاہر ہوئے ایک یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت نور الحق والدین السید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست نے حضور نبی اکرم سلطان معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام صحابہ کرام اور ائمہ ہدایت اور اولیائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عالی جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا اے میرے بیٹے اے ابوصالح! اللہ تعالیٰ جلّ و علا تجھے ایک فرزند عطا کرے گا جو میرا بیٹا اور میرا محبوب اور محبوب الہی ہوگا اور بہت جلد اس کا مقام عظیم الشان اولیا و اقطاب میں یوں بلند ہوگا۔ جیسا میرا مقام انبیاء و مرسلین میں سب سے بلند ارفع و اعلیٰ ہے۔

دوسرا یہ کہ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تمام انبیاء و المرسلین نے بشارت دی کہ سوائے ائمۃ المعصومین یعنی دوازوہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی تمام اولیاء اللہ تیرے اس پاک بیٹے کے قدموں کے نیچے ہوں گے اور اس کے قدمِ پاک کو اپنی گردنوں پر رکھیں گے اور اس کی اطاعت ان کے لئے ترقی کا سبب بنے گی اور جو کوئی اس کی اطاعت سے انحراف کرے گا وہ قرب کی منزلِ اعلیٰ سے دوری اور بد نصیبی کی ذلت میں دھکیل دیا جائے گا۔

تیسرا یہ کہ اس رات جیلان میں تمام بچے مذکر یعنی لڑکے پیدا ہوئے اور ان کی تعداد گیارہ سو تھی اور یہ تمام اولیا اور رجال اللہ تعالیٰ تھے کہ تصرف کی اجازت رکھتے تھے۔ ایسے ہی ملفوظات شیخ محمد عیسیٰ برہان پوری سے روایت منقول ہے کہ جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نوران کے شریعت نبویہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات پر چلنے والے والد ماجد کی پشتِ پاک سے آپ کی والدہ ماجدہ کے

صدفِ رحم میں منتقل ہوا اور اقصائے عالم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ پاک سے جگمگا اٹھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ عالی جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاس خاطر اپنے بہت سے اولیاء کو ان کے والدوں کی پشت سے ان کی ماؤں کے ارحام کی طرف منتقل فرمایا اور وہ وجود میں ظاہر ہوئے تاکہ وہ خصوصیت کے ساتھ سرکارِ عنوت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے مستفیض ہوں۔

چوتھا یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے پستان کو یکم رمضان ہونے کی وجہ سے صبح سے شام تک منہ نہ لگایا اور نہ دو دھ پیسا اور سارا رمضان المبارک اسی پر عمل کیا اور اسی ضمن میں آپ کا یہ شعر ہے۔

بداية أمري ذكوة ملاً الفضا      وصومى في مهدى به كان شهرتى

میرے ابتدائے امر میں ساری فضائیں اس کا ذکر ہوا اور پنگوڑے میں روزہ رکھنا

میرا مشہور تھا۔

پانچواں یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوشِ مبارک پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان تھا جبکہ معراج شریف کی رات جناب رسالت مآب صاحبِ معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کاندھے مبارک پر اپنا قدم مبارک رکھا تھا تو یہ نشانِ قدم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھے پر منقش اور مبرہن ہو گیا تھا۔

اور پیدائش آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جیلان میں ہے جس کو گیلان بھی کہتے ہیں اور اسی نسبت سے آپ کو جیلانی یا گیلانی کہا جاتا ہے۔ گیلان کے محل وقوع کے متعلق شمس بریلوی مترجم غنیۃ الطالبین مشہور مورخین مسعودی اور علامہ جریر طبری کا بیان نقل کرتے ہیں کہ گیلان جسے عرب جیلان کہتے ہیں۔ ایرانِ قدیم کا ایک صوبہ تھا جو اقلیمِ ولیم کے توابع میں تھا اس کے شمال میں بحرہ کیسین جنوب میں سلسلہ کوہ البرز اور مشرق میں ماژندران تھا۔ اس عہد کی جدید اصلاحات کے بعد گیلان ایک آزاد مملکت بن گیا اور اس کا دارالسلطنت رشت تھا آج بھی رشت شمالی ایران کا ایک مشہور شہر ہے لیکن گیلان کو صوبہ کہنا درست نہیں۔ گیلان ولایتِ طبرستان کا ایک

مشہور شہر تھا اور طبرستان اقلیم ولیم کا ایک صوبہ تھا۔ شہر گیلان کے مشہور توابع تو ایلمش، گرگان رود، لاسیجان، رودسر اور راحت آباد ہیں۔ گیلان کی یہ آزادی اور خود مختاری دور صفویہ میں ختم ہو گئی اور عباس اول (صفوی) نے اس کو ایران میں شامل کر لیا۔ لیکن آج کل ایران جدید میں اس نام کا کوئی صوبہ نہیں البتہ لاسیجان اور رشت موجود ہیں۔ اسی گیلان کے ایک قصبہ نیف میں آسمان ولایت و کرامت کا بدرِ کامل ایک بزرگ و صالح ولی کامل حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست کے گھر طلوع ہوا اور طلوع کے ساتھ ہی آسمان عالم کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کر دیا۔ ولادت کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس قدر نورانی اور بارعب تھے کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ آپ کے رعبِ حسن کے باعث آپ کی طرف ایک نظر بھر کر دیکھ سکے۔ آپ کو اخلاقِ محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائے گئے اور حسن یوسفی سے نوازا گیا اور صدق صدیق اکبر اور عدل فاروقِ معظم اور حلم عثمانِ ذو النورین اور علم و شجاعت و قوت حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے سرفراز کیا گیا۔

## نام و کنیت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر تھا اور کنیت آپ کی ابو محمد تھی۔ القاب آپ کے محی الدین، محبوبِ سبحانی اور غوث الثقلین تھے۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ شریف التواریخ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اوصافِ جمید اس طرح تحریر کئے ہیں۔ سرد فزائلِ ایمان مقدم اصحابِ عرفان معدن صدق و صفا خزینہِ رحلم و جیا افضل الاولیاء سلطان الاصفیاء مالکِ ملکِ مروت خورشیدِ سرفوت، منظرِ عز و کمال، شاہدِ ذوالجلال، مقربِ بارگاہِ احدیت مقدس درگاہِ صمدیت، اجلہ اربابِ ولایت، گوہرِ کانِ ہدایت محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، معشوقِ حقانی، مطلوبِ یزدانی عارفِ لاثانی حضرت سید سلطانِ مخدوم شیخ عبدالقادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صاحبِ شریف التواریخ نے شہنشاہِ بغداد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننانوے نام کتب تصوف سے جمع کر کے شریف التواریخ حصہ اول میں اسمائے غوثیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحت عنوان تحریر فرمائے ہیں جو سالک روزانہ ایک مرتبہ ان کی تلاوت کرے وہ فیضانِ قادریہ اور رویتِ غوثیہ سے مشرف ہوتا ہے۔ وہ اسمائے مبارک یہ ہیں۔

- ۱۔ قادر القدرۃ بقدرۃ اللہ (۲) قاضی الحوائج بقضاء اللہ (۳) قوام الروح بامر اللہ (۴) قیوم العظام الریم بحکم اللہ (۵) قدوس الارواح بصنعۃ اللہ ،
- (۶) قدیر الاقلام بید اللہ (۷) قابض البسط بامر اللہ (۸) قاهر بالمحلال بنور اللہ (۹) قہار علی الباغین بعدل اللہ (۱۰) قائم بالرجل علی رقاب کلتے اولیاء اللہ (۱۱) قائل لا تقنطون رحمة اللہ (۱۲) قاتل الاعداء بسیوف اللہ (۱۳) ناصب القطب عند عرش اللہ (۱۴) ہادی الطریق الی اللہ (۱۵) معجی القلوب بانوار اللہ (۱۶) مقدم النفوس بنفس اللہ (۱۷) کشاف الظلام من سراج اللہ (۱۸) نور خاتم الانبیاء من الاولین (۱۹) خاتم الاولیاء علی الاخرین (۲۰) غیث الملہوفین (۲۱) مغیث المندوبین (۲۲) منجی الفرقین (۲۳) امان الطالبین (۲۴) قرۃ عیون النبیین (۲۵) عزیز عند المقربین (۲۶) وسیلۃ الطالبین (۲۷) محبوب رب العالمین (۲۸) معشوق جمیع العاشقین (۲۹) مقفی المرام المریدین (۳۰) کفیل المقفین (۳۱) وکیل عند الشدائد المذنبین (۳۲) مکن قلوب الذاکرین (۳۳) مسزین لوجه المشتاقین (۳۴) فرط المحبین (۳۵) من لروینہ الحجابین ،
- (۳۶) محب المحب لحبیب اللہ (۳۷) معزا الخلیل لخلیل اللہ (۳۸) من لہ کل (۳۹) ہادی السبیل (۴۰) مقصود العباد (۴۱) سید الاوتاد (۴۲) شیخ الرجال ، (۴۳) انیس الایمال (۴۴) واهب الارشاد ،
- (۴۵) حاکم الافراد (۴۶) مقدم النجباء (۴۷) سید النقباء (۴۸) امام الشہداء (۴۹) اسعد السعداء (۵۰) اتقی الاقیاء (۵۱) اصفی الاصفیاء



(۵۲) ولی الکوئین (۵۳) والی الثقلین (۵۴) شیخ الكل لجميع عباد الله (۵۵) من له مظاف بیت الله (۵۶) نور الله فی الافادة (۵۷) نار الله الموقدة (۵۸) مطلوب المطلوب (۵۹) محبوب العجوب (۶۰) نائب رسول الله فی الخلق (۶۱) خلیفة الله بالحق (۶۲) بازالاشهب (۶۳) واهب الطرب (۶۴) حافظ الهاکین (۶۵) امام السالکین (۶۶) ماء العاطشین (۶۷) مشبع الجائعين (۶۸) خیر الناصرين (۶۹) دلیل الجائرين (۷۰) مکمل الکاملین (۷۱) سر المخلوقین (۷۲) معطى الرجاء (۷۳) منور الملاء (۷۴) غوث الاعظم (۷۵) ناموس الاکرم (۷۶) عالی الهمم (۷۷) سراج لطف (۷۸) ولد المرتضى (۷۹) صاحب الوفاء (۸۰) ثمرة اهل العباء (۸۱) عضد الغرباء (۸۲) طهر الفقراء (۸۳) معین المساکین (۸۴) امان الهاکین (۸۵) مفرح الهمم (۸۶) دافع السمم (۸۷) ابوالفتح والنصر (۸۸) شیخ الازمنة واهل العصر (۸۹) نور الساطع (۹۰) برهان اتمام طبع (۹۱) قطب الاقطاب (۹۲) من له بیت الاجاب (۹۳) سید اولاد الحسن (۹۴) شمس الافلاک والزمن (۹۵) لب لب الحسین (۹۶) من ارسل روحه يوم بدر وحنین (۹۷) غياث المستفيثین (۹۸) دلیل المتحیرین (۹۹) مقبول رب الجنان ولد جیب الرحمن محبوب السبحان غوث الثقلان محی الامة والدين سید عبد القادر الجیلانی رضی الله تعلقه عنه ورضاه عنه،

## سلسلۃ الزہب

یعنی آپ کا ستھری نسب نامہ۔ آپ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین ثابت النسب سید ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے آپ قطب اول قبلہ دین امام زمن شاہ حسن ثانی امام علیہ السلام کی اولادِ امجاد اور والدہ ماجدہ کی جانب سے امام ثالث قطب علم بادشاہ کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذریتِ باعصمت سے ہیں۔ والد بزرگوار کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے: شہنشاہ بغداد سید السادات سیدنا محی الدین عبدالقادر بن حضرت سید ابوصالح نور الدین موسیٰ حنکی دوست بن سید عبداللہ ثالث بن سید ابو عمرو سجی الزاہد بن امام سید محمد رومی بن امام سید داؤد امیر الکبر بن الامام سید ابو عمرو موسیٰ ثانی (متوفی ۲۵۶ھ) بن الامام السید عبداللہ ثانی بن الامام سید ابوالحسن موسیٰ الجون بن الامام سید عبداللہ المحسن شیخ القرۃ (متوفی ۱۲۵ھ) بن الامام السید ابو محمد حسن المثنیٰ بن امام الائمہ السید امام حسن المجتبیٰ بن امام الاولیاء والاتقیاء منظر العجائب والغرائب امیر المؤمنین السید امام علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اور والد ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے نسب نامہ یوں ہے: حضرت سیدہ ام النجیر امۃ الجبار فاطمہ ثانی بنت سید عبداللہ الصومعی الزاہد بن الامام سید ابوالجمال محمد بن الامام سید ابو محمود طاہر بن الامام سید ابوالعطا عبداللہ بن الامام سید ابوالکمال عیسیٰ رومی اکبر بن الامام سید ابو علاء الدین محمد الجواد بن سید الامام سید ابوالحسن علی العریضی (متوفی ۲۱۶ھ) بن سید امام جعفر صادق بن الامام سید امام محمد باقر بن الامام السید امام زین العابدین بن سید الشہداء امام الائمہ امام حسین شہید کربلا بن سید السادات مولائے کائنات امام المتقین امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

منبع ہدایت النوار کرامت والدین کریمین حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوصالح جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک خدا دوست اور کامل ولی اللہ تھے آپ کا لڑکپن اور جوانی دوسرے ہم عمروں کے برخلاف زہد و تقویٰ دینت و عبادت عفت و عصمت خدا شناسی اور اطاعت رسالت پناہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم کا ایک کامل نمونہ تھی آپ کی جوانی کے عالم کا ایک واقعہ آپ کی پرہیزگاری اور خدا خونی اور حق شناسی پر عمل دلالت کرتا ہے۔ روایت ہے کہ ایک روز آپ پر بھوک کا غلبہ تھا اور اس حالت میں آپ ایک نہر کے کنارے بیٹھے تھے کہ ایک سیب نہر کے پانی میں بہتا ہوا آیا آپ نے وہ سیب نکال کر کھا لیا۔ سیب کھالینے سے طبیعت کو تو سکون ملا اور بھوک کو افاقہ ہوا مگر روح بے چین ہوئی اور دل مضطرب ہو گیا۔ خیال آیا کہ یہ سیب کسی کا بہتا آیا ہے اس کی اجازت کے بغیر کھالینا کسی طرح درست نہیں تھا معاً کھڑے ہوئے اور جس طرف سے سیب بہتا ہوا آیا تھا اس طرف چلنا شروع کر دیا تاکہ اگر سیب کے مالک کا پتہ مل جائے تو سیب کی قیمت ادا کر دوں اور اس سے بلا اجازت سیب کھا لینے کی معافی طلب کر دوں کچھ مسافت طے کرنے کے بعد آپ ایک باغ میں پہنچے جس میں سیب کے درخت تھے اور ان کی شاخیں پانی پر لٹک رہی تھیں یقین ہو گیا کہ انہیں شاخوں سے سیب ٹوٹ کر پانی میں گر رہے۔ چنانچہ آپ نے اس باغ کے مالک کا پتہ پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ باغ حضرت عبد اللہ صومعی ایک بزرگ کا ہے اور وہ باغ کے اندر ہی رہائش رکھتے ہیں۔ آپ حضرت عبد اللہ صومعی سے ملے اور انہیں امر واقعہ بتا کر معافی کے طلب کار ہوئے حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس نوجوان کی باتیں سن کر حیران و ششدر رہ گئے اور کچھ دیر کے لئے تصویر حیرت بنے ہوئے کھڑے رہے۔ معاً آپ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آپ سے پوچھنے لگے نوجوان! تم کہاں سے آئے ہو اور تمہارا نسب و نسب کیا ہے۔ بتایا جی میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور سید کونین رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم کی اولاد ہوں یہ بات سنتے ہی حضرت عبد اللہ صومعی نے کہا کہ کیا تم شادی شدہ ہو؟ اور جب جواب منہی پایا تو ان کے چہرہ پر تازگی اور ہلکی سی مسکراہٹ کھینے لگ گئی اور فرمایا اے بیٹے! اگر تم واقعی معافی کے طلبکار ہو تو تمہیں میری ایک شرط ماننی ہوگی اور اگر تم

معافی مانگنے میں مخلص ہو تو پھر تمہیں بلا ہچکچاہٹ اس پر آمین کہنا ہوگی۔ حضرت ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ ہر قیمت پر معافی حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک کسی کا حق بلا اجازت کھالینا رُوح کی دائمی بے چینی کا باعث ہے جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ آپ کی طرف سے اتنا مستقل جواب سُن کر حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اے نوجوان میری ایک بیٹی ہے لیکن وہ آنکھوں سے اندھی اور کانوں سے بہرہ اور زبان سے گوئی ہے مجھے اس کے لئے بُر کی تلاش ہے تم اگر معافی طلب کرنے میں مخلص ہو تو تمہیں میری اس بیٹی کو اپنی رفیقہ حیات بنانا ہوگا اور اس شرط کو مان لینے کے بغیر معافی ملنے کا خیال دل سے نکال دو اور اپنے گھر کی طرف چلتے بنو، حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دل میں سوچا کہ اس شرط کے مان لینے سے جسمانی اذیت اور تکلیف کا ایک نیا باب کھلتا نظر آ رہا ہے، البتہ رُوحانی اذیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معافی مل جانے سے دل کے سکون کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے شرط کو قبول کر کے معافی حاصل کر لی اور اسی دن پچھلے پیر حضرت سید ابو صالح جنگلی دوست پدر بزرگوار شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی حضرت سید عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر ام الخیر سیدہ فاطمہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو گئی لیکن رات کو جب آپ جملہ عروسی میں داخل ہوئے تو وہاں ایک دو شیرازہ رعنا کو دیکھا جو جسمانی طور پر ہر عیب سے پاک اور حُسن و خوبی کا ایک پیکرِ بے نظیر تھی آپ اس کو دیکھتے ہی پلٹ آئے اور حضرت عبد اللہ صومعی کے پاس آکر صورتِ حالات بیان کی، آپ نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے وہ میری بیٹی ام الخیر فاطمہ ثانی ہے جس سے تیرا نکاح ہوا ہے اور وہ ایسی پاکیزہ عصمت شعار اور نیک سرشت ہے کہ آج تک اس نے کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی اور نہ اُس نے کبھی کوئی بُری یا ناحق بات سُنی ہے اور نہ ہی اس کے مُنہ سے کوئی کلمہ خلافِ تہذیب نکلا ہے۔ میں خود نبی زادہ ہوں اور اولادِ سید الشہداء علیہ السلام سے ہوں مجھے اس بچی کے لئے مناسب رشتہ کی تلاش تھی جس کے لئے رب کریم کے دربارِ عالی میں دستِ بدعا رہتا تھا آج اس نے میری دُعا کو سُن لیا اور سید کا بہانہ بنا کر تجھے یہاں بھیج دیا۔ اب تم اپنی اہلیہ کے پاس جاؤ رب ذوالمجد والا کرام سے

دُعا ہے کہ وہ تمہیں اچھا میوہ عطا فرمائے اور تمہارے اتصال سے ایسا گوہر نایاب پیدا ہو جو اقصائے عالم کو منور کر دے۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا حضرت عبداللہ صومعیؒ بھی بہت بڑے بزرگ، صاحبِ کرامات اور ولیِ مستجاب الدعوات تھے علامہ نور بخش نوکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرتِ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شیخ ابو محمد داربانی قزوینی کا قول نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ ہم ایک تجارتی قافلہ میں تھے کہ سحر لے سمرقند میں کچھ سواروں نے ہمیں آگھیرا۔ پریشانی کے عالم میں ہم نے حضرت ابا عبداللہ صومعیؒ کی دُعا دی اور بلند آواز میں یوں کہا یا شیخ ابا عبداللہ صومعیؒ۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ شیخ ہمارے درمیان کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں، سُبُوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ تَفَرَّقِي يَا غَيْلُ عَنَّا۔ بہت پاک و پاک ذات ہے ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ اے سوارو ہم سے دُور ہو جاؤ، یہ سن کر گھوڑے اپنے سواروں کے ساتھ پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں کی طرف بھاگ نکلے اور منتشر ہو گئے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے پھر ہم نے شیخ کو تلاش کیا لیکن آپ کو وہاں نہ پایا جب ہم گیلان میں واپس آئے تو ہم نے لوگوں کو یہ ماجرہ سنایا اور شیخ کا مدد کے واسطے پہنچنا بتایا لوگ کہنے لگے بخدا شیخ ہم سے جدا نہیں ہوئے۔

غرضیکہ یہ تھا وہ جلیل القدر سلسلہ اور یہ تھے وہ صاحبِ عفت و عصمت والدینِ کریمین جن کے ہاں شہنشاہ بغداد غوثِ الاعظم میراں محی الدین شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبدالقا در جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وروِ مسعود ہوا۔ ظاہر ہے کہ جب ایسی ستودہ صفات پاکیزہ خصاں والدہ اور ایسا عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار والد ہو تو بیٹیا کیوں نہ آسمانِ حسن و خوبی کا تیرا اعظم اور فلکِ عفت و طہارت کا مہتاب کامل ہو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی کی چند بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ والد ماجد کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا گویا وہ جو سایہ عالم بننے والا تھا والد کے سایہ سے بے سایہ ہو گیا اور تربیت اور پرورش کی ساری ذمہ داری آپ کی عابدہ، زاہدہ، والدہ ماجدہ پر آ پڑی جو انہوں نے حسن و خوبی سے بڑا ثمت کی



## طفولیت

حضرت غوث الاعظم سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک عابد و زاہد گھرانے میں پیدا ہوئے اور نورانی گہوارے میں پروان چڑھنے لگے۔ والد محترم کی رحلت پاک کے بعد آپ اپنے عابد و زاہد نانا حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر شفقت و نگرانی آگئے اور والد ماجدہ کی کنارِ عاطفت میں منازلِ حیات طے کرنے لگے، آپ کی مشفق و مہربان والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے بیٹے کی پیدائش یکم رمضان المبارک کو ہوئی اور اس دن اس نے دودھ نہ پیا لیکن شہر میں بادل کی وجہ سے ماہ رمضان کے چاند میں شک پڑ گیا لوگ مجھ سے پوچھنے آئے میں نے انہیں بتایا کہ آج میرے بیٹے نے دودھ نہیں پیا پھر بعد میں ظاہر ہو گیا کہ اس دن پہلی رمضان المبارک تھی اس دن سے شہر میں مشہور ہو گیا کہ شریفوں کے ماں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔ شروع سے ہی آپ کی طبیعت مشاغلِ دنیا سے کنارہ کش تھی اور اگر کبھی صغیر سنی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتے تو غیب سے آواز آتی الٰہی یا مبارک یعنی ادھر آؤ یا مبارک آپ یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور والدہ ماجدہ کی گود میں چلے جاتے۔ آپ دس سال کی عمر میں اپنے شہر کے مکتب میں ہایا کرتے تھے فرشتے آپ کے ساتھ چلتے جب آپ مدرسہ میں پہنچتے تو فرشتے آواز دیتے: افسحوا لولی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کرو) حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو میں پہچانتا نہ تھا اس نے مجھے دیکھ کر اور فرشتوں کی آواز سن کر کہا: سیکون لہ شان عظیم یعطی فلا یمنع و یتمکن فلا یحجب و یقرب ولا یمکثہ بعد چالیس برس کے میں نے اس شخص کو پہچانا کہ ابدال میں سے تھا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایام طفولیت میں ایک دن عرفہ کے روز میں شہر سے باہر ایک بیل کو پکڑنے کے لئے نکلا اور اس کے پیچھے دوڑا اس بیل نے میری طرف پھر کر کہا: ما بہذا خلقت ولا بہذا اُمرت میں یہ سن کر ڈر گیا اور ترساں دلرزاں گھر آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا میری نظر میدانِ عرفات تک

پہنچی میں نے دیکھا لوگ عرفات میں وقوف کر رہے ہیں یہ نظارہ دیکھ کر میری کیفیت عجیب ہو گئی۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور ان سے خُد کے لئے بغداد جانے کی اجازت طلب کی تاکہ وہاں جا کر علم شریعت و طریقت حاصل کر سکوں اور صالحین اور نیک لوگوں سے فیض حاصل کر سکوں۔ والدہ ماجدہ نے وجہ پوچھی تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور یہ بھی کہا کہ دل کی کیفیت اب کچھ عجیب سی ہو رہی ہے آپ مجھے اپنا حق بخش دیں اور بغداد شریف جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں والدہ یہ سن کر رو پڑیں اور اسی دینار جو میرے مرحوم والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترکہ سے انہیں ملے تھے میرے پاس لائیں، میں نے ان میں سے چالیس دینار اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے اور باقی چالیس والدہ نے میری گڈری میں بغل کے نیچے سی دیئے، اور مجھے جانے کی اجازت دے دی اور مجھ سے ہر حال میں سچ بولنے کا عہد لیا اور کہا کہ میرے نورِ نظر کسی صورت اپنی زبان کو جھوٹ سے آلودہ نہ کرنا تو صادقین کی اولاد سے ہے اور صداقت ہی تیرا اور ہونا اور بچھونا ہونا چاہیے۔ یہ کہہ کر دروازے تک مجھے رخصت کرنے آئیں اور کہا بیٹا جاؤ تمہیں خُدا کو سونپا اور اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے تمہیں اپنا حق بخش دیا۔ والدہ محترمہ سے رخصت ہو کر میں بغداد جانے والے ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

## والدہ کی اطاعت صداقت کی کرامت

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن قاند اوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے امہ کی بنیاد کس چیز پر رکھی تو آپ نے فرمایا سچ پر، اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، بلکہ طالب علمی کے زمانہ میں بھی نہیں آپ نے فرمایا سچ بولنے کے لئے میری والدہ نے نصیحت کی ہوئی تھی اور میں نے اس پر سخت عہد باندھا ہوا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت

حاصل کر کے ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ بغداد شریف کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں ہمدان سے آگے ترنتک کے مقام پر ڈکیٹ پڑ گئی۔ ساتھ سوار جنگل سے نکل کر اچانک ہم پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے تمام قافلہ کو لوٹ لیا ان میں سے ایک سوار میرے پاس سے گزرا اس نے مجھ سے پوچھا تمہارے پاس بھی کچھ ہے میں نے بتایا کہ میرے پاس میری گڈری میں بغل کے نیچے سے ہونے چالیس دینار ہیں لیکن اس نے باور نہ کیا اور آگے چلا گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا آیا اس نے بھی یہی سوال کیا اور میں نے اسے بھی بتا دیا لیکن اس نے بھی میری بات کو تمسخر ہی خیال کیا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سارے ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہوئے مال تقسیم کر رہے ہیں اور ان دو آدمیوں نے جو مجھ سے سنا تھا وہ اپنے سردار سے بیان کیا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور سوال کیا کہ تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے اسے بھی بتا دیا اس کے حکم سے میری گڈری پھاڑی گئی اور اس میں سے چالیس دینار نکل آئے سردار نے مجھے پوچھا کہ تم نے اعتراف کیوں کیا میں نے اسے بتایا کہ میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے سچ بولنے کا عہد لیا ہوا ہے۔ میں اس کے عہد کو کبھی نہ توڑوں گا یہ سن کر قزاقوں کے سردار نے حیرت اور تعجب سے آپ کی طرف دیکھا اور کچھ تامل کے بعد اس نے زار زار رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا تو نے اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا عہد نہیں توڑا اور تو ابھی نو عمر ہے اور میں اتنا کہن سال ہوں اور مدت العمر سے اپنے رب کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے قافلہ والوں کو بلا کر تمام لوٹا ہوا مال ایک ایک پائی واپس کر دیا اور پھر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور تجدید عہد کیا کہ نیکی اور سچائی کے سوا کسی دوسرے راستے پر چلنے کی کوشش نہ کریں گے بہجتہ الاسرار کی روایت کے مطابق حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور رب العزت نے انہیں راہ راست کی طرف راہنمائی فرمائی۔ یہ تھا ثمرہ والدہ ماجدہ کے فرمان کی اطاعت کا اور یہ تھی صداقت کی کرامت کہ صرف اٹھارہ سالہ نو عمر سلطان الاولیاء نے چوروں اور ڈاکوؤں کی تقدیروں کو بدل کے رکھ دیا۔ اس واقعہ کو تمام سیرت نگاروں نے نقل

کیا ہے اور رئیس المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب  
نزہۃ الخاطر الفاتر میں قدرے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ غرضیکہ اس واقعہ کی  
صحت حد تو اترا کو پہنچ چکی ہے اور آج تک کسی نے بھی اس کی صحت میں کلام نہیں کیا۔

## وَرُوْدِ بَغْدَادِ

حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۴۸۸ھ میں جبیلان سے عازم بغداد  
ہوئے اس زمانے میں حالات بہت مخدوش تھے۔ ممالک میں ہر طرف افراتفری پھیلی  
ہوئی تھی۔ جبیلان سے بغداد تک کا راستہ بھی پُر خطر تھا کوئی کوئی قافلہ ہی سلامتی  
کے ساتھ منزل پر پہنچ سکتا تھا۔ یہ قافلہ بھی جس میں غوث اعظم ایک اٹھارہ سالہ تشنہ علم  
طالب علم کی صورت میں شامل تھے۔ درج بالا واقعہ کے مطابق ٹوٹا گیا اور پھر سید جبیلان  
کی برکت سے ڈاکو تائب ہوئے اور انہوں نے اس قافلہ کو اپنی حفاظت میں بغداد سرف  
پہنچا دیا۔ لیکن یہ تو ظاہری اسباب کی ایک بات ہے ورنہ فی الحقیقت محافظ تو خود  
وہ حفیظ وعلیم مولائے کریم ہے جس نے اپنے فضل عمیم سے بادۂ ضلالت اور دُست  
غریت میں بھٹکنے والے اس قافلہ کی دستگیری، راہنمائی اور مشکل کشائی کے لئے محبوب  
پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس الوالعزم جوان سال فرزند ارجمند کو  
ساتھ بھیج دیا تھا جس کی پاک بازی، راست گفتاری اور کریمانہ خصالت سے متاثر ہو کر  
چوروں اور ڈاکوؤں کی جماعت نے چوری ڈکیت اور منہیات و منکرات سے تائب  
ہو کر مخلص مسلمانوں کی طرح زندگی گزارنے کی آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور  
ان سابقین الاولین میں شمار ہوئے جنہوں نے جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے دست جہاں پناہ پر توبہ کی اور زمرۃ ہم المقربون میں داخل ہوئے۔ پیشتر اس  
کے کہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغداد شریف میں تشریف لانے سے آگے  
حالات کو قلم بند کروں، میں یہ چاہتا ہوں کہ بغداد شریف اور دنیائے عرب و عجم کا  
پانچویں صدی ہجری اور شروع چھٹی صدی ہجری کا کچھ تمدنی، معاشرتی اور اخلاقی

خاکہ قارئین کرام کے پیش نظر کروں جس سے پتہ چل سکے کہ اس وقت اخلاقیات کا معیار کس حد تک گر چکا تھا اور دینِ مبین میں کہاں تک انحطاط واقع ہو چکا تھا جس کے باعث اسیانے دین و سنت کی ضرورت تھی اور جناب غوث الثقلین غیث الکونین شہنشاہ بغداد سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسیانے دین و ملت کے لئے مقرر فرمایا گیا۔

## بغداد اور مضائقہ کے حالات

پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں بغداد شریف میں مستنصر باللہ عباسی خلیفہ سریر آرائے سلطنت تھا لیکن خلافتِ عباسیہ کا اب وہ وقار باقی نہ تھا جو ہارون الرشید اور مامون الرشید کے تاریخ ساز عہد میں تھا ہونے کو تو خلیفہ مستنصر باللہ تختِ خلافت پر رونق افروز تھا مگر آل بویہ کے اقتدار نے بغداد کی علمی عظمت کو گہن لگا دیا تھا۔ ہر چند کہ خلیفہ بذاتِ خود ایک مردِ پارہ صالح خلیق اور نیک مزاج سخی اور پابندِ شریعت حکمران تھا۔ لیکن رعایا کا مزاج تنعم اور عیش و عشرت کی نذر ہو چکا تھا۔ فسق و فجور اور معصیت کا ہر طرف دور دورہ تھا۔ سیہ کاری اور بدکاری بغداد کا مقدر بن چکی تھی، باطنی شورش عروج پر تھی۔ صلیبی جنگوں کی ابتداء ہو چکی تھی۔ ایران میں سلجوقی سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ملک شاہ اور نظام الملک کے زمانے کی آن بان باقی نہ رہی تھی۔ ۴۸۵ھ میں نظام الملک کو ایک باطنی نے شہید کر دیا اور ان کی شہادت کے بیس بائیس دن بعد ہی سلطنتِ سلجوقیہ کا آفتاب جہاں تاب ملک شاہ گوشہ مغرب میں جا چھپا اور تخت کے لئے ملک شاہ کے فرزند آپس میں دست و گریبان ہو رہے تھے چونکہ ولی عہدِ سلطنت نامزد نہیں ہوا تھا۔ لہذا ترکان خاتون کی خواہش تھی کہ اس کا بیٹا محمود باپ کا جانشین ہو جو سلطان کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا جبکہ حق بر کیا روق کا تھا۔ شہزادہ محمد اور شہزادہ سنجر بھی تخت کے دعوے دار تھے لیکن نظام الملک نے بر کیا روق کی ولی عہدی سلطان سے منظور کرائی ہوئی تھی۔ لہذا نظام الملک کے امر کی مدد سے سلطان بر کیا روق تختِ سلطنت پر

۱۔ اس بیان میں حضرت شمس بریلوی کے ترجمہ غنیۃ الطالبین سے استفادہ کیا گیا ہے۔



رونق افروز ہوا مگر ملک میں امن و امان قائم نہ ہو سکا۔ دوسرے ممالک کی کیفیت یہ تھی کہ رے، جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر اور حرین شریفین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور آذربائجان، آران، آرمینیہ، اصفہان اور عراق میں سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی کا۔ سنجر بن ملک شاہ نے ممالک شرقیہ یعنی جرجان سے ماوراء النہر تک میں اپنے نام کا خطبہ شروع کر دیا تھا۔ فرنگی ملک شام اور بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ آور ہو چکے تھے اور ممالک اسلامیہ میں ہر طرف خانہ جنگی چھڑی ہوئی تھی ہر طرف بے اطمینانی اور اضطراب کا عالم تھا، نہ شہروں میں امن و چین تھا، نہ دیہات میں سکون و اطمینان۔ راستے پر خطر اور قافلے لٹنے کا ہر وقت ڈر۔ یہ تھے حالات بغداد شریف اور گرد و پیش کے۔ جب ۴۸۸ھ کے اوائل میں آفتاب سپہر ولایت سریر آرائے اقلیم رشد و ہدایت صدہ نشین جہان علم و معرفت حضرت شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضیاء بخش فضائے بغداد ہوئے۔ آپ کا سن شریف اس وقت اٹھارہ سال تھا۔ آپ سب سے پہلے حضرت حماد بن مسلم دبائس کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت حماد ایک بہت بڑے خدارسیدہ بزرگ تھے اور بغداد شریف اور قرب و جوار میں ان کی روحانیت اور معرفت کا شہرہ تھا آپ علمائے راسخین اور صوفیائے ربانیین میں سے تھے۔ بغداد کے بیشتر صوفیاء و مشائخ انہی کے فیض یافتہ تھے۔ آپ بغداد شریف کے محلہ منظر یہ میں رہتے تھے اور خرما اور شیرہ انگور بیچا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپ کو حماد دبائس کہتے تھے۔ مشہور ہے کہ آپ اُمّی تھے لیکن معرفت الہیہ کے علوم کے خزانے آپ کے پاس تھے۔ آپ کے شیرہ پر بھڑیا مکھی نہیں بیٹھا کرتی تھی۔ آپ کی پرہیزگاری تقویٰ اور طہارت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک روز آپ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کو نکلے، راستے میں ایک لونڈی کی آواز سنی جو اپنے آقا کے گھر گارہی تھی، آپ وہیں سے مکان کو لوٹ آئے اور اپنے اہل خانہ کو جمع کر کے پوچھا کہ مجھ سے ایسا کونسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی مجھے آج سزا ملی ہے۔ گھر والوں نے اور تو کچھ نہ بتایا، مگر یہ کہ کل ہم نے ایک برتن خریدا تھا جس میں ایک تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا بس اسی سبب مجھ پر یہ وبال آیا ہے اور برتن لے کر

تصویر مٹادی۔ آپ کا کوئی باقاعدہ صومعہ یا مدرسہ نہیں تھا۔ آپ کی مجلس زیادہ تر آپ کی دوکان پر ہی قائم ہوتی تھی، اس وقت کے صوفیائے کرام اور طالبانِ حقیقت و معرفت اس دوکان پر جمع ہوتے تھے جہاں بظاہر تو دلس یعنی راب فروخت ہوتی تھی مگر درحقیقت دلوں کو معرفت کی شیرینی اور رُوحوں کو ایمان کی حلاوت اور چاشنی نصیب ہوتی تھی۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تعلیمی مشاغل سے فراغت پا کر حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میں آجاتے جہاں آپ کو روحانی فیوض و برکات نصیب ہوتے۔ علمِ شریعت اور قرآن و حدیث آپ نے آئمہ اعلام اور علمائے عظام سے حاصل کیا۔ قرآنِ کریم حفظ تو پہلے ہی سے تھا اب اس کو روایتاً و درایتاً تجویداً اور قرأت سے پڑھا۔ اس کے بعد علمِ فقہ و اصول کی طرف متوجہ ہوئے اور عرصہ دراز تک ابو الوفا علی بن عقیل، ابو الخطاب محفوظ الکلیوانی، ابو الحسن محمد بن قاضی ابولعلیٰ اور قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخزومی وغیرہم سے پڑھا اور علمِ ادب حضرت علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی التبریزی جو بغداد شریف کے مدرسہ نظامیہ میں علمِ ادب کے مدرسِ اعلیٰ تھے سے حاصل کیا اور علمِ حدیث اسی مدرسہ کے مختلف اساتذہ اور دوسرے بہت سے علمائے پڑھا، اس میں آپ کے بہت سے مشائخ ہیں جن میں سے چند ایک کے سمائے گرامی یہ ہیں: ابو غالب محمد بن حسن الباقلانی، ابوسعید محمد بن عبدالکریم خنسی، ابوالقاسم محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابوبکر احمد بن المنظر، ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین القاری السراج ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

## حصولِ علم میں تکالیف کی برداشت

حضرت غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب بغداد شریف میں رونق افروز ہوئے تو حصولِ تعلیم کے لئے مختلف اساتذہ کی درسگاہوں، خاص طور پر مدرسہ نظامیہ سے تعلق پیدا کیا اور فقہ و اصول اور حدیث شریف کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو چالیس دینار آپ کو خرچہ کے لئے دیئے تھے

وہ بہت جلد ختم ہو گئے اور آپ کو قوتِ لایموت کے حصول کے لئے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور آپ نے ہر تکلیف اور مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور فضلِ ایزدِ متعال سے اپنے اندر بڑا ثقت کا بے مثال مادہ پیدا کیا۔ شیخ ابو عبد اللہ نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ پر ایسی سختیاں گزری ہیں کہ اگر وہ پہاڑوں پر گزرتی تو پھٹ جاتے۔ مجھ پر جب سختیوں کا ہجوم ہوتا تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور یہ آیتِ کریمہ پڑھتا تھا فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ پس میری ساری کلفتیں دور ہو جاتیں۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ طالبِ علمی کے زمانہ میں جب میں مشائخ و اساتذہ سے علمِ فقہ پڑھا کرتا تھا تو سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا شہر میں نہ رہا کرتا تھا صرف جنگلوں اور بیابانوں کے ویران اور خراب مقامات پر دن ہو یا رات آندھی ہو جھکڑ، موسلا دھار مینہ ہو یا اولے پڑ رہے ہوں اپنی زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ اس وقت میں سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ پہنتا اور صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا ننگے پاؤں کانٹوں اور پتھر پٹی زمینوں پر گھومتا رہتا تھا۔ کبھی جھوک کا غلبہ ہوتا تو دجلہ کی طرف چلا جاتا وہاں کا ہوساگ اور دیگر ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دجلہ کے کنارے مل جاتیں کھایا کرتا تھا بگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا کرتا تھا۔ قلائد الجواہر میں شیخ عبد اللہ جبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اہل بغداد کی ایک جماعت علمِ فقہ کے حصول میں مشغول تھی۔ جب غلہ کے دن آتے تو وہ گاؤں میں اناج مانگنے چلے جاتے، ایک دن انہوں نے مجھے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ بعقوبا میں چلو تاکہ وہاں سے کچھ مانگ لائیں، میں نوجوان تھا ان کے ساتھ ہولیا۔ بعقوبا میں ایک نیک شخص تھا جس کو شریف بعقوبی کہتے تھے ہیں ان کی زیارت کے لئے گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حق کے مرید اور نیک بندے لوگوں سے کچھ نہیں مانگا کرتے اور مجھے سوال کرنے سے منع کیا اس کے بعد میں نے کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانے اور سوائے آستانہ عالیہ صمدیہ کے کسی طرف دست طلب

دراز نہیں کیا اور نہ کسی کو سوائے دربارِ خداوندی کے کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلانے کی اجازت دی۔ چنانچہ اسی ضمن میں شیخ ابو محمد شادری سبکی محلی بیان کرتے ہیں کہ میں شہنشاہ بغداد شیخ محی الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی زیارت کے لئے بغداد شریف گیا اور کچھ مدت تک آپ کی خدمتِ اقدس میں رہا۔ جب میں نے مصر لوٹنے کا ارادہ کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے وصیت فرمائی کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا اور اپنی دو انگلیاں میرے منہ میں ڈال دیں اور فرمایا چوس لو (زہے قسمت) میں نے تعمیلِ حکم کی، پھر فرمایا تو ہدایت یافتہ واپس جائے۔ پس میں بغداد سے مصر پہنچا، راستے میں نہ کھانا کھا نہ پیتا تھا۔ مگر میری توتِ جسمانی میں کچھ کمی واقع ہونے کی بجائے زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

بہجۃ الاسرار میں روایت ہے کہ فرمایا تاج العارفین سندالواصلین حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ابتدائے حال میں میں بغداد شریف میں بیس روز ٹھہرا مجھے کھانے کو کوئی چیز نہ ملتی تھی اور نہ کوئی مباح شے ہاتھ آتی تھی تنگ آکر میں ایوانِ کسریٰ کے دیرانے کی طرف نکلا کہ شاید کوئی کھانے کی جائز چیز مل جائے مگر میں نے وہاں سترولیوں کو پایا جو میری طرح پیٹ کے لئے مباحات کی تلاش میں پھر رہے تھے میں نے دل میں سوچا کہ ان کی مزاحمت کرنا مردت سے بعید ہے اس لئے میں بغداد کی طرف لوٹ آیا راستے میں مجھے میرے وطن کا ایک آدمی ملا جس سے میں واقف نہیں تھا اس نے مجھے ایک پارہ زردیا اور کہا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ آپ کے لئے بھیجا ہے میں اسے لے کر جلد ویرانے کی طرف واپس گیا اس میں سے کچھ اپنے لئے رکھ لیا باقی ان سترولیوں میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیسا ہے میں نے کہا کہ یہ میری ماں نے بھیجا ہے، مگر میں نے پسند نہ کیا کہ سب اپنے پاس ہی رکھ لوں پھر میں بغداد میں آیا اور جو میرے پاس باقی تھا اس کے عوض کھانا لیا اور فقیروں کو آواز دی پس ہم سب نے بل کر کھانا۔ اسی طرح ماں نے ایک دفعہ آٹھ دینار بھیجے وہ بھی جلد

صرف ہو گئے۔ حضرت ابو بکر تمیمیؓ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک دفعہ بغداد میں جو قحط پڑا تو مجھے ایسی تنگی ہوئی کہ کئی دن تک کھانا نہ کھایا بلکہ گری پڑی چیزیں اٹھا کر کھاتا تھا ایک روز بھوک کی شدت کی وجہ سے دریا کی طرف جانکلاتا کہ کاہو کے پتے یا سبزی جو ملے کھاؤں مگر جہاں جانا وہاں پہلے ہی کوئی موجود ہوتا اگر کوئی چیز ملتی تو اس پر فقروں کا ہجوم ہوتا جن کی مزاحمت مجھے پسند نہ آئی اس لئے میں لوٹ آیا یہاں تک کہ شہر میں سوق الریحانین کی مسجد کے پاس پہنچا مجھے نہایت درجے کی بھوک لگی ہوئی تھی اور صبر کرنے سے عاجز آ گیا تھا۔ میں مسجد میں داخل ہوا ضعف سے ماندہ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ مسجد میں ایک عجمی نوجوان آیا جس کے پاس روٹی اور شوربہ تھا وہ میرے سامنے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا مجھے اس قدر شدید بھوک تھی کہ جب وہ لقمہ اپنے منہ میں ڈالتا تو بے اختیار میرا منہ کھل جاتا اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں بھوک لگی ہوئی ہے تم میرے ساتھ مل کر کھانا کھا لو بسم اللہ آؤ میں نے انکار کر دیا اس عجمی نے مجھے قسم دلائی میرے نفس نے ایک مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنے میں جلدی کی، میں اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور آہستہ آہستہ کھانا شروع کیا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا تمہارا شغل کیا ہے اور تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے بتایا کہ میں جیلان کا باشندہ ہوں اور یہاں علم فقہ پڑھ رہا ہوں یہ سن کر اس نے کہا کہ میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں، کیا تو ایک جیلانی نوجوان عبدالقادر کو جانتا ہے؟ میں نے کہا وہ تو میں ہی ہوں اس پر وہ گھبرا گیا اور اس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ کہنے لگا اے محترم بھائی میں بغداد پہنچا اور آپ کا پتہ پوچھا۔ میرے پاس آپ کی امانت آٹھ دینار تھی جو آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ آپ کو بھیجے تھے آپ کو ڈھونڈتے ہوئے میرا فقہ ختم ہو گیا میں نے آپ کا پتہ پوچھا مگر کسی نے نہ بتایا میرا ذاتی خرچہ ختم ہونے کے بعد میں تین دن اس حالت میں رہا کہ میرے پاس آپ کی امانت کے سوا کھانا خریدنے کو کچھ نہ تھا میں نے دل میں کہا کہ تین دن ہو گئے ہیں اس حالت میں شریعت نے میرے لئے مُردار کا کھالینا بھی جائز رکھا ہے اس لئے میں



نے آپ کی امانت سے روٹی اور شوربا خریدا، اب آپ یہ حلال اور طیب کھانا بلا تکلف کھائیں۔ کیونکہ یہ آپ کا ہی ہے اور میں تو آپ کا مہمان ہوں۔ میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ میں نے آپ کی امانت میں خیانت کی ہے۔ گو شریعت کی طرف سے مجھے گنجائش تھی اس کا یہ جواب سن کر میں نے اُسے تسلی دی اور خوش کیا اور جو کھانا بیچ رہا وہ بھی اور کچھ دینار بھی اسے دیئے جو اس نے لئے اور چلا گیا۔

قلائد الجواہر میں شیخ عبداللہ سلمیٰ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک دفعہ کئی دن مجھے کھانا نہ ملا میں قطعاً شرمیلہ میں تھا کہ ناگہم ایک شخص نے ایک بند کاغذ میرے ہاتھ میں دیا اور چلا گیا۔ میں اسے لے کر ایک بقال کی دوکان پر آیا اور اس کے عوض میدہ کی سفید روٹی اور خبیس خریدا اور ایک علیحدہ مسجد کی طرف آیا جس میں بیٹھ کر میں سبق یاد کیا کرتا تھا اس کھانے کو میں نے اپنے سامنے رکھ لیا اور سوچنے لگا کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں اس اثنا میں دیوار کے سایہ میں ایک طفوف کاغذ پر میری نظر پڑی، میں نے اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ کتب سابقہ میں سے ایک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اقویا کو شہوتوں سے کیا سروکار میں نے شہوات تو فقط ضعیف مومنوں کے لئے بنائی ہیں تاکہ وہ اُن سے میری طاعت پر قادر ہوں۔ یہ دیکھ کر میں نے رومال اٹھایا جو کچھ اس میں تھا چھوڑ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر چلا آیا۔

یہ چند واقعات حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصولِ تعلیم کے لئے سختیاں اور مصائب برداشت کرنے کے ضمن میں بطور نمونہ درج کر دیئے گئے درنہ کتب سیر اور قلائد الجواہر اور ہیجۃ الاسرار میں تو ایسے بیسیوں واقعات مندرج ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ولیِ مادر زاد غوثِ صمدانی شہباز لامکانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتنے مشکل اور صعب حالات درپیش ہوئے اور وہ کس استقلال کے ساتھ ان واقعات کو برداشت کرتے ہیں کامیاب رہے اور ایسی تکالیف سے دوچار ہونے کے باوجود آپ نے علوم میں وہ پایہ اور مقام حاصل کیا کہ نہ صرف علمائے بغداد بلکہ تمام

علمائے وقت پر سبقت لے گئے اور دیگر علوم کے علاوہ علمِ قرأت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ کلام، علمِ لغت، علمِ ادب، علمِ صرف، علمِ نحو، علمِ عروض، علمِ مناظرہ، علمِ تاریخ، علمِ نساب، علمِ فراست وغیرہ بلکہ جمیع علوم رائج الوقت میں منفرد مقام حاصل کیا اور بے مثال شہرت اور ناموری پیدا کی اور قاف تا قاف آپ کی لیاقت شرافت علمی اور علوم مرتبت کا ڈنکا بجنے لگا۔

## ولایت

آپ مادر زاد ولی تھے جیسا کہ پیدائش کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے اور افطار کے وقت پیا کرتے تھے اور یکم رمضان المبارک میں بوشک ہوا تو آپ کے دودھ نہ پینے کی وجہ سے اس دن کو رمضان المبارک کی یکم مان لیا گیا جس کی بعد میں تصدیق بھی ہو گئی۔ گویا بچپن سے ہی آپ کی پیشانی سے آثارِ تقدس و بزرگی، علاماتِ آثار و پرہیزگاری نمایاں اور انوارِ معرفت و ولایت تاباں تھے جن سے ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ مدہ نو بہت جلد بدرِ کامل بن کر افلاکِ ولایت پر نور گستر ہو جائے گا اور اپنی ضیاء پاشیوں سے اقصائے عالم کو منور کر دے گا۔ بہجتہ الاسرار میں شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الغنائم محمد الازہری الحسینی البغدادی سے روایت ہے کہ فرمایا سلطان العالم غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں نے بغداد شریف سے پہلا حج ۵۰۹ھ میں کیا اس وقت میں جوان اور مجرد تھا جس وقت میں حج کے لئے نکلا اور منارۃ القرون کے پاس پہنچا تو مجھے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملے وہ بھی اُس وقت مجرد اور جوان تھے، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جا رہا ہوں۔ انہوں نے پوچھا آپ کے ساتھ کوئی ہے میں نے بتایا کہ مجرد ہوں انہوں نے کہا میرا بھی یہی حال ہے اور میں بھی حاضری بھرنے ہی جا رہا ہوں۔ پس ہم دونوں کھٹے چل پڑے۔ اثنائے راہ میں میں نے ایک لائغر

جلسہ لڑکی دیکھی جس کے مُنہ پر بُرقع تھا وہ میرے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور تیز آنکھوں سے میرے چہرے کو بغور دیکھ کر پوچھنے لگی۔ اے نوجوان تو کہاں سے ہے؟ میں نے بتایا کہ میں عجم کارہنے والا ہوں اور بغداد سے آ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگی تو نے آج مجھے بہت تکلیف دی۔ میں نے وجہ پوچھی تو اُس نے بتایا کہ میں دیارِ حبشہ میں تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر تجلی کی اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اپنے وصل سے تجھے وہ کچھ عطا کیا جو اور کسی کو عطا نہیں کیا۔ پس میں نے چاہا کہ تجھے دیکھوں، پھر کہنے لگی آج میں تم دونوں کے ساتھ ہوں اور شام کو تمہارے ساتھ ہی افطار کروں گی پس وہ راستے کے ایک طرف اور ہم دوسری طرف چلنے لگے جب شام کو افطار کا وقت ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے ہوا کے ذریعہ ایک خوان اتر رہا ہے یہ خوان ہمارے سامنے آ کر ٹھہر گیا۔ ہم نے دیکھا اس میں چھ روٹیاں، ہر کہ اور بسزی تھی۔ یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا: سب بزرگی اور تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے اور میرے مہمانوں کو عزت و تکریم بخشی کیونکہ ہر رات مجھ پر دو روٹیاں اتراتی ہیں اور آج چھ اتری ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک نے دو دو روٹیاں کھائیں، پھر ہم پرتین کوزے پانی کے اترے ہم نے ان میں سے ایسا پانی پیا جو لذت اور حلاوت میں ایسا لذیذ اور بے نظیر تھا کہ دنیا کا کوئی پانی اس کے مشابہ نہیں تھا وہ حبشیہ اس رات ہم سے رخصت ہو گئی اور ہم مکہ معظمہ میں آ گئے۔ جب ہم طواف کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی بن مسافر پر انوار و تجلیات کی بارش کر دی وہ ایسے بے ہوش ہو گئے کہ دیکھنے والے گمان کرنے لگے کہ یہ انتقال کر گئے ناگہم میں نے دیکھا کہ وہ حبشیہ ان کے سر پر کھڑی بوسہ دے رہی ہے اور کہہ رہی ہے تجھے زندہ کرے گا وہی جس نے تجھے مارا ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ حادث چیزیں بجز اس کے برقرار رکھنے کے اس کے جلالی نور کی تجلی کے آگے قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اس کے جلال کے انوار نے اندھوں کی آنکھیں چندھیادی ہیں۔“ پھر اللہ تعالیٰ جل و علانے دکہ اسی کے لئے تمام تعریف ہے، طواف ہی میں مجھ پر بھی انوار نازل فرمائے اور بہت بڑا احسان فرمایا۔ پس میں نے اپنے باطن سے ایک خطاب

عُنا جس کے آخر میں یہ تھا۔ اے عبدالقادر! ظاہری تجرید چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں میں سے عجائبات دکھائیں گے۔ تو اپنی مُراد کو ہماری مُراد سے خلط ملط نہ کر۔ اپنا قدم ہمارے سامنے ثابت رکھ اور دُنیا میں ہمارے سوا کسی کو مالک التصرف نہ سمجھ، تیرے لئے ہمارا شہود ہمیشہ رہے گا لوگوں کے فائدہ کے لئے تو (مسند ارشاد) پر بیٹھ کیونکہ کچھ ہمارے خاص بندے ہیں جن کو ہم تیرے ہاتھ پر اپنے قُرب تک پہنچائیں گے۔ پھر اس حبشیہ نے کہا اے نوجوان! میں نہیں جانتی کہ آج تیرا کیا مقام ہے تجھ پر نور کا نیمہ لگا ہوا ہے اور آسمان تک تجھے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے اور اولیاء اللہ تعالیٰ کی نکاہیں اپنے اپنے مقام پر تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور آرزو کر رہی ہیں کہ تجھ سے نعمت ان کو بھی حاصل ہو جائے یہ کہہ کر وہ چلی گئی پھر میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔

## ریاضت و مجاہدات

علم طریقت کے حصول کے لئے آپ نے سخت مجاہدات کئے اور مجاہدہ کے لئے جو طریقہ بھی اختیار کرتے ہمیشہ اس پر قائم رہتے اور آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آتی تھی۔ شروع میں آپ نے شیخ حماد دُبّاس سے اکتساب فیض کیا بہجتہ الاسرار کی روایت کے مطابق شیخ عبداللہ جبائی کا قول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم میراں محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک روز میرے جی میں آئی کہ فتنوں کی کثرت کے سبب میں بغداد کو چھوڑ کر باہر نکل جاؤں اس لئے میں نے قرآن کریم لیا اور کندھے پر لٹکا کر بابِ حلبہ کی طرف چلا کہ اس سے جنکَل کی طرف نکل جاؤں۔ مجھے ایک آواز آئی کہ کہاں جاتا ہے اور ساتھ ہی مجھے ایک دھچکا لگا اور میں نیچے گر گیا پھر آواز آئی کہ واپس چلا جا کہ لوگوں کو تجھ سے بہت فائدہ پہنچنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے خلقت کے آرد نام میں دین کی سلامتی کا خطرہ ہے۔ آواز آئی ٹوٹ جاتا دین سلامت رہے گا اس کے بعد مجھ پر کچھ ایسے حالات وارد ہوئے جن میں کچھ پھینچیدگی تھی اس لئے میں نے

رب العزت جل مجدہ الکریم سے دعا کی کہ مجھے کوئی ایسا بندہ مل جائے جو میرے شکوک و شبہات کو رفع کر دے۔ دوسرے دن میں محلہ مظفریہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور مجھے کہا عبدالقادر! یہاں آئیں ان کے پاس جا کھڑا ہوا انہوں نے مجھے کہا کہ تو نے کل رات کیا طلب کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے کیا سوال کیا تھا میں یہ سن کر چپ ہو گیا اور حیران تھا کہ کیا جواب دوں وہ مجھ پر ناراض ہو گئے اور اس زور سے دروازہ مجھ پر بند کیا کہ دروازے کے کواڑوں سے گرد اڑ کر مجھ پر پڑی جب میں کچھ دور نکل گیا تو رات کا سوال مجھے یاد آ گیا اور خیال گزرا کہ وہ شخص اولیائے صالحین میں سے ہے اس لئے میں اس دروازے کو ڈھونڈنے لگا مگر نہ ملا اس کا مجھے بہت رنج ہوا وہ شخص شیخ حماد عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ بعد ازاں میں نے ان کو پہچان لیا اور ان کی صحبت میں رہا۔ شیخ موصوف نے میرے اشکال کو حل کر دیا۔ جب میں حصول علم کی خاطر آپ کی خدمت سے غائب ہونا اور تعلیم حاصل کر کے آپ کے پاس آتا تو آپ فرماتے تو فقیہہ ہے فقہا کے پاس جا، ہمارے پاس کیوں آیا ہے میں چپ رہتا۔ آپ مجھے بڑی اذیت دیتے اور مارتے بھی۔ پھر جب طلب علم کے لئے آپ کے پاس سے اوجھل ہوتا اور تعلیم لے کر آپ کے پاس آتا، آپ فرماتے ہمارے پاس آج بہت سی رٹیاں اور فالودہ آیا تھا ہم نے سب کھا لیا اور نیرے واسطے کچھ بھی نہیں رکھا۔ آپ کے شاگرد بھی جب آپ کا ایسا اذیت ناک برتاؤ میرے ساتھ دیکھتے تو مجھ سے تعرض کر کے کہتے تو فقیہہ ہے یہاں کیوں آیا ہے۔ شیخ حماد نے جب ان لوگوں کا میرے ساتھ ایسا برتاؤ دیکھا تو بہت غصہ کھایا اور غیرت میں آکر ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا تم اسے کیوں تنگ کرتے ہو۔ خداوند قدوس کی قسم تم میں سے ایک بھی اس جیسا نہیں۔ میں تو اس کو آزما تا ہوں اور اس وجہ سے بظاہر اس کو اذیت دیتا ہوں مگر وہ اتنا مستقل مزاج اور بربدار ہے کہ پہاڑ کی طرح اپنے مقصد کے حصول کے لئے دٹتا رہتا ہے اور اس کے ارادے میں ذرا جنبش نہیں آتی۔

مجاہدہ اور سلوک کی منازل کو طے کرنے میں آپ کا طریقہ بے نظیر اور سخت دشوار تھا



اور اس وقت کے مشائخ میں سے کسی کی جرات نہیں تھی کہ ریاضت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برابری کر سکے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں عراق کے بیابانوں اور ویرانوں میں پچیس سال تک تنہا اس حالت میں پھرتا رہا کہ نہ کوئی مجھے جانتا تھا اور نہ میں لوگوں کو جانتا تھا۔ میرے پاس رجال الغیب اور جنات آتے اور میں انہیں وصول الی اللہ کا راستہ بتاتا جب پہلے پہل میں عراق میں داخل ہوا تو خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی اس سے پہلے میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا تھا آپ نے تین سال تک ایک جگہ ٹھہرے رہنے کا مجھ سے عہد لیا۔ اس عرصہ میں دنیا اور اس کی لذات مختلف شکلیں اختیار کر کے میرے پاس آتی رہیں، سر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف متوجہ ہونے سے مجھے محفوظ رکھا۔ شیطان بھی بانک شکلوں میں میرے پاس آتے اور مجھ سے لڑتے، مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ عطا فرماتا۔ ابتدا میں مجاہدہ کے جس طریق سے میں اپنے نفس پر مواخذہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس میں میری مدد کرتا تھا اور میں مضبوطی سے اس کو پکڑتا اور نباہتا تھا۔ میں ایک مدت مدائن کے ویرانے میں بھی رہا اور یوں نفس کشی کرتا کہ ایک سال گری پڑی چیزیں کھاتا اور پانی نہ پیتا۔ ایک سال پانی پیتا اور گری پڑی چیزیں نہ کھاتا اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا۔ آپ فرماتے ہیں میں کئی سال کرخ کے ویرانے میں رہا اور وہاں سولے روہی کے کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے شروع میں ایک شخص صوف کا جبہ میرے پاس لاتا جسے میں پہن لیتا میں نے ہزاروں حالتیں بدلیں تاکہ لوگوں کی دنیا سے آرام پاؤں۔ میں گونگا احمق اور پاگل مشہور تھا اور ننگے پاؤں کانٹوں میں چلا کرتا تھا جو کام بہت خوفناک ہوتا اس کو اختیار کرتا۔ میرا نفس اپنی خواہش میں کبھی مجھ پر غالب نہ آیا اور دنیا کی زینت سے کوئی شے کبھی مجھے پسند نہ آئی۔ یہ روایت بہجۃ الاسرار سے لی گئی ہے اور اسی کتاب میں شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود کی روایت ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر میراں محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ سیاحت کے آغاز میں مجھ پر عجیب حالات وارد ہوتے ہیں ان کا مقابلہ کرتا اور بفضلہ ان پر غالب آجاتا کبھی میں اپنے دہرد سے غائب ہو جاتا اور مدہوشی میں چلا پھرا کرتا اور جب وہ حالت مجھ سے دور ہو جاتی تو میں اپنے آپ کو جہاں

ہوتا تھا اس مکان سے کہیں دُور پاتا۔ چنانچہ ایک دفعہ بغداد شریف کے ویرانے میں مجھے پر حال وارد ہوا۔ میں اسی حالت میں ایک گھنٹہ چلا پھر وہ حالت مجھ سے دُور ہو گئی اور میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر شستر کے شہروں میں تھا۔ میں وہاں اپنی حالت پر فکر کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک عورت نے میرے پاس آکر کہا کیا تو اس امر سے تعجب کرتا ہے اور تو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ بہجۃ الاسرار ہی کی روایت کے مطابق آپ کے فرزند جلیل القدر شیخ ضیاء الدین ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک سیاحت میں میں جنگل کی طرف نکلا، مجھے کئی روز پانی نہ ملا اور مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور اس میں سے پانی برسنے لگا جب میں نے چاہا کہ پانی جمع کر کے وضو کروں اور پیاس بجھاؤں تو میں نے ایک ٹور دیکھا جس سے کنارہ آسمان روشن ہو گیا اور ایک صورت نمودار ہوئی جس نے مجھے پکار کر کہا ”اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں تجھ سے عبادت کا بوجھ اٹھایا گیا ہے اور حرام چیزیں تیرے لئے حلال کر دی گئی ہیں تو پانی پی کر پیاس بجھالے اور وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔“ یہ سن کر میں نے لا حول پڑی اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر کہا اے لعین! دُور ہو جا۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ روشنی دُور ہو گئی اور تاریکی چھا گئی اور وہ صورت دُھواں بن گئی۔ پھر اس نے مجھے یوں خطاب کیا۔ ”اے عبدالقادر! تو مجھ سے بحکم الہی اپنے علم کی بدولت اور اپنے منازلات کے احوال کی کیفیت کے سبب بچ گیا میں نے اس طرح کے واقعہ سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا ہے۔“ اس پر میں نے کہا یہ میرے رب کا فضل و احسان ہے اور میں اس کی رحمت کے سبب تیرے شر سے محفوظ رہا ہوں۔ شیخ ابونصر فرماتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس طرح جان لیا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا جب اس نے یہ کہا کہ ”میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دی ہیں۔“ تو مجھے معلوم ہو گیا کہ مقرر یہ شیطان ہے۔

## خرقہ خلافت (بیعت)

بہجتہ الاسرار کی مستند روایت کے مطابق شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادی المعروف ابن الیقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غوثِ صمدانی شہباز لامکانی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۵۵۸ ہجری میں گرسی پر بیٹھے فرماتے سنا کہ میں پچیس سال تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں اکیلا پھر تارہ چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا۔ پندرہ سال نمازِ عشاء پڑھ کر قرآنِ کریم پڑھنا شروع کر دیتا اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اور میخ دیوار ہاتھ سے پکڑ کر صبح تک ختم کر دیتا۔ ایک رات میں سیڑھی پر چڑھ رہا تھا میرے نفس نے کہا کاش تو ایک گھڑی سو جائے اور یوں تھوڑا سا آرام کر کے پھر اٹھ کھڑا ہو جو نہی یہ خطرہ میرے دل میں آیا میں ٹھہر گیا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور قرآنِ پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ تین دن سے چالیس دن تک مجھے کھانے کے لئے کچھ نہ ملا۔ نیند متشکل ہو کر میرے پاس آتی ہیں اس پر چلانا اور وہ چلی جاتی۔ دنیاوی خواہشات اور لذائذ کئی شکلوں میں میرے پاس آتے ہیں ان کو دھتکا رتا اور وہ دور ہو جاتے۔ میں نے ایک بُرج میں جس کا نام میرے طویل قیام کی وجہ سے بُرجِ عجیبی پڑ گیا۔ گیارہ سال گزارے اس بُرج میں ایک روز میں نے اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے عہد کیا کہ جب تک مجھے نہ کھلائیں گے ہرگز نہیں کھاؤں گا اور جب تک نہ پلائیں گے ہرگز نہیں پیوں گا۔ پس چالیس دن بغیر کچھ کھائے پئے گزر گئے اس کے بعد ایک شخص کھانے کو میرے پاس آیا اور رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے نفس نے مجبور کیا کہ کھانا شروع کر دوں لیکن میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے جو عہد اپنے پروردگار سے کر رکھا ہے اس کو ہرگز نہ توڑوں گا۔ پس میرے نفس نے اندر سے چلا کر کہا ہاتے بھوک مگر میں نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ اس حالت میں شیخ ابو سعید محرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ پر گزرے۔ انہوں نے جب چلانے کی آواز سنی میرے پاس آ کر پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے کہا یہ صرف نفس کا اضطراب ہے۔ رُوح بفضلہ

مطمن ہے شیخ محرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ میرے چچے باب ازیخ میں میرے پاس آؤ یہ کہہ کر آپ چلے گئے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ گئے۔ میں نے دل میں کہا جب تک نہ لے جائیں گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا اتنے میں ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام آگئے اور مجھ سے کہا اٹھو اور شیخ ابوسعید کے پاس چلو پس میں ان کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کیا میرا کہنا کافی نہیں تھا کہ خضر علیہ السلام کو تکلیف کرنی پڑی اور ان کے کہنے سے تم آئے ہو یہ کہہ کر آپ مجھے اپنے گھر کے اندر لے گئے وہاں کھانا تیار تھا آپ مجھے خود کھلانے لگے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا پھر آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور اپنے ہاتھ سے مجھے خرقہ پہنایا اور میں آپ کی خدمت میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔ یہاں سے آپ کی حیات مبارکہ کا نیا باب کھلتا ہے اور علمی اور روحانی مدارج پر آپ کے معراج کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے گزرنے والی آپ کی زندگی پاک کو تین مراحل پر تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مرحلہ اول: اوائل عمری یعنی پیدائش مبارک سے اٹھارہ سال تک جیلان کی زندگی جو والدہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی زیر تربیت اور ان کی خدمت پاک میں گزری اور وہ زندگی دراصل آپ کی اخلاقی روحانی صداقت کرامت اور بے نظیر اقدار اسلامی و انسانی کا ایک کامل نمونہ تھی اور آپ کی دلائل اور غوثیت کبریٰ کی منزل کھلنے سنگ میل ثابت ہوئی۔

(۲) مرحلہ دوم: بغداد شریف میں آمد حصول تعلیم کے لئے دشواریوں اور مشکلات سے دوچار ہونا اور انتہائی ناموافق حالات میں بے مثال استقلال اور اپنے پیٹن اور نفس کی کسی خواہش سے مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربارِ صمدی کے سوا کسی اور طرف دست سوال دراز نہ کرنے میں ثابت قدمی، حدیہ کہ بھوک اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ سامنے بیٹھا ہوا آدمی کھانے کا لقمہ اپنے منہ کی طرف لے جاتا ہے تو بغیر شعوری طور پر آپ کا منہ کھل جاتا ہے مگر اس ہمت اور جو انہر دی کہ کن الفاظ میں بیان کیا جائے کہ دست

طلب پھر بھی نہیں پھیلاتے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی دُنیا بندگانِ خدا سے خالی نہیں اور فوق کل ذی علم علیہ کے ماتحت ایک سے ایک بڑھ کر صاحب علم و عرفان دُنیا میں موجود ہو سکتا ہے۔ لیکن اولادِ آدم صلی اللہ علیہ السلام میں بعد از انبیاء والمرسلین سید ولد آدم رحمت مکرّم رسول الثقلین سید الکونین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرزندِ ارجمند شہنشاہِ بغداد غوثِ الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال کہیں نظر آئے تو بائیدو شاید اور اسی مضمون کو اپنے الفاظ میں شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

نے بیان فرمایا ہے۔

ہزاروں سال زگس اپنی بے نوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ ور پیدا

حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصولِ تعلیم میں حائل مشکلات اور تکالیف

کا مقابلہ کرنے اور ان پر بفضلہِ حاوی آجانے میں امتِ مسلمہ اور خاص کر موجودہ مسلمانوں اور بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ پاکستان میں جو بعض نام نہاد اسلامی تعلیمی مراکز اور مدارس کام کر رہے ہیں جس میں قوم کے ایسے سپوتوں اور نوجوانوں کو جنہیں دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے سکول یا کالج میں کسی بڑی سے بڑی سفارش پر بھی داخلہ نہیں مل سکتا یا جو ماؤں کے لاڈلے بیٹے والدین اور اساتذہ کی نگاہ میں سکول کی سطح پر حصولِ تعلیم کے قابل نہیں ہوتے کو قرآنِ پاک کی تعلیم رموز و معانی اور حفظ و ناظرہ یاد کرانے کے لئے ایسے اساتذہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو دراصل خود مغزِ قرآنی سے بے بہرہ تلامذات کے چندے لگائے ہوئے اپنے تلامذہ کو گانے بھیک مانگنے اور ٹکر گدائی کے فن میں مہارتِ تامہ عطا کر کے سندِ فضیلت عطا فرمادیتے ہیں اور ان میں سے بعض مفتیانِ دین متین اور مقررینِ شعلہ بیان اور بعض انساذانِ لطیف اللسان بن کر قوم کے سامنے آتے ہیں۔ لیکن جب ان کا محاسبہ کیا جائے تو وہ صرف ہاتھ پھیلانے اور ٹکر گدائی کے مختلف طریقوں میں ماہر اور انسانیت اور اسلام سے بالکل نابلد اور قاصر نظر آتے ہیں



ان کی خواہشاتِ نفس اور شکم زندہ ہوتے ہیں اور رُوح اور دل مُردہ خانے کی نظر ہو چکے ہوتے ہیں، بلکہ ان کے اساذانِ فن نے ان کی رُوح کو مجروح اور دل کو زخمی کر کے بے حس کر دیا ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ شاعرِ مشرق کی تلمیذ سے ہی راہ پاتے، وہ فرماتے ہیں سہ

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت

فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

حضرت علامہ مرحوم کی یہ حکمت حضور شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ طیبہ پر مکمل دلالت کرتی ہے۔ عالی جناب نے خواہشاتِ نفسانی اور اشتہائے شکم کو شکستِ فاش دی اور دل کو اپنے مقام پر اور رُوح کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سکون میں رکھا اور شہنشاہی حاصل کی۔

(۳) مرحلہ سوم: سیاحت و مجاہدات: حصولِ تعلیم فقہ اصول و سندِ علم قرآن اور حدیث اور معقول و منقول میں مہارتِ تامہ حاصل کرنے کے بعد آپ نے مجاہدات سے نفس کشی اور رُوح پروری کو دل کی زندگی کا سامان بنایا اور ہمارے قارئینِ کرام پڑھ چکے ہوں گے کہ آپ نے کس قدر دشوار طریقے اختیار کئے اور کس طرح ان میں ثابت قدم رہے۔ ایک قدم پر کھڑے ہو کر سارا قرآن پاک ختم کرنا یا چالیس سال تک متواتر عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرنا یعنی متواتر چالیس سال کسی رات میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سونا امام العالم حضرت امام اعظم سراج اللامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگیِ مطہرہ میں تو متصور ہو سکتا ہے لیکن آج کل کے صوفیوں، پیروں اور پیچھے ہوئے قلندروں کی زندگی میں تو حاشا و کلا ان میں سے تو (نظرِ بددور) اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو شاید قرآن پاک کی اصلیت اور حقیقت سے بھی نا آشنا ہیں اور رہی نماز تو اس کو لوگوں نے معاذ اللہ حرفِ غلط سمجھ رکھا ہے اور وضو اور عشا کے وضو سے فجر کی نماز تو ان کے ہاں جب نماز شاید نہیں تو وضو کیا اور پھر ان میں سے ایسے بھی سُننے میں آئے ہیں جن کے معتقدینِ کرام اور مُربدین ذوالاحتشام فخریہ بیان کرتے ہوئے بڑی دُور کی لیتے ہیں کہ ہمارے پیر صاحب نے بارہ سال تک پانی کو ہاتھ نہ لگانے کی قسم کھا رکھی ہے اور اسے اس کی بڑی کرامت بتاتے ہیں کہ متواتر بارہ سال سے ہر قسم کی نجاست اور غلاظت

کراپنے جسم ناپاک کے ساتھ تہ درتہ جھانے جا رہا ہے واہ رے بد بختو! پیر ہے یا غلامت کا ڈھیر۔ مزار توجب تھا کہ بچہ جی بارہ سال نہیں بارہ ماہ بھی نہیں، بارہ دن بھی جلنے دو بارہ گھنٹے ہی پانی نہ پیتے۔ روزہ تو ان کی طریقت میں شاید موجود ہی نہیں اور لڈا نڈ دنیا تو ان کی زندگی کا محسنل ہیں۔ باقی مریدین اور اپنے نفس کو دھوکے دینے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بعض نے منوں لوٹا پہن رکھا ہوتا ہے اور یہ ان کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔ بعض عورتوں جیسا لباس پہن کر گھنگر دبانڈھ لیتے ہیں اور ڈھول تاشے کی تھاپ پر ٹاپ اور تاج کر کرامت کا اظہار کرتے ہیں۔ بعض حقہ، سگریٹ، مدھک، انیم، بھنگ اور چرس وغیرہ منہیات اور مسکرات کو درویشی کا کمال بتاتے ہیں اور گانجے انیم اور بھنگ میں دھت واہی تباہی کہتے ہوئے بزرگان کرام کے مزارات عالیہ کے سامنے بھنگڑے اور دھما چوکڑی سے زارین کے سکون کو تباہ کرنے کو بہت ہی بڑی کرامت شمار کرتے ہیں اور نماز اور نمازیوں پر آوازے کسے کو درویشی کی معراج بتاتے ہیں اور ان میں بعض باوجود ان تمام خلاف شرع شریف حرکات کے اپنے آپ کو مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ملنگ کہتے ہیں اور بعض غلام غوث و معین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں بھلا ان پاک ہستیوں کے ساتھ ان ہر بلا نوش دنیا پرست لوگوں کو کیا نسبت یہاں ایک جملہ معترضہ آگیا کہ بعض علمائے کرام کو دیکھا گیا ہے اور بعض کے متعلق پایہ ثبوت کو بات پہنچتی ہے کہ وہ حقہ اور سگریٹ کے رسیا ہوتے ہیں اور جب مسکر ہونے میں حقہ سگریٹ رہی حیثیت رکھتا ہے جو پوست اور انیم وغیرہ تو اگر فقیران چیزوں کو استعمال کر لیں تو وہ کیوں مطعون ہوں جب کہ شیخ الاسلام مجدد اکبر حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق چلم پیئے اور پوست انیم وغیرہ کی چسکی لینے میں کوئی فرق نہیں اور دونوں ایک جیسی برباد کرنے والی چیزیں ہیں۔

ناسی چلمی پوستی انیمی شرابی

اکھے نوشہ قادری اینہاں سدا خرابی

نوشہ عالی جاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد عالی کے مطابق تو حقہ سگریٹ گانجے

افیم اور دیگر مسکرات کے رسیا ایک ہی نگاہ سے دیکھے جانے چاہئیں۔ لیکن مسکرات کے رسیا مولوی صاحبان جب سگریٹ کا دھواں اڑاتے اور حقہ کے دھوئیں کے کش کھینچ کر پیٹ کو آگ سے بھرتے ہوئے رسیٹج پر آتے ہیں تو فخر اسلام زندہ باد اور محی السنّت زندہ باد اور علامہ الدھر زندہ باد کے نعرے لگاتے جاتے ہیں اور جب یہ مولوی صاحب اپنی قوالی کے انداز سے مملو تقریر پیش کرتے ہیں تو انہیں روپے پیسے سے لاد دیا جاتا ہے اور ان کا ٹیک علمائے کرام کے اساتذہ کرام جو عرف میں قوال صاحبان کہلاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ قوال کی ایک بات مولوی کی ہزار بات سے بہتر ہوتی ہے "سو سنیار دی اک ٹھٹھیار دی" اور یہ حضرات تو ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کی اکثریت حقہ، سگریٹ، بوٹی، افیم غرض تمام مسکرات کو بھی استعمال کرتے ہیں اور "ہزار بار بشتو نم دہن بمشک و گلاب" بھی الاپے جاتے ہیں وہی نماز تو قوال حضرات کی اکثریت اس سے محفوظ ہے۔ رہے علمائے کرام جب وہ اپنی وعظ اور گانے سے محفل کو گرماتے ہیں تو پھر اکثر ان سے (مولوی ہونے کی وجہ سے) ہاتھ کھڑے کراتے ہیں کہ نماز باجماعت کی پابندی کا وعدہ کرنا اور نعرہ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر اقرار کرنا اور کچھ سادہ لوح لوگ دونوں ہاتھ اٹھا کر وعدہ کرتے ہیں اور کچھ بزرگانِ باریاں دیدہ نعرہ تکبیر اللہ اکبر تک ہی کافی سمجھتے ہیں اور جب صبح کو لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں تو مولوی صاحب نثار دہوتے ہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ مولوی صاحب تقریب کے بعد لمبی تان کر سو گئے تھے اور ان کا یہ حکم تھا کہ انہیں کوئی جگانے کی کوشش نہ کرے وہ خود ہی جاگ جائیں گے اس کے بعد وہ آپ ہی آپ بھلے آدمیوں کی طرح ناشتے کے وقت جاگ جاتے ہیں اور لذیذ ناشتہ چکھنے کے بعد زادراہ لے کر گھر کو سدھار جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر اگلی رات کے شکار کے لئے پھندا درست کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک بات ضرور قابل ذکر ہے کہ اگرچہ میرے محترم دوست اور کرم فرما حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ ابن حکیم فقیر محمد حشّتی امرتسری جو

۱۔ ممتاز الاطباء الحاج مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب ۲۸ صفر ۱۳۲۶ ہجری بمطابق ۲۷ اگست

بفضلہ جماعت اہل اللہ میں مقام تقرب الی اللہ رکھتے ہیں اور فی زمانہ اہل دل حضرات کا مرجع ہیں اس چیز پر بڑے افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اب ان حالات میں پہنچ گئے

۱۹۲۷ء کو چوک فرید امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیمات گھر پر ہی اپنے والد ماجد سے حاصل کیں اور قرآن پاک کی تعلیمات قاری کریم بخش اور حافظ خدابخش سے حاصل کیں اور فارسی ادب مدرسہ نعمانیہ کے مفتی عبدالرحمن سے مطالعہ کیا۔ حضرت مولانا محمد عالم آسی متوفی ۱۳۶۳ ہجری سے بھی بعض علوم پڑھے ان علوم سے فراغت کے بعد علم طب کی تمام وکمال کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں اور طب میں امتیازی حیثیت حاصل کی۔ قیام پاکستان پر لاہور تشریف لے آئے اور ہر دو باب بیٹے نے لٹری دروازہ کے باہر مطب شروع کیا۔ لیکن ۱۹۴۹ء میں حکیم صاحب نے اپنا مطب میں بازار رام کلی نمبر ۲ میں منتقل کر لیا۔ والد محترم کی وفات حسرت آیات ۱۳۷۱ھ / اپریل ۱۹۵۲ء پر مطب کی تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں لیکن آپ کا مطب بہت جلد ہی جسمانی امراض کے ساتھ ساتھ روحانی امراض کے علاج کا بھی ایک قابل ذکر مرکز بن گیا اور مبتلایان امراض جسمانی و روحانی کا وہ اثر دھام ہونے لگا کہ آپ کو جلد ہی ۵۵ ریٹے روڈ پر ایک وسیع مطب کا بندوبست کرنا پڑا جہاں مرضیاب جسمانی کے علاوہ اہل دل اور اہل دانش و فرہنگ حضرات کا جگمگاٹا رہتا ہے۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ میں حضرت میاں علی محمد صاحب بسی شریف والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ دامن عقیدت منسلک کیا۔ لیکن آپ بہت وسیع المشرب ہیں اور ہر قسم کے صحیح طبقے کی علمی معادنت کرتے ہیں۔ کشف المحجوب اور اس کے مصنف حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف داتا گنج بخش پر وسیع معلومات رکھتے ہیں اور حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصدیق شریف کے ترجمہ از ابو البرکات مولانا عبدالماک کھوڑوی کا آپ نے بہت قیمتی اور مدلل مقدمہ لکھا ہے اور یہ قادری نسبت سے محبت کی وجہ ہے کہ آپ نے لاہور میں ۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلس رضا کی طرح ڈلی اور اس کے سرپرست اعلیٰ مقرر ہوئے اور اسے شہرت عام اور بقائے دوام بخشنے کے لئے حکیم صاحب نے شب و روز کام کیا یہاں تک کہ اپنی صحت کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ حضرت جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری کی تعلیمات کو اجاگر کرنے اور عوام و خواص تک پہنچانے میں حکیم صاحب کی کاوشیں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریات کو اجاگر کرنے کے لئے حکیم صاحب کو مقرر فرما دیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کو اس وقت ۱۹۸۲ء کے ادا ختمک ساٹھ سے زائد ایسی ساڑھے تین لاکھ کتب

ہیں کہ ہمیں اب کسی طرف سے روشنی کی کرن اور امید کی جھلک نظر نہیں آتی۔ البتہ وہ میرے اس خیال سے ضرور متفق ہیں کہ ہمارے ماضی قریب میں ہمارے اس لاہور شہر میں الحاج حضرت ابوالحسنات قادری اور الحاج حضرت سید احمد المعروف ابوالبرکات قادری دو ایسے

شائع کردہ مفت تقسیم کردہ ہیں جن کا تعلق براہ راست فاضل بریلوی یا ان کی تعلیمات سے ہے۔

حکیم صاحب نے ۱۹۷۲ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور روضہ سید پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

پر حاضری بھری۔ مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد پاک کے سایہ میں رہتے تھے، حکیم صاحب

پر بہت مہربان تھے۔ آپ نے حکیم صاحب کو دلائل الخیرات شریف اور قصیدہ بردہ شریف کی اجازت مرحمت فرمائی

اور سب سے بڑی بات یہ کہ حکیم صاحب کو حکیم اہل سنت کا اعزاز عطا فرمایا ہے نصیب ابظاہر تو یہ لقب حضرت

مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان حق ترجمان سے ملا۔ لیکن میں کہتا ہوں یہ اعزاز دیا حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم سے ملا، دامن گنبد پر نور سے ملا۔ بلکہ منظوری و اجازت سید لایم النور سے ملا۔ واہ سے خوش قسمت

نظر بد دور نصیب ماشاء اللہ عزت افزائی حکیم محمد موسیٰ حکیم اہل سنت زندہ باد!

حکیم صاحب کا مطب پچھلے وقتوں کی یاد کو تازہ کرتا ہے جس طرح حضرت شیخ فرید الدین عطار اور حضرت

حماد عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے مطب پر تشنگان علوم ظاہر و باطن کا جگمگا رہتا تھا۔ ٹھیک اسی طرح حکیم صاحب

کے مطب پر بھی طالبان علم اور صاحبان معرفت و عرفان کا اجتماع رونما ہی ہوتا رہتا ہے وہ لوگ اپنی اپنی بساط کے

مطابق فیض یاب ہوتے رہتے ہیں آئندہ زندہ کے خورد و نوش کا بھی بند بست ہوتا رہتا ہے، کچھ طب کا بھی مشغلہ چلتا

ہے جس سے کچھ ذریعہ معاش کا پہلو بھی نکلتا ہے مگر حکیم صاحب کے وسیع اخراجات کے مقابل یہ آمدنی بہت قلیل ہے لیکن

رب العزت کے فضل سے وقت بہت اچھا بسر ہو رہا ہے۔ حکیم صاحب بہت متوکل آدمی ہیں رب کریم ان کی صحت

اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور اہل سنت کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ بفضلہ و یمینہ۔

رہے یہاں یہ بات بیان کر دینا بہت ضروری ہے کہ راقم دنار نوشاہی، کو بھی دلائل الخیرات شریف کی اجازت حضرت

مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہے فالحمد للہ۔

الحاج سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳-۹۴ء ریاست الور



مینار نور موجود تھے جنہوں نے اپنے علم و معرفت کی ضیاء پاشیوں سے اقصائے عالم کو منور کر رکھا تھا اور ان کے چھوڑے ہوئے اُن مٹ نفاش امانیاں پاکستان بالخصوص اہل لاہور

بھارت میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد سید دیدار علی شاہ لوری معروف خطیب اور عالم دین تھے عالی جناب سید ابوالحسنات قادری نے اورسے مقامی مکتب میں حافظ عبدالحکیم اور حافظ عبد الغفور سے قرآن پاک حفظ کیا اور قاری تہ درخش اہری سے قرأت اور تجوید کی مشق کی اردو فارسی کی تعلیم مرزا احمد بیگ سے حاصل کی درس نظامی کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور پھر مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی شاگردی اختیار کر لی اور علم طب نواب حامی الدین احمد خان مراد آبادی سے حاصل کیا اس کے بعد آپ نے حصول علم کے لئے بڑے بڑے مہے سفر کئے۔ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ اور کے دینی رہنما کی صورت میں پہچانے جانے لگے ان دنوں اور کی ایک مسجد کو ہندوؤں نے شہید کر دیا تھا۔ آپ کی ذات میں قیادت کے ساتھ ساتھ مجاہدانہ صلاحیتیں بھی موجود تھیں چنانچہ آپ نے اس مسجد کی از سر نو تعمیر کا عزم کیا اور مسلمانوں اور کوزبان دی۔ خود گرفتار بھی ہوئے آپ کی مساعی سے ریاستی خرچ پر مسجد از سر نو تعمیر ہو گئی۔ ۱۹۲۰ء میں آپ اور سے آگرہ آگئے اور وہاں مطب شروع کر دیا۔ درس اثنار آپ کے والد ماجد لاہور آگئے تھے اور مسجد وزیر خاں میں خطبہ دیتے تھے انہوں نے کچھ مخصوص حالات کے پیش نظر ۱۹۲۶ء میں مسجد وزیر خاں کی خطابت سے استعفیٰ دے دیا تو مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس منصب پر فائز کر دیا گیا۔ آپ نے اس مسجد کی خطابت کے ساتھ ساتھ چنگڑ محلہ کی ایک ویران مسجد کو آباد کیا اور اپنے والد مکرم اور برادر اصغر حضرت مولانا ابوالبرکات قادری کے تعاون سے دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی۔ پاکستان میں بریلوی نقطہ نظر کے علمائے مارچ ۱۹۴۸ء کو ملتان میں ایک کانفرنس بلائی اور جمعیت العلماء پاکستان کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کی جس کا آپ کو صدر منتخب کیا گیا اور آپ وصال مبارک تک اس عہدے پر متواتر ۱۳ سال فائز رہے۔ آپ نے تحریک پاکستان اور جہاد کشمیر میں بھرپور حصہ لیا چندہ جمع کیا مجاہدین بھیجے اور بنفس نفیس میدان جہاد میں اتر گئے اور اگلے مورچوں پر جا کر مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا اور تمام مکاتیب فکر کے ذی شعور علمائے کرام نے آپ کی رہنمائی میں کام کرنے پر اتفاق کیا اور آپ کو مجلس عمل کا صدر منتخب کر لیا۔ اس ضمن میں آپ کو ایک سال تک مجبوس بھی رہنا پڑا ان دنوں جیل میں آپ بیمار ہو گئے اور ریلوے کے ایک سال بعد ۲۰ جنوری ۱۹۸۱ء بمطابق

کے لئے مشعلِ راہ بن کر رہنمائی کرتے رہیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ جیسے میں اس سے پہلے وضاحت کر چکا ہوں کہ زمین اللہ تعالیٰ کے بندوں سے خالی نہیں ہوتی اور فی الحقیقت اس

دو شعبان ساڑھے بارہ بجے دن خالی حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ نے اپنے چچے باقی اولاد کے علاوہ ایک صد افتخار نورانی خلیف الرشید الحاج سید امین الحسنات خلیل احمد قادری اپنا قائم مقام چھوڑا ہے جو بفضلہ آسمانِ قادریہ پر بدرِ منیر بن کر نور بکھیر رہا ہے۔

سید ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد اور حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے قادری فیض حاصل کیا اور حضرت سید علی حسین شاہ کچھو چھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اجازت حاصل کی۔ آپ کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ آپ کا وعظ بہت فاضلانہ پُر لطف بر محل اود انتہائی پُر تاثیر ہوتا تھا۔ صاحبانِ دل بہت لمبے سفر کیے آپ کا کلام بلاغت نظامِ سنسنے آتے۔ آپ اُردو فارسی کے بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ اپنی رحلتِ پاک سے تھوڑی دیر پہلے آپ نے یہ شعر پڑھا ہے

کائناتِ عشق بس اتنی مریضِ غم کی تھی ایک بچکی میں طلسمِ آرزو باطل ہوا

رحلت کے بعد آپ کو ابدی آرام کے لئے حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احاطہ میں سپردِ خدا کر دیا گیا۔ سید ابو الحسنات صاحب کی تاریخِ پیدائش ۱۳۱۲ھ تذکرہ علمائے پنجاب کی گئی ہے جو یقیناً درست ہے۔ صاحبزادہ سید محمود احمد رضوی نے اپنے والد ماجد کے حالات میں ایک بہت ہی قیمتی اور پیارا پیرہ علامہ سید ابو الحسنات پر سپردِ قلم کیا ہے جس سے آپ کی عظمت کی نشان دہی ہوتی ہے۔

۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۶ء ریاست اور بھارت میں پیدا ہوئے۔ یہ حضرت سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت سید ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادرِ اصغر تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیمات اور اس کے بعد صرفِ نحو، اصول، منطق اور فلسفہ کی کتابیں اپنے جلیل القدر والد ماجد سے پڑھیں۔ پھر آپ نے صدر الفاضل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی کے جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے درسِ نظامی کی سند لی اور علمِ طب میں مہارت حاصل کی اس کے بعد ۱۹۱۵ء میں آپ بریلی شریف آگئے اور کچھ عرصہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیرِ تربیت رہے۔ حضرت فاضل بریلوی

انحطاط کے دور میں بھی کچھ ایسے خُدا یا دلوگ موجود ہیں جن سے ہم اپنی اُمید درست طور پر وابستہ کر سکتے ہیں اور وہ ہر پہلو سے معائنہ کرنے کے بعد ہمارے معیار سے اعلیٰ و ارفع ہی

نے ۱۹۱۶ء میں آپ کو تمام علوم عالیہ اسلامیہ قرآن و حدیث، فقہ اور سلاسل اولیاء اللہ کے اذکار و اعمال کی خصوصی سند اپنے دستِ خاص سے لکھ کر عطا فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرما کر آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ کے والد مکرم مستقل سکونت کے لئے لاہور آگئے تو آپ آگرہ کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور اپنے زورِ خطابت سے مسلمانوں کی رگوں میں تازہ خُون دوا دیا لیکن ۱۹۲۳ء میں آپ کو آپ کے والد بہ نے حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ عالی کے ساتھ ملحق مسجد کی خطابت کے لئے لاہور بلا لیا اور یہاں سے آپ کا پنجاب لاہور کی زندگی کے ساتھ تعلق شروع ہوا۔ ۱۹۲۳ء میں آپ نے مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے نام سے ایک انجمن کی تشکیل دی جس کے زیرِ اہتمام ۱۹۲۶ء میں آپ کے باورِ بزرگ اور والد مکرم کے تعاون سے دارالعلوم حزب الاحناف پورے نظم و ضبط کے ساتھ جاری ہو گیا جس نے اُس کے چل کر عالی جناب سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِ قیادت ایسے ایسے بطلِ جلیل اور رحلِ عظیم پیدا کئے جنہوں نے پنجاب والوں کے مشامِ جان کو عشقِ محبوبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مہکاروں سے لبریز کر دیا اور سید صاحب حینِ حیات اگر کسی نے کوئی بات بھی کسبِ شان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سوچی اور وہ آپ تک پہنچی تو اس نے تڑکی بترکی مُنہ کی کھائی اور سید صاحب نے وہ طمانچہ رسید کیا کہ بجز توبہ کے کوئی راہ نہ دکھائی دی یا پھر ہمیشہ کے لئے رو سیاہی اور عاقبت میں ابدالِ آبادی رُسوائی حضرت سید صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۹۳۱ء سے لوکو درکشاپ لاہور میں جُمعہ پڑھانا شروع کیا اور یہاں پر آپ نے باون سال تک مسلسل خطبہ دیا۔ زہے نصیب لوکو شاپ والوں کے! آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں مضافات سے بہت لوگ آتے ہیں اور گرد و نواح سے بھی لوگ باسانی پہنچ جلتے ہیں اور عوام کے اصلاحِ احوال کے لئے یہ جگہ بہت موزوں ہے۔ آپ نے ۱۹۳۰ء میں اپنے استاد سید نعیم الدین مراد آبادی کی معیت میں قریضہ حج ادا کیا۔ آپ دینی اہمیت کے مسائل اور تحریکات میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے۔ تحریکِ شدھی کے زمانہ میں آپ نے اشاعتِ اسلام کے لئے اور آریہ سماج کی تردید میں کام کیا سارے ایکٹ کے برخلاف پر زور آواز بلند کی اور تحریکِ آزادی میں رُد و قوی نظریہ کی تائید کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد علمائے اہل سنت و جماعت میں اتحاد و اتفاق کے لئے کوشاں رہے۔ دارالعلوم

نظر آتے ہیں۔ ان میں ہمارے اس شہر لاہور میں فخر سیادت علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب زید مجدہ کی ذات گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے اور عالی جناب سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قابل صد افتخار خلف الرشید جو شرافت اور دیانت کی منہ بولتی تصویر ہے جتنا سلیم الطبع اور بڑبار ہے۔ اس سے کہیں زیادہ معاملہ فہم اور نڈر بہادر ہے اور ملت اسلامیہ اور ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جس طرح اس مرد میدان نے خم ٹھونک کر جہاد میں قدم رکھا ہے۔ یہ ایک خاص نعمت خدا داد ہے جو اہل پاکستان خاص کر

حزب الاحناف کی مسند حدیث و تفسیر پر ممکن تھے کہ طویل علالت کے بعد ۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور گنج بخش روڈ پر دارالعلوم حزب الاحناف کے وسیع صحن میں فائز فرس بریں ہونے کے لئے سپرد خدا کر دیئے گئے آپ نے اپنی پسماندہ اولاد اور لواحقین میں باقی سب کے ساتھ مسلمانان پاکستان میں وہ رحل عظیم بھی یادگار چھوڑا ہے جس کے عزم و استقلال کے سامنے باطل کی چہرہ دستیاب اور معاندین کی بداندیشیاں کونوں کھدوں میں منہ چھپائے پھرتی ہیں اس فرزند اسلام کا نام سید محمود احمد رضوی ہے۔ شاید حضرت اقبال علیہ الرحمۃ نے انہی لوگوں کے متعلق کہا ہے

۵۔ اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی نہنگوں کے نشمین جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

۱۔ علامہ سید محمود احمد رضوی قادری مدظلہ ۱۹۲۲ء میں رضوی سادات کے عالی شان گھرانے میں حضرت استاذ العلماء الحاج حضرت مفتی ابوالبرکات سید احمد المتون ۱۹۷۸ء کے ماں آگرہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل کیں اس کے بعد لاہور آجئے کے بعد حزب الاحناف میں داخلہ لے لیا اور یہاں سے درس نظامی کی سند حاصل کی اور ۱۹۴۶ء میں دستارِ فضیلت سے سرفراز کئے گئے۔ بیعتِ طریقت آپ نے حضرت علی حسین محدث کچھوچھ شریف سے کی۔ لیکن فیض اپنے محترم والد مفتی اعظم حضرت علامہ ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم حزب الاحناف کے مہتمم تھے لیکن ضعیف العمری میں جناب سید صاحب عالی جاہ نے دارالعلوم کا سارا اہتمام اپنے فاضل فرزند کے سپرد کر دیا اور آپ کی وفات ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء سے آپ باقاعدہ مہتمم دارالعلوم ہیں۔ آپ ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۴ء متواتر پانچ سال رویت ہلال کمیٹی کے بلا مقابلہ صدر منتخب ہوتے رہے اور آپ کی صحنِ صدارت رویت ہلال کے اعلانات باقاعدہ شرعاً شریفین کے مکمل احکامات کے پیش نظر ہوتے رہے۔

عاشقانِ سلطانِ الانبیاءِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی مسلمانوں کو عطا ہوئی ہے اور اس کے لئے ہمیں دربارِ صمدی میں سجدہ شکر بجالانا چاہیے اور قبلہ رضوی صاحب کی صحت اور درازی عمر کے لئے دست بہ دعا رہنا چاہیے اور پھر ملتان میں مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب بھی ہیں جو اگرچہ عمر کی ایسی حد میں داخل ہو چکے ہیں جو آدمی کو شیخ فانی بنا دیتی ہے مگر آج بھی ان کی حق ترجمان قلم اور حق بیان زبان مسلمانوں کی خوابیدہ رُوحوں کو جھنجھوڑ رہی ہے اور قوم کو ان سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں اور آپ کا نام نامی ہی ہر تعارف بڑھ کر ہے۔

مارچ ۱۹۸۴ء کو مشہور بادشاہی مسجد میں قاری عبدالباسط مہدی کی قرآن کی تقریب میں ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا جو مسلمانوں کی غیرت اور عاشقانِ سیدالکونین رسول الثقلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی حیثیت کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ اس کے بعد کچھ لوگوں نے جو شکل و صورت میں مسلمان ہی نظر آتے تھے شانِ رسالت میں گستاخی خاص کر نعرہ ”یا رسول اللہ“ کی مخالفت پر مسلمانوں کو ابھارنا شروع کیا۔ پھر کیا تھا اس معاندانہ روش کا مسلمانوں نے سختی سے نوٹس لیا اور متحد ہو کر کسی پامرد جو اں مرد کو تلاش کرنے لگے کیونکہ کرسی اور سیاست کے پُجاری لیڈروں سے قوم کو کوئی اُمید نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل و علا کے فضل و کرم سے ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے خاندانِ رسالت کا جو ہر ناباب قوم کی رہنمائی کے لئے عزت و وقارِ محبوبِ کردگار کے لئے خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو علامہ سید محمود احمد رضوی کی قیادت میں ”یا رسول اللہ کانفرنس“ کی طرح ڈالی گئی اور آپ ہی کو صدر مجلس علمائے اہل سنت پاکستان مقرر کیا گیا۔ آپ کی قیادت میں ۲۱ مئی ۱۹۸۴ء کو بعد نمازِ عشاء بادشاہی مسجد لاہور میں ایک یادگار تاریخی ”یا رسول اللہ کانفرنس“ منعقد ہوئی جو باوجود انتہائی انتظامی دشواریوں اور مخالفتوں اور ”یا رسول اللہ“ کے معاندین کی ریشہ دوانیوں کے اتنی کامیاب تھی کہ لاہور کی تاریخ میں آسمان کے تاروں نے آدھی رات تک جاگ کر شاہی مسجد میں اتنے بڑے اجتماع کا شاید ہی کبھی نظارہ کیا ہو جس پر ”روزنامہ نوائے وقت“ کے ادارہ نویس انور قدوائی کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ ”لیکن علامہ محمود احمد رضوی نے جس بات پر علمِ جہاد بلند کیا تھا وہ اہم ترین اور سنگین مسئلہ تھا جس سے اختلاف بریلوی کیا کوئی مسلمان بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ۲۱ مئی کو علامہ محمود احمد رضوی نے تمام سرکاری رکادٹوں کو روند ڈالا اور نہ صرف جلوس نکالا بلکہ بادشاہی مسجد میں جلسہ کیا۔“ رضوی صاحب کی حق گوئی اور خود اعتمادی کا یہ علم ہے کہ مجھے ان کے فرزند نثار جہند سید مصطفیٰ اشرف نے بتایا کہ جس دن شاہی مسجد کے واقع کے ضمن میں رضوی صاحب



درج بالا چند سطور جو میں نے یہاں تحریر کر دی ہیں۔ بظاہر ان کا میرے موضوع سے کوئی تعلق دکھائی نہیں دیتا اور قاری شاید انہیں دخل در معقولات خیال کرے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان سطور کا میرے مضمون کے ساتھ گہرا رابطہ اور بہت ہی نزدیکی تعلق ہے ان الفاظ کے بیان کر دینے سے میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس اصلیت سے بہت دُور ہٹے ہوئے زمانے میں بھی سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورانیت تنویر بخش عالم ہے اور آج بھی قادری چراغ جگہ جگہ روشنی بکھیر رہے ہیں۔ بد عقیدگی اور بے راہ روی کے گھپ اندھیروں میں گھرے ہوئے مایوس اور مجبور انسانوں کے لئے شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روشن کئے ہوئے فانوس آج بھی چراغِ راہ بن کر امید بندھاتے ہیں اور منزل کا پتا دیتے ہیں۔

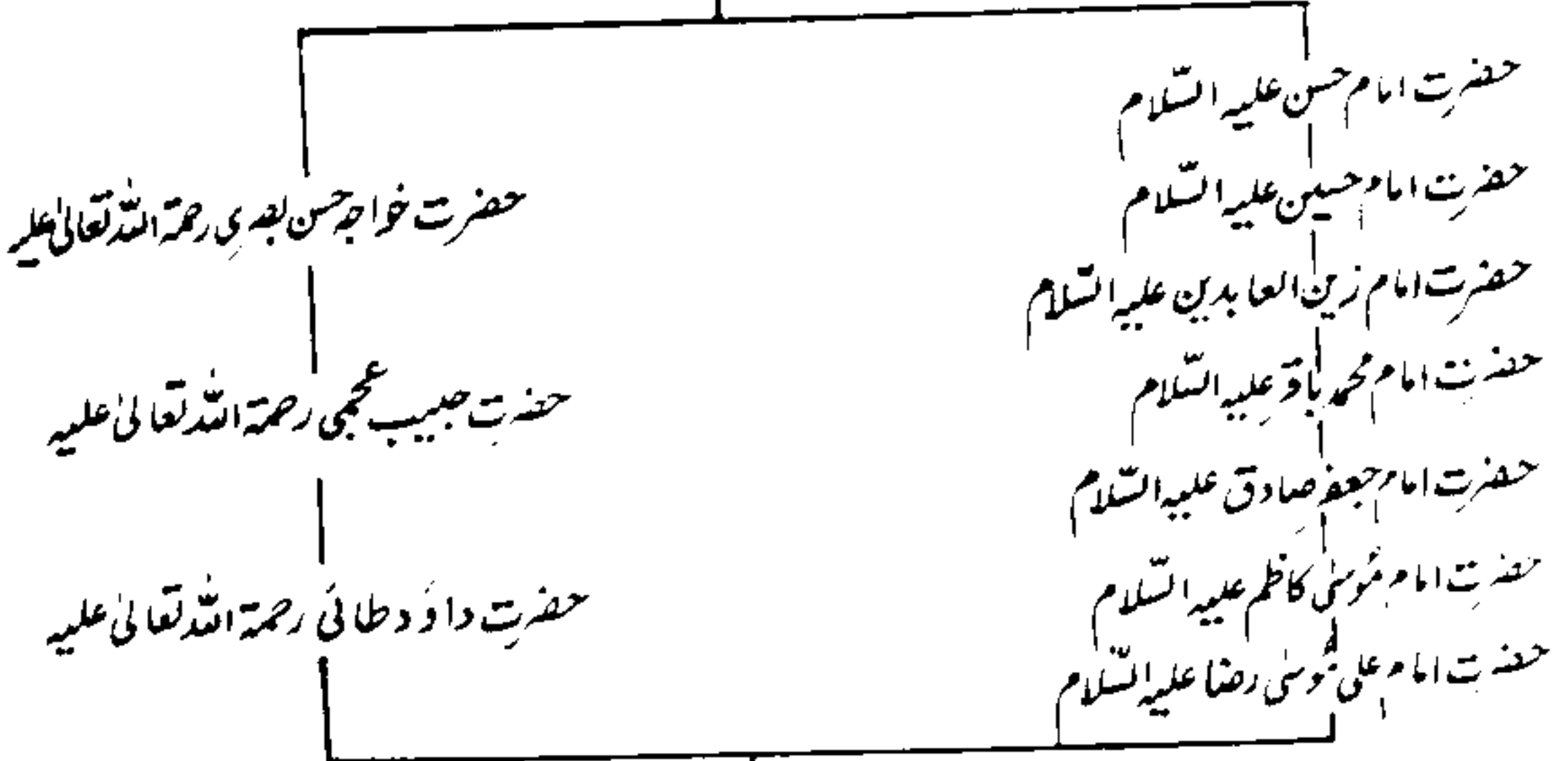
کی گواہی ہو رہی تھی تو آپ نے حج صاحب کو کہا تھا کہ آپ مجھے اور آزاد کو شاہی مسجد کے مینار سے نیچے دھکیل دیں اس طرح قدرت خود سچے اور جھوٹے کا فیصلہ کر دے گی۔ گویا انہوں نے اپنے حسبِ حال ہی کہا ہے۔ ہمیں تو عشقِ رسالتِ مآب سے ہے غرض ہماری جان بھی جائے تو کوئی بات نہیں۔

رَبِّ کریمِ رضوی صاحب کے استقلال اور استقامت میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں ان کی قیادت سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بِفَضْلِهِ وَبِعَمَلِهِ

# حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا شجرہ طریقت

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا مسلک طریقت جنیدیہ ہے اور اس سلسلہ عالیہ میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا پیر حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو طرفہ فیض حاصل تھا۔ ایک طرف تو وہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے گھر کے خادم تھے اور آپ سے فیض یافتہ تھے۔ دوسری طرف آپ کی بیعت طریقت حضرت شیخ داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی اور آپ کو ان سے خرقہ ملا تھا۔ چنانچہ یہ سلسلہ عالیہ اوپر سے نیچے اس طرح پر ہے:

حضرت جناب سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
حضرت علی المرتضیٰ خیر خداً مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم



حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت ستری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت ابو الفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت ابو الفرج طردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت ابو الحسن علی ہکارتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
حضرت شہنشاہ بغداد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## سنہری زمانہ

حضرت ابوسعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آجانے سے اور آپ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے سے حضرت شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی مبارکہ کا سنہری دور شروع ہوتا ہے قبل اس کے کہ میں اس دور کے واقعات کی تفصیل بیان کروں میں بہتہ الاسرار کی روایت سے ایک عجیب لیکن عبرتناک واقعہ سیکھنے کی ابتداء کرتا ہوں۔

حضرت ابوسعید عبداللہ محمد بن ہبہ اللہ تمیمی شافعی نے جامع دمشق میں ۵۸۰ھ میں بیان فرمایا کہ جوانی کے عالم میں میں اور ابن السقا مدرسہ نظامیہ بغداد میں زیر تعلیم تھے اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمارے ہم درس تھے اس زمانے میں بغداد میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس کو غوث کہتے تھے وہ جب چاہے ظاہر ہو جاتا تھا اور جب چاہے غائب ہو جاتا تھا۔ ایک روز ہم تینوں نے اس غوث کی زیارت کے لیے جانے کا ارادہ کیا جب ہم روانہ ہوئے تو ابن السقا نے کہا کہ میں اس غوث سے ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھنا اس سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑے گا میں نے کہا میں بھی اس سے ایک سوال پوچھوں گا دیکھیں بھلا کیا جواب دیتا ہے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ میں تو اس سے ہرگز کوئی سوال نہ کروں گا بلکہ صرف اس کی زیارت کی سعادت حاصل کروں گا اور اسی لیے میں وہاں جا رہا ہوں جب ہم اس غوث کے مکان پر پہنچے تو وہ وہاں موجود نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے بیٹھا ہوا ہے اس نے ابن السقا کی طرف غصہ بھری نگاہ سے دیکھا اور کہا ابن السقا تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے جس میں مجھے لاجواب کر دے وہ تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے مجھے نظر آ رہا ہے کہ تجھ میں کفر کی آگ شعلہ زن ہے پھر اس غوث نے میری طرف دیکھ کر فرمایا اے عبداللہ کیا تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے یہ دیکھنے کے لیے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے تیری بے ادبی کے سبب دنیا تجھ پر کانوں تک چھا جائیگی پھر اس نے سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا آپ کو اپنے پاس بلا کر ساتھ بٹھالیا اور آپ کی تکریم فرمائی اور کہا اے عبدالقادر تو نے اپنے ادب

کے سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر لیا ہے مجھے تو یوں نظر آ رہا ہے کہ بغداد میں ایک عظیم الشان اجتماع ہے اور تم اس میں کرسی پر بیٹھے وعظ کر رہے ہو اور اعلان کر رہے ہو کہ "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" اور میں گویا عداوتِ روئے زمین کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنے اپنے مقامِ پتیری عظمت اور وقار کے سامنے سر جھکا دیے ہیں یہ کہہ کر وہ غوثِ جم سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد پھر ہماری اس سے ملاقات نہیں ہوئی البتہ جو کچھ اس نے فرمایا اس کے مطابق ہی ہوا سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی جلد تقرب الی اللہ کے مقامِ اعلیٰ وارفع پر فائز ہوئے اور آپ نے ایک روز اثنائے وعظ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا اور اس وقت کے تمام ادویا اللہ نے آپ کی فضیلت کو مان لیا لیکن ابن سفا کا یہ حال ہوا کہ وہ حصولِ علوم شرعیہ میں مشغول ہوا اور اس میں ایسا ملکہ حاصل کیا کہ بہت جلد اہل زمان پر فائز ہو گیا اور مشہور ہو گیا کہ تمام علوم میں اپنے ساتھ مناظرہ کرنے والے کو مات کر دیتا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور ربیبہ تھا خلیفہ نے اس کو اپنا مقرب بنا لیا اور شاہِ روم کی طرف اس کو بھیجا۔ روم کے عیسائی بادشاہ نے جب اس کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ لگایا تو بڑے بڑے مشاقِ عیسائی پادریوں کو اس کے مقابلے کے لیے جمع کیا جب مناظرہ شروع ہوا تو اس نے مناظرہ میں سب کو خاموش کر دیا اور شاہِ روم کے نزدیک اس کو بہت عزت و توقیر ملی۔ بادشاہ نے اس کو اپنا مقرب بنا لیا پھر اس اثنائے ابن سفا نے بادشاہ کی لڑکی دیکھی اور اس پر فریفتہ ہو گیا اور بادشاہ سے اس کی لڑکی کا ہاتھ مانگا بادشاہ نے کہا اگر تم ہمارے عیسائی مذہب کو قبول کر لو تو میں اپنی لڑکی کا نکاح بہت خوشی سے تیرے ساتھ کر دوں گا چنانچہ ابن سفا نے عیدِ الیٰ مذہب اختیار کر لیا اور شاہِ روم کا داماد بن گیا اور پھر اسے اس غوث کا قول یاد آیا اور اس کے حضور اپنی گستاخی اور شوخی اٹھو کے سامنے آئی تب اس نے دل میں کہا کہ یہ ساری مصیبت اسی سبب سے ہے۔

لیکن میری (حضرت عبدالشہید کی) یہ حالت ہوئی کہ میں بغداد سے دمشق کی طرف آیا جہاں سلطان نور الدین زنگی ملک شہید نے مجھے بلایا اور محکمہ اوقاف میرے سپرد کیا میں اس کا حاکم ہو گیا اور دنیا ہر چہا سمت سے مجھ پر ٹوٹ پڑی سو ہم تینوں کے حق میں اس غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان بالکل درست نکلا۔

## اللہ والوں کی گستاخی

درج بالا واقعہ میں ابن السقا کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ گستاخی اور بد عقیدگی نے اسے کہاں سے کہاں پھینک دیا اسلام کے علوم شرعیہ کی معراج سے کفر اور نہر انیت کی تاریکی کے گڑھے میں ڈال دیا اور وہ جو جنت کی فضا میں مائل پرواز تھا اسے دوزخ کی تمازت میں جھونک دیا علامہ ابن حجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۲ پر اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

” وفي هذه الحكاية التي كادت ان تتواتر في المعنى لكثرة ناقلها وعد التهم فيها ابلغ زجر و آكد روع عن الافكار على اولياء الله تعالى خوفاً من ان يقع المنكوف فيها وقع فيه ابن السقا من تلك الفتنة المهلكة الابدية التي لا ابيع منها ولا اعظم منها نعوذ بالله من فلك دنسالة بوجهه الكرمي وحبيبه الرؤف الرؤف الرحيم ان يومننا من ذلک ومن كل فتنة ومحنة بسنة و صومه وفيها ايضا نتحدث على اعتقادهم والادب معهم وحسن الظن بهم ما امکن.“

یعنی اس حکایت میں جو ناقلین عادلین کی کثرت کے سبب معنی کی رو سے متواتر ہے اولیاء اللہ سے انکار پر جبری زبرد توڑی ہے کہ مبادا منکر اولیاء اللہ ابن سقا



کی طرح ابدی ہلاکت میں مبتلا نہ ہو جائے کہ جس سے بدتر اور بڑا کوئی اور فتنہ نہیں ہم  
اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کی ذات کریم اور اس کے محبوب پاک  
روف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعائے مانگتے ہیں کہ وہ اپنے احسان  
و کرم سے ہمیں اس سے اور ہر ایک فتنہ و بلا سے امن میں رکھے اور نیز اس حکایت  
میں اس امر کی بڑی ترغیب ہے کہ جہاں تک ہو سکے اولیاء اللہ تعالیٰ کی نسبت  
حسن اعتقاد اور حسن ظن رکھنا چاہیے اور ان کا ادب کرنا چاہیے۔

جیسا کہ میں نے اس باب کے شروع میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید  
مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آنے سے جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی زندگی کا ایک نیا اور سنہرا دور شروع ہوتا ہے تفصیل اس کی یوں ہے کہ حضرت شیخ  
مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغداد کے باب الازج میں ایک نہایت شاندار اور عمدہ  
مدرسہ تھا اور حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ جمیع علوم متداولہ بالخصوص  
علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علم لغت، علم ادب  
علم نحو، علم صرف، علم عروض، علم مناظرہ، علم تاریخ، علم انساب،  
علم فراست وغیرہ میں بڑی شہرت اور ناموری حاصل کر چکے تھے اور علمائے بغداد  
کیا علمائے زمانہ سے سبقت لے چکے تھے اور یہ علوم انہوں نے مجاہدہ اور بیاحت  
میں قدم رکھنے سے پہلے ذوالحجہ ۳۹۴ میں مکمل کر کے اسناد حاصل کر لی ہوئی تھیں  
اس واسطے عالی مرتبت پیر طریقت حضرت مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس  
عظیم المرتبت مستقل مزاج مرید باصفا کے سپرد وہ مدرسہ کر دیا اور اس کا انتظام و  
انصرام تمام تر آپ کے زیر نگرانی آگیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مدرسہ میں  
رونق افروز ہونے سے طالبان علم اور کتساب فیض کرنے والوں کا اردہام ہونے  
لگا اور مدرسہ کو وسیع کرنا پڑا جو آپ کے زیر اہتمام امیر لوگوں کے اموال اور فقراء  
کے عمل سے بہت جلد وسیع کر دیا گیا اور اس کے گردا گرد اور منازل اور مکانات  
بنائے گئے اس طرح وہ مدرسہ جو اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب

ہے ۵۲۸ھ میں مکمل ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسمیں تدریس اور فتویٰ کا کام شروع کر دیا جو آپ کی حین حیات ظاہری جاری رہا اور علماء فقہاء اور صلحا کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے فیض حاصل کیا دنیا نے اسلام کے دور دراز مقامات سے تشنہ علم آتے اور فائز الحرام ہو کر اپنے وطنوں کو لوٹ جاتے شریف ابو عبد اللہ محمد بن المنذر حسینی موصلی کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد مکرم کو کہتے سنا ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں کلام فرمایا کرتے تھے اور آپ کے مدرسہ میں تفسیر حدیث مذہبہ اصول نحو اور قرأت کا درس ہوا کرتا تھا ہر شخص اپنی بساط کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکتسابِ فیتس کرتا اور ہر کوئی آپ کے اوصیاء پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ کی نسبت رطب اللسان تھا۔ کسی نے ذوالبیانین۔ کسی نے صاحب براہین، کسی نے کریم البجیرین والظرفین۔ کسی نے امام الفرقین والظرفین اور کسی نے ذوالسراجین والمنہاجین آپ کو کہہ کر یاد کیا خلیفہ کثیر نے آپ سے علم و فضل حاصل کیا آپ کے تلامذہ کی تعداد حد شمار سے باہر ہے اور بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحا نے امت آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

## وعظ و تذکیر

آپ نے سب سے پہلے سوال ۵۲۱ کو سلسلہ مواظبہ منہ شروع کیا یہ پہچتہ الاسرار کی روایت کے مطابق ۵۵۳ھ میں آپ نے وعظ کی ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۶ سوال بروز شنبہ ۵۲۱ھ کو نماز ظہر سے پہلے مجھے اپنے جد امجد سید ولد آدم ابو القاسم جناب رحمت عالیان و عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ عالیجناب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے بیٹے! تو لوگوں میں وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتا؟ میں نے عرض کی میرے تباہ صد افتخار و نعمت میرے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایک عجمی آدمی ہوں بغداد میں بڑے بڑے نصیحتی عرب موجود ہیں میں ان کے سامنے

کیسے کلام کی جرأت کروں اس پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنا منہ کھول میں تے منہ کھولا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سات بار اپنے دہن نور سے زلال رحمت یعنی لعاب مبارک میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا اے میرے پلکے بیٹے لوگوں کو نصیحت کر اور حکمت و موعظہ حسنہ سے اپنے رب کریم کے سیدھے راستے کی طرف بلا پس میں نماز ظہر پڑھ کر وعظ کے لیے بیٹھ گیا خلقت کا مجھ پر هجوم ہو گیا بس میں گھبرا سا گیا تھوڑے نامل کے بعد میں نے سر اٹھایا تو سامنے اپنے مورث اعلیٰ مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو جلوہ فرما دیکھا آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا اے میرے فرزند تو وعظ کیوں نہیں کرتا میں نے عرض کی مکرم و محترم والد ماجد میں کچھ گھبرا سا گیا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا ذرا اپنا منہ کھول میں نے تعمیل حکم کی آپ علیہ السلام نے چھ بار چشمہ کو شریفی دہن مبارک سے آب حیات یعنی لعاب پاک میرے منہ میں پکایا میں نے عرض کی آپ نے سات بار کیوں نہیں ڈالا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا سید کو نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کیا یہ فرما کر حضرت مولائے کائنات علیہ السلام میری نظروں سے اوجھل ہو گئے مگر سخن کے سوتے میری زبان سے موجزن ہو گئے اور ربط کلام کا وہ غلبہ ہوا کہ ضبط کا یا آ رہا پھر کیا تھا شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہنشاہ اقلیم سخن بھی ہو گئے اور فصحاء عرب میں سے کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ آپ کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی ایک بات بلکہ ایک حرف پر بھی انگلی اٹھاسکے یا حرف گیزی کی جرأت کر سکے کیوں نہ ہوتا جبکہ

ما یبطق عن الہد ان ہوا لواحی یوحیٰ کے مہبط فیض سے زلال رحمت حاصل ہو گیا تھا اور باب مدینۃ العلم کے دہن نور سے فصاحت و بلاغت کا پیوند لگ گیا تھا یا اور آسان پنجابی الفاظ میں "جاگ" لگ گئی تھی مجھے یہاں میاں محمد قادری کٹری شریف دالوں کی ایک بات یاد آگئی جو بالکل حسب حال ہے فرماتے ہیں :-  
 دودھ وجود تیسرے درجہ شیریں روغن دارسمانی  
 مرشد جاگ پر م دی لاوستے تاں بچے دور پانی

گل و چہ پھیرا غماں دا گھت کے صدقوں رُک مدانی  
ہمت نال محمد بنشا مکھن آیا حبانی  
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت شیر خدا علیہ السلام کے تشریف  
لے جانے کے بعد یہ الفاظ خود بخود میری زبان سے بہہ نکلے۔

غواص الفكر يغوص في بحر القلب ورو المعارف  
تستخرجها الى ساحل الصدق فينادي عليها  
سمسا ترجمان اللسان فقتدي بتقالس ثمان  
حسن الطاعته في بيوت اذن الله ان ترفع ۞  
یعنی فکر کا غواص دل کے سمندر میں معرفتوں کے موتیوں کے لیے غوطہ لگاتا ہے بس  
انکو سینے کے ساحل کی طرف نکالتا ہے پس ترجمان دل کا دلال اس پر بولی دیتا ہے پس وہ ان  
گھروں میں کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے حسن طاعت کے اچھے مول پر یکے ہیں۔  
حضرت غوث الوری شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم ظاہری و باطنی کی وسعت  
کا بیان اعطاء قدرت انسانی سے باہر ہے اور میرے جیسا ناقص العلم اور سطحی آدمی اس کی صحیح  
تصویر کشتی کس جزات کس برتے پر کر سکتا ہے جس زبان پاک میں فیض مصطفائی اور نور تفضائی شامل  
ہو گئے اب اس کے حسن بیان اور فصاحت لسان اور علوم رموز معرفت و منازل طریقت کی  
بھلا کوئی حد ہو سکتی ہے اور دوسرا کوئی باوجود دعویٰ ہمہ دانی کے اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ  
سکتا چنانچہ ہجر الاسرار کی روایت کے مطابق علامہ ابن جوزی کے صاحب زادے شیخ ابو محمد  
یوسف ذکر کرتے ہیں کہ مجھے حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغدادی بند لہجی نے بتایا کہ ایک روز  
میں اور میرے والد (یعنی علامہ ابن جوزی) سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر میرا محی الدین رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوئے (اور حال یہ تھا کہ علامہ ابن جوزی کو اپنی علمیت  
پر بڑا ناز تھا اور وہ کسی دوسرے کو اپنے مد مقابل عالم تصور نہیں کرتے تھے اور مجلس پاک شہنشاہ  
بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہ بطور آزمائش و امتحان شامل ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے مبلغ علم اور معیار بیاقت کا اندازہ کریں) حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے قاری

نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ کی تلاوت کی حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر  
 میں ایک وجہ بیان فرمائی میں نے تیرے والد سے پوچھا تو اس وجہ کو تو جانتا ہے اُس نے کہا ہاں  
 پھر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور وجہ بیان فرمائی میں نے تیرے والد سے پوچھا کیا تو یہ وجہ  
 بھی جانتا ہے تو اس نے کہا ہاں اس طرح ایک آیت کی گیارہ وجہیں بیان فرمائیں میں ہر بار تیرے  
 والد سے پوچھتا جاتا تھا کہ کیا تجھے یہ وجہ معلوم ہے اور وہ ہر بار ہاں کہے جاتا اس کے بعد آپ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ سے آگے ایک وجہ بیان فرمائی جب میں نے تیرے والد سے اس کے  
 متعلق پوچھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا مگر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے آگے بھی وجہیں  
 بیان فرمائیں جو ساری کی ساری تیرے باپ کی وسعتِ علم کی رسائی سے آگے تھیں اور تیرا باپ  
 تصویریت بنا کم سمجھتا تھا اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسعتِ علم پر حیران و متعجب  
 تھا اس کے بعد حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف آتے  
 ہیں آپ نے ایک دفعہ کلمہ طیب **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** اپنی زبانِ نور سے  
 ادا فرمایا بس پھر کیا تھا ہر طرف لوگوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور تیرے والد بالکل بے خود  
 ہو گئے اور انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ایک روایت میں ہے کہ منبر کے پاس جا کر  
 اپنا سر غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے قدموں میں رکھ دیا۔ بہتہ الاسرار ہی کی روایت کے مطابق  
 عالم زاہد حضرت سعد الخیر انصاری اندلسی بیان فرماتے ہیں کہ ۵۲۹ھ میں میں حضرت غوثِ  
 الاعظم سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلسِ پاک میں حاضر ہوا میں آخری صفوں  
 میں تھا آپ زہد پر کلام فرما رہے تھے مخلوقِ خدا کا ارادہ نام تھا دور و نزدیک آپ کی آواز کی  
 پہنچ رہی تھی میرے دل میں خیال آیا کاش آپ معرفت پر کلام فرماتے پس آپ نے زہد کو چھوڑ  
 کر معرفت پر وہ کلام فرمائی کہ ویسی میں نے اس سے پہلے کبھی سنی نہیں تھی پھر میرے دل میں آیا  
 کاش آپ شوق پر کلام فرمائیں پس آپ نے معرفت کو چھوڑ کر شوق پر وہ تقریر فرمائی کہ بائدو  
 شاید پھر میرے دل میں آیا کاش آپ علمِ فنا و بقا پر تقریر فرمادیں پس آپ نے شوق کو چھوڑ  
 کر فنا و بقا پر ایک بے نظیر تقریر فرمائی پھر میرے دل میں آیا کاش آپ علمِ غیب و حضور پر کچھ  
 بیان فرمادیں پس آپ نے فنا و بقا کو چھوڑ کر غیب و حضور پر وہ مدلل تقریر فرمائی کہ ایسی کبھی سنی



میں نہ آئی تھی پھر آپ عالی جناب غوثیت ماب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا نام لے کر مجھے مخاطب فرمایا اگرچہ میں آپ سے بہت دور تھا اور یہ آپ کی مجلس پاک میں میری پہلی حاضری تھی اور کہا:

أبو الحسن تیرے لیے کافی ہے۔

یہ سن کر میں اپنے آپ میں نہ رہ سکا اور میں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں اکابر مشائخ عراق و علمائے کرام و مصنیانِ عظام کے علاوہ ملائکہ اور جنات اور رجال الغیب بکثرت حاضری بھرتے تھے جب آپ کرسی پر رونق افروز ہوتے تو لوگ گم سم بے حس و حرکت بالکل ساکت اور ساکن ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ جاتے کوئی شخص لعاب دہن نہ پھینکتا اور نہ ہی ناک صاف کرتا نہ کلام کرتا نہ آگے جانے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگتا حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری رہتی اور آپ کی مجلس پاک میں دور نزدیک بیٹھنے والے آپ کی آواز معجز نظام کو یکساں سننے آپ کی نگاہ نور دورانِ وعظ سامعین کے قلوب پر رہتی اور آپ انکے دلی فطرات کی مطابق کلام فرماتے جب آپ نے وعظ و تہکیر کا سلسلہ شروع کیا تو ارشاد بام کی یہ کیفیت ہوئی کہ بابِ حلبہ کے مصلے میں گنجائش نہ رہی آخر آپ نے اس محلہ کی عید گاہ میں جا کر وعظ کہنا شروع کیا وہاں بھی باوجود وسعت کے تنگی ہوئی تو آپ نے شہر سے باہر بڑی عید گاہ میں مجلس پند و نصائح قائم کی وہاں لوگ جوق در جوق پیادہ و سوار آتے اور بہت سے مجلس میں چاروں طرف کھڑے رہتے مجلس میں حاضرین کی تعداد عموماً ستر ہزار سے تجاوز کر جاتی حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھجرت الاسرار میں روایت ہے کہ میں نے جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو کسی دفعہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں جلوہ فرما دیکھا ہے کیونکہ آقا غلام کی اپنی آمد سے عزت افزائی فرماتا ہے اور انبیاء کرام کی ارواح مقدسہ زمین و آسمان میں اس طرح پھرتی ہیں جیسے دنیا میں ہوائیں چلتی ہیں اور جنات رجال الغیب اور ابرار و اخیار آپ کی مجلس کی طرف لپکے چلے آتے تھے اور شریف التواریخ کی روایت کے مطابق اس مجلس کے ایسے حاضرین جو نظر نہیں آتے تھے سامنے موجود لوگوں

سے سوچند ہوتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام تو اس مجلس پاک میں ہمیشہ موجود ہوتے تھے حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حاضر باشی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے جواب دیا کہ جو شخص فلاح چاہے اس پر اس مجلس کی ملازمت لازمی ہے چار سو عالم فاضل کاغذ قلم و دوات لے کر آپ کے فرموداتِ عالیہ کو لکھنے کے لیے ہر وقت موجود رہتے تھے اور جو ارشاداتِ عالیہ آپ کی زبان مبارک سے نکلتے تھے یہ سب قلم سے کر لیے جاتے تھے کئی دفعہ دورانِ وعظ آپ لوگوں کے سروں سے اوپر ہوا میں کئی قدم چلتے اور پھر اپنی کرسی پر واپس آجاتے آپ کا ایک خادم ابو محمد عبداللطیف المعروف خطاب بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ وعظ آپ چند قدم ہوا میں اڑتے اور آواز دی اے امر اعلیٰ ٹھہر اور آذرا محمدی کا کلام سن پھر آپ اپنی جگہ پر تشریف فرما ہو گئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا ابو العباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس سے بڑی تیزی کے ساتھ گزر رہے تھے اس واسطے میں انہیں وہ بات کہی جو تم لوگوں نے سنی اور وہ ٹھہر گئے اس کے بعد خضر علیہ السلام باقاعدگی کے ساتھ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہا کرتے تھے آپ کی مجلسِ پاک میں انوارِ تہلیات کی بارش اور رحمتوں کا نزول ہوا کرتا تھا شیخ ابو حفص عمر بن حصین الطیبی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا عمر میری مجلس میں حاضر ہا کرو کیونکہ اسمیں خلعتیں اور انعامات تقسیم ہوتے رہتے ہیں اور افسوس اس پر جسکے ہاتھ نہ آئیں ایک دن مجلسِ پاک میں مجھ پر نینکا غلبہ ہوا اور میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے سُرخ خلعتیں اتر رہی ہیں اور اہل مجلس پر گر رہی ہیں چونکہ کر میں نے آنکھیں کھول دیں اور لوگوں کو بتانے کیلئے لپکا لیکن حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دیکر روکا اور فرمایا بیٹے! خاموش رہہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ انہی ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضور سلطان الادلیا سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلسِ پاک میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بلور کی قندیل کی مانند کوئی چیز آسمان سے اتری ہے اور وہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ اقدس کے سامنے آگئی ہے اور پھر واپس آسمان کی طرف چڑھ گئی اور تین بار ایسا ہی نظر آیا حیرت و استعجاب سے مغلوب ہو کر

میں نے چاہا کہ لوگوں کو بتا دوں مگر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روک دیا اور فرمایا ہمارے بھید کو امانت رکھ چنانچہ میں نے آپ کی حین حیات یہ بات کسی پر ظاہر نہ کی آپ کا بیان اس قدر حسین اور پرتاثر ہوتا تھا کہ آپ کی مجلس وعظ میں کئی عیسائی اور یہودی اسلام قبول کر لیا کرتے تھے اور خارجی اپنے عقیدہ باطلہ سے رجوع کر لیا کرتے تھے قاتل راہزن قاسق اور ڈاکو تائب ہو جاتے تھے شیخ عمر فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک راہب آپ کی مجلس عالی میں حاضر ہو کر آپ کے دستِ حق پرست پر مشرف باسلام ہوا اُس نے بتایا کہ :

میں مین کارہنے والا ہوں میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا اور میں نے اپنے آپ سے عہد کر لیا کہ یمن میں جو سب سے نیک مسلمان نظر آئے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لوں میں اسی فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے عیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ اے سنان! بغداد میں جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ نور پر اسلام قبول کر لے کیونکہ اس وقت ساکنانِ روئے زمین میں وہ سب سے بہتر ہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ تیرہ عیسائی آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر داخلِ دائرہ اسلام ہوئے انھوں نے بتایا :

ہم مغرب کے رہنے والے ہیں ہمارے دلوں میں مسلمان ہونے کا اشتیاق پیدا ہوا مگر ہم متذبذب تھے کہ کس کے ہاتھ پر ایمان قبول کریں پس ہمیں پردہ غیب سے آواز آئی اے فلاح کے طالب سوارو! بغداد شریف میں جاؤ اور وہاں جا کر حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھ پر اسلام قبول کر دو کیونکہ آپ کی برکت سے تمہارے دل میں وہ ایمان ڈالا جائے گا جو اور کہیں تمہیں میسر نہیں آئیگا۔

چنانچہ بقول شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت شریف التواریخ آپ کے دستِ حق نما پر پانچ ہزار گیارہ یہود و نصاریٰ ایمان لائے اور ایک لاکھ چھ ہزار چورڈاکو اور اور اہل فساد تائب ہوئے۔ آپ کے فرزند ابو عبد اللہ عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان

فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار ہفتے میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے جمعہ کی صبح اور بدھ کی شام کو مدرسہ میں اور اتوار کی صبح کو رباط یعنی خانقاہ میں آپ کی مجلس میں ہر وقت وعظ کے وقت کثیر التعداد سامعین حاضر ہوتے تھے اور علماء و فضلاء و مشائخ کی بھی بہت بھاری جماعت حاضر رہتی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۵۳۱ھ سے ۱۵۶۱ھ تک چالیس سال تک متواتر لوگوں کو مواعظ سننے سے مستفید فرمایا اور ۱۵۲۸ھ سے ۱۵۶۱ھ تک اپنے مدرسہ میں درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا آپ کی مجلس پاک میں دو شخص ترتیل و تجوید سے الہام کے بغیر قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے اور شریف ابوالفتح ہاشمی بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس عالی کے قاری تھے۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس نورِ نظرِ مازارِ البصر کو فصاحت و بلاغت اور تاثیرِ مواعظ و نصائح میں وہ مقام عطا فرمادیا کہ آپ اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گئے اور بغداد شریف میں موجود اور اس کے باہر ہر مقام پر اہل علم اور اہل اللہ نے آپ کی عظمت کا لواہان لیا اور آپ کی غوثیت کبریٰ کو تسلیم کر لیا اور پھر بکریم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دہ رعب اور بزرگی عطا فرمائی کہ کیا امیر کیا فقیر کیا بادشاہ کیا وزیر کیا دیندار اور کیا دنیا دار کیا انخیا اور کیا ابرار اور کیا مسکین اور کیا زردار اور کیا بوریاء بردار اور کیا تاجدار سبھی اہل وقت اپنے آپ کو حضرت شہنشاہ بغداد میراں محی الدین سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ عالم پناہ کا حاشیہ بردار کہلانے میں فخر محسوس کرنے لگے۔

## خلیفہ بغداد اور بار شہنشاہ بغداد میں

جب اللہ تعالیٰ جل و علا نے اپنے فضل و کرم سے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ پاک کے طفیل حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت و ناموری کو چا چاند لگا کر چار دانگ عالم پر آپ کی توقیر و رفعت کا سکہ جما دیا تو امراء کا میلان بھی آپ کی طرف ہوا آپ نہیں چاہتے تھے کہ ان دنیا پرست لوگوں سے راہِ درسم پیدا فرمادیں لیکن آپ کا

مشن چونکہ تعمیری اور اصلاحی تھا اور آپ ہر بھولے بٹھکے اور راہ گم کردہ کی رہنمائی کرنا اپنے فرائض میں سمجھتے تھے اس واسطے آپ اپنے دربار عالی میں آنے والے کسی بھی انسان کی دل شکنی پسند نہیں فرمایا کرتے تھے لیکن چونکہ آپ بھی پسند نہیں فرماتے تھے کہ دنیاوی جاہ و شہرت رکھنے والے آمو و ذرا کے لیے بطور ادب کھڑے ہو کر سلامی پیش کیجائے اس واسطے ادائیگی حالات میں جب مخلوق کا عام رجوع آپ کی جانب ہوا تو جب بھی کوئی ذی جاہ دنیا کا گدا آپ سے ملاقات کے لیے آتا تو آپ اس کے آنے سے پہلے گھر کے اندر تشریف لے جاتے اور اس کے آنے کی اطلاع پر باہر آکر اس سے ملاقات فرماتے مقصد صرف یہ ہوتا کہ اس کے لیے تعظیماً کھڑا نہ ہوا جائے انہی ایام میں خلیفہ بغداد المستنجد باللہ آپ کے پاس حاضر ہوا اس کا دلی مقصد آپ کی آزمائش کرنا تھا وہ آپ کی خدمت میں بیٹھا اور باتوں باتوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرامت کا طلبگار ہوا بھجۃ الاسرار میں روایت ہے کہ عالی جناب نے خلیفہ سے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرامت دیکھنا چاہتے ہو خلیفہ نے ایک لفظ تامل کے بعد کہا کہ آپ مجھے سیب کھلائیے لیکن وہ موسم ایسا تھا کہ اس موسم میں سیب نہیں مل سکتا تھا آپ نے مسکرا کر ہوا میں ہاتھ پھیلایا اور دو بہترین خوش رنگ سیب آپ کے دست کرامت میں تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک اپنے پاس رکھا اور ایک مستنجد کو دیا اور چھری لیکر اپنا سیب کاٹا جو بہت ہی خوش ذائقہ لذیذ اور خوشبودار نکلا پھر آپ نے چھری مستنجد کو دی جب اُس نے اپنا سیب کاٹا تو اس میں سے کیرے نکلے اور بدبو آنے لگی خلیفہ نے حیرت اور قدرے شامی تمکنت کیساتھ پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اور کیا سبب ہے کہ غیر موسم کا پھل میں نے طلب کیا جو آپ نے کرامت سے ہوا سے ہی چڑھایا اور انہیں سے ایک سیب آپ کے ہاتھ سے میں نے لے لیا اور دوسرا آپ کے پاس رہا بظاہر دونوں سیب ایک جیسے خوشنما اور دیدہ زیب نظر آئے تھے مگر چیرنے پر آپ کے ہاتھ والا سیب بہت عمدہ لذیذ اور خوشبودار نکلا مگر جو میرے ہاتھ میں آیا وہ چیرنے پر بدبو دار نکلا اور اسمیں کیرے موجود ہیں مجھے اس کا شافی جواب چاہیے کیونکہ میں متذنب سا ہو گیا ہوں خلیفہ بغداد کو یہ خیال تھا کہ میں بادشاہ بغداد ہوں اور میرے مخاطب ایک صوفی منش درویش ہیں اُسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اگر وہ شاہ بغداد



ہے تو اس کے سامنے شہنشاہِ بغداد رونق افروز ہیں اور وہ حاضرین کے دل کے خطرات کو ملاحظہ فرما کر کلام فرماتے ہیں خلیفہ مستنجد باللہ نے جب یوں رعونت اور استعجاب سے بات کی تو عالیجناب سرکارِ غوثیت ماب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکراتے ہوئے بڑے پُر وقار لہجے میں فرمایا!

اے خلیفہ! سیبِ دولوں ایک جیسے لذیذ پاکیزہ اور خوشبودار تھے مگر تیرے والے سیب میں کیرے اس واسطے نکلے کہ اس کو ظالم کے ہاتھ لگ گئے ہیں تو خداوند برتر وبال سے ڈر اور مخلوقِ خدا پر ظلم و ستم روا رکھنا ترک کرتا کہ تیری عاقبت درست ہو جائے اور تیری منزل آسان ہو جائے۔

خلیفہ کو یہ سن کر غش آگیا اور آپ کے سامنے تائب ہوا اس کے بعد وہ آپ کی مجالسِ نور میں حاضری دیتا رہتا تھا اور وہاں سے پند و نصائح کے جو امرات سے دامن بھرتا رہتا تھا ایک دفعہ جمعہ کے روز دورانِ وعظ آپ کو چھینک آئی آپ نے الحمد للہ کہا تو ساری مسجد سے لوگوں نے اس کا جواب دیا اور یوحناک اللہ۔ یوحناک اللہ۔ ساری مسجد گونج اٹھی خلیفہ بھی اس وقت مسجد کے دالان میں موجود تھا اس نے پوچھا یہ شور کیسا ہے لوگوں نے بتایا کہ حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھینک لی ہے اور لوگوں نے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا ہے یہ سن کر خلیفہ مستنجد باللہ حیران و ششدر رہ گیا اور بہت خوفزدہ ہوا اور پکے دل سے آپ کا مطیع فرمان اور مقصد ہو گیا۔ شیخ عبداللہ حسینی موصلی جنہوں نے تیرہ سال سیدنا غوثِ محی الدین حضرت پیرانِ پور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت وزراء اور امراء آپ کی خدمت عالی میں حاضر ہوتے تو آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور آپ کے سامنے نہایت تواضع اور انکسار سے بیٹھے۔ جب کبھی آپ خلیفہ وقت کو کچھ لکھتے تو یوں فرماتے عبدالقادر تجھے حکم دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے اور اس کی اطاعت تجھ پر واجب ہے وہ تیرا پیشوا ہے اور اس کا حکم ماننا تجھ پر واجب ہے اور وہ تجھ پر رحمت ہے جب خلیفہ کے پاس آپ کا حکم نامہ پہنچتا تو وہ پاس ادب سے کھڑا ہو جاتا اور خط کو بوسہ دیکر سر پر رکھتا اور کہتا میرے آقا سید شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچ فرمایا ہے

بہجتہ الاسرار میں ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ مستجد باللہ آپکی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور آپ کے سامنے دس عدد تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی رکھیں عالی جناب محبوب سبحانی غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار فرمایا کہ ان تھیلیوں میں کیا ہے تو خلیفہ نے بھینپتے ہوئے عرض کی عالیجاہ کے لیے نذرانہ لایا ہوں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بھلا مجھے دنیا کے اس مال سے کیا عرض لیکن خلیفہ نے پھر بھی اصرار کیا تو شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے دو تھیلیاں اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں اٹھا کر دوائیں تو دونوں سے خون بہہ نکلا آپ نے ترشہ ہو کر خلیفہ کی طرف دیکھا اور فرمایا مستجد اللہ تعالیٰ جل و علا سے نہیں ڈرتے اور اس کی بے گناہ مخلوق کا ناحق خون چوستے ہو اور اس میں مجھے بھی نذرانہ پیش کرتے ہو خلیفہ یہ دیکھ کر بیہوش ہو گیا اس کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا اور جب اپنے آپ میں آیا بہت شرمسار اور خوفزدہ اپنے گھر کی طرف لوٹ آیا جنابِ قطبِ مدارِ غوثِ ملا تبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ لحاظ نہ ہوتا کہ یہ حضور نبی اکرم روف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چاچا کی اولادِ پاک سے ہے تو یہ خون اتنا بہانا کہ اس کے عملوں اور گھرتک پہنچ جاتا۔

## اولیٰ عظامِ آستانہ شہنشاہِ بغداد پر

شیخ ابو عمر عثمان صریضینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہجتہ الاسرار میں روایت کرتے ہیں کہ شیخ بقا بن بطو اور شیخ علی بن ابی نصر الہسی اور شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں آیا کرتے تو اگر جھاڑ دیا کرتے اور چھڑکاؤ کیا کرتے تو انہیں ایسا کرتے دیکھ کر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ تمہارے جادوہ عرض کرتے کیا ہمارے لیے امان ہے آپ فرماتے ہاں تو وہ بیٹھ جایا کرتے اور بڑے ادب اور انکسار سے حاضر ہی بھرتے عالیجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہیں جانے کے لیے سوار ہونے لگے تو ان تینوں بندگان میں سے جو بھی موجود ہوتا وہ آپ کے سامنے غاشیہ زین اٹھا کر اور آپ کی رکاب کو تھامے چند قدم چلتا آپ انہیں ایسا کرنے سے منع فرماتے تو وہ کہتے کہ ہم اس سے قرب الہی طلب کرتے ہیں شیخ عثمان یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ میں نے مشائخ عراق کو دیکھا ہے کہ وہ جب حضور عالی جاہ غوثِ پاک عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ

عزہ کے مدرسہ یا خانقاہ کے نزدیک پہنچے تو تعجیل عقبہ عالیہ کرتے اور آستانہ مبارک کو بوسہ دیتے حضرت شیخ شخص عمر بن شیخ عبد الرحمن طفسو بنی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے روز میرے والد مکرم جمعہ کی نماز کے لیے روانہ ہونے کیلئے فجر پر سوار ہونے لگے آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا پھر فوراً ہی نکال لیا اور کافی دیر فجر کو ہاتھ میں پکڑے وہیں کھڑے رہے پھر پاؤں رکاب میں رکھا اور فجر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کے لیے تشریف لے گئے جب نماز ہو چکی تو میں نے اس کا سبب پوچھا والد مکرم نے فرمایا اس وقت بغداد شریف میں سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر بیلائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چاہتے تھے کہ فجر پر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لے جائیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کے لحاظ کی خاطر میں پہلے سوار ہو سکا کیونکہ رب العزت نے آپ کو تمام اہل زمانہ پر مقدم بنا دیا ہے اور آپ کو تمام اولیاء اللہ کے مراتب سے بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اور انکے احوال پر قادر بنایا ہے۔ حضرت علی بن ابی نصر البہیتی زبیران سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے آپ کے ساتھ آپ کے بڑے بڑے جید اور عظیم المرتبت صحابہ ہوتے تھے جب وہ بغداد کے قریب پہنچتے تو اپنے دوستوں سے فرماتے کہ دریائے دجلہ میں غسل کرو اور آپ بھی انکے ساتھ غسل کر لیتے پھر ان سے فرماتے کہ اپنے دلوں کو صاف کرو اور خطرات کو روکو کیونکہ ہم سلطان و شہنشاہ بغداد کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں جب آپ بغداد میں داخل ہوتے تو لوگ آپ کی طرف بھاگتے مگر آپ فرماتے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھاگو اور جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر پہنچتے تو جوتے آمار دیتے اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت کیلئے ٹھہر جاتے شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں آواز دیتے اور فرماتے بھائی میرے پاس آؤ یہ حکم ملنے پر آگے بڑھتے اور حضور عالی جاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے پہلو میں جگہ دیتے۔

ابھی شیخ علی البہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۰۶ھ میں زبیران میں بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے گیا میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آپ مدرسہ کی چھت پر نماز تھی ادا فرما رہے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں اور ہر صف میں ستر آدمی موجود ہیں میں نے ان سے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا

جب تک قطبِ دوراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز نہ پڑھ لیں اور ہمیں بیٹھنے کی اجازت نہ دیں ہم نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ آپ کا دست مبارک ہمارے ہاتھوں کے اوپر ہے اور آپ کا پائے مبارک ہماری گردنوں پر ہے اور آپ کا حکم بجالانا ہم سب پر واجب ہے پھر جب آپ نے سلام پھیرا وہ سب جلدی جلدی آپ کی طرف بڑھے اور آپ کو سلام کیا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا شیخ علی ہیتی مزید فرماتے ہیں کہ جب ہم جنابِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیتے تو گویا تمام نیکی کو دیکھ لیتے تھے۔ شیخ ابوالقاسم محمد بن احمد بن علی الجہنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور غوثِ پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا اور آپ کے نقیب کرسی کے ہر پائے پر دو دو بیٹھا کرتے تھے اور یہ بیٹھنے والے ولی یا صاحبِ حال ہوا کرتے تھے اور آپ کی کرسی کے نیچے ایسے شخص بیٹھا کرتے تھے جو ہدایت میں گویا شیرِ نر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کرسی پر کلام فرماتے ہوئے ایسے مستغرق ہوئے کہ آپ کی دستارِ مبارک کا ایک پیچ کھل گیا لیکن آپ نے خیال نہ کیا یہ دیکھ کر تمام حاضرین نے اپنے عمائے کلاہ سمیت کرسی کے نیچے اور نزدیک پھینک دیے جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عمامہ مبارک درست فرمایا اور مجھے ارشاد فرمایا ابوالقاسم لوگوں کو انکے عمائے اور کلاہ دے دو میں نے اس حکم کی تعمیل کی تو میرے پاس ایک سر بند (عورتوں کا دوپٹہ) باقی رہ گیا مجھے معلوم نہ تھا وہ کس کا ہے کیونکہ مجلس میں کبھی کو انکے عمائے مل گئے تھے حضرت عالی جاہ نے فرمایا کہ یہ سر بند مجھے دے دو وہ آپ نے مجھ سے لیکر اپنے دوش مبارک پر رکھ لیا مگر یکایک وہاں سے وہ غائب ہو گیا میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا حضور غوثِ پاک جب کرسی سے نیچے اترے تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ابوالقاسم! جب یہاں لوگوں نے اپنے عمائے پھینکے تو اصفہان سے ہماری ایک بہن نے اپنا سر بند پھینک دیا اور جب میں اُس کو اپنے کندھے پر رکھا تو میری اس بہن نے اصفہان سے ہاتھ بڑھا کر اپنا سر بند میرے کندھے پر سے لے لیا۔

شیخ عبدالرزاق اودیشی عمر بزاز اور شیخ ابوالاسحاق ابراہیم بن سعید الداری فرماتے ہیں کہ جس وقت شہنشاہ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو لوگ بازاروں میں راستہ کے دو طرف کھڑے ہو جاتے اور آپ

کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے قصانے حاجات کے لیے دعائیں مانگے۔ انہی حضرات سے یہ بھی روایت ہے کہ سیدنا غوث اعظم میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل کے فوری حل پر اس قدر عبور تھا کہ علماء و ادویائے وقت ہر مشکل مسئلہ کے حل کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ کی طرف رجوع کرنے پر مجبور تھے آپ انکی تحریرات کو مطالعہ فرما کر فوراً جواب لکھ دیتے تھے جب آپکے فتوے علمائے عراق کے پاس آتے تو وہ انکی صحت پر اتنا تعجب نہ کرتے جتنا انکے جواب کی سرعت پر جو شخص آپ سے کوئی علم و فن سیکھتا وہ اپنے ہمسروں میں سب پر سبقت لے جاتا اور آپکے سوا کسی کا محتاج نہ رہتا۔ امام ابوالعلیٰ نجم الدین کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت میں عراق میں فتوے کے لیے مرجع المخلات تھے۔ امام موفق الدین بن قدامہ کہتے ہیں کہ میں ۵۰۰ھ میں بغداد شریف میں آیا اس وقت کوئی عالم علم و عمل حال و افتاء میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر نہیں تھا اور کسی طالب علم کو آپ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ جامع علوم و شرح صدر اور متحمل تکالیف طلبہ تھے اور صاحب وجاہت اور اقدار تھے اللہ تعالیٰ نے آپکی ذات گرامی میں اوصاف جمیدہ اور اعمال نادرہ جمع کیے تھے۔ میں نے آپکے بعد کسی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثل نہیں دیکھا یہاں ہم تفریح الخاطر اور مناقب غوثیہ سے اس ضمن میں ایک عجیب قصہ لکھتے ہیں صاحبان کتب روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد زندہ نیل جو حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹوں میں سے تھے عجیب حالت رکھتے تھے وہ شیر بر سواری کرتے اور ملک ملک اور شہر شہر سیر و تفریح کی خاطر گھومتے پھرتے اور جس مقام پر بھی جاتے وہاں کے قطب دلائل کو پیغام بھیجتے کہ میرے شیر کی خوراک کے لیے ایک گائے کا بندوبست کیا جائے اور اگر یہ انتظام نہ کیا گیا تو میرا شیر اپنی خوراک کا بندوبست خود کر لے گا جس بزرگ کے پاس بھی انکایہ حکم پہنچتا وہ اسی وقت ایک گائے روانہ کر دیتا جو اس شیر کا لقمہ بن جاتی کسی (سائے ہوئے) نے آپ سے عرض کی کہ آپ بغداد شریف کی طرف جانے کا ارادہ نہیں رکھتے کہ وہاں جا کر وہاں کے قطب سے ملاقات کر سکیں اور آپ کو وہاں کے حالات کا پتہ چل سکے حضرت احمد زندہ نیل نے کہا البتہ وہاں بھی جاتا ہوں القصہ وہ بغداد شریف کی طرف روانہ ہو پڑے حضرت شہنشاہ بغداد غوث اعظم



رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی دن اپنے آدمیوں کو ارشاد فرمایا کہ احمد زندہ فیل بغداد آرہے ہیں انہی سواری میں شیر موتا ہے وہ جہاں جائیں اپنے شیر کی خوراک کے لیے ایک گائے طلب کرتے ہیں تم ان کے شیر کے لیے ایک گائے تیار کر رکھو کہ جب آکر وہ تقاضا کریں تو شیر کے لیے گائے دی جائے چند روز میں شیخ احمد زندہ فیل بغداد شریف میں پہنچ گئے اور آدمی بھیج کر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے شیر کے لیے خوراک (گائے) مانگی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو کہا کہ تم اپنے شیخ کے پاس چلو گائے تمہارے پیچھے پیچھے آرہی ہے جب اُس نے جا کر شیخ احمد زندہ فیل کو یہ بات بتائی تو انہیں رونا آگیا کہ اولیاء اللہ تعالیٰ میں کوئی آدمی میری نظر میں باوقار معلوم نہیں ہو رہا اور شیخ بغداد عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی میرے خوف اور رعب کو قبول کر لیا ہے حضرت غوث پاک نے وہ گائے بھیج دی اور اس گائے کے پیچھے ایک کتا جو ہمیشہ غوث پاک عالی جاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے سامنے پڑا رہتا تھا ہو گیا گائے کو دیکھتے ہی شیخ زندہ نے اپنا شیر اس پر چھوڑ دیا گائے سامنے کھڑی رہی لیکن درگاہ شہنشاہ بغداد کا کتا پیچھے سے اچھلا اور شیر پر حملہ آور ہوا اور شیر کو چیر کر تکر بوٹی کر دیا یہ دیکھ کر شیخ زندہ فیل کو مقام غوث الثقلین نظر آیا اور اور وہ اپنی انا کو چھوڑ سب شکوک و شبہات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضور شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک میں آگئے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک ہو گئے۔

# سک دے گا ہیرا شو خواہی قریبانی

حضرت ذکیا طانی علیہ الرحمۃ

# کہ ہیرا شرف دار سک دے گا ہیرانی

نوشاہ طالب قادری ہور کے داناں طالب قادر پاک اوجگ پورے تھاں

## عظمت شہنشاہ بغداد

قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رُقْبَةِ كُلِّ وَتِي اللَّهُ - سید شریف احمد شہرانت نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی معرکہ الارا تصنیف شریف التواریخ جلد اول میں پہچانہ الاسرار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز جمعہ کو شہنشاہ بغداد جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خطبہ جمعہ پڑھ رہے تھے اثنائے وعظ میں آپ کی عجیب کیفیت ہوئی اور آپ پر استغراق طاری ہو گیا اسی حالت میں زبان معجز بیان حق ترجمان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رُقْبَةِ كُلِّ وَتِي اللَّهُ یعنی میرا قدم کل اولیا اللہ کی گردن پر ہے معانہ دمی غیب نے تمام عالم میں ندا کر دی کہ جمیع اولیا اللہ محبوب پاک غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی اطاعت کریں اور آپ کے حکم کی تعمیل بسر و چشم بجالائیں یہ سن کر جمیع اولیا اللہ نے اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں یہاں تک کہ جو دنیا میں موجود نہیں تھے انہوں نے اپنی اپنی قبر میں تعمیل ارشاد کر دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہ فرمان کثرت سے آپ کے ہم عصر اکابر مشائخ نے روایت کیا ہے چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی البیلابی البغدادی نے ۶۲۰ھ میں بغداد کے اندر اور شیخ محمد بن علی البکی نے ۶۲۱ھ میں بغداد کے اندر اور شیخ محمد بن علی البکی نے ۶۲۱ھ میں اور فقہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر اور شیخ ابو محمد عبداللہ البغدادی و شیخ ابو بکر عبداللہ بن نصر الیمسی البکری نے ۶۶۴ھ میں اور حافظ ابو نصر عبدالمنیث بن حرب البغدادی البغلی نے ۵۷۳ھ میں بغداد کے اندر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی مجلس وعظ جو محلہ حلبہ کے اندر آپ کے ہمان خانے میں منعقد ہوئی تھی حاضر تھے اس مجلس میں جناب شہنشاہ بغداد غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے دوران وعظ فرمایا تھا قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رُقْبَةِ كُلِّ وَتِي اللَّهُ - یہ کلام پاک سن کر شیخ علی بن ابی نصر الیمسی اٹھٹے اور منبر شریف کے پاس جا کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں خم کر دیں اس مجلس میں عراق کے قریب تمام مشائخ موجود تھے جنہوں نے اپنے سر جھکا دیئے غرض تین سو تیرہ اولیا اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات پر حضور غوث پاک کے اس ارشاد عالی پر اپنی گردنیں جھکا دیں جن کی تفصیل پہچانہ الاسرار

میں یوں درج ہے اور قلائد الجواہر میں بھی ان کا اندراج موجود ہے جو تفصیل ذیل میں۔

(۱) حرمین الشریفین میں سترہ اولیا اللہ (۲) عراق میں ساٹھ (۳) عجم میں چالیس (۴) شام میں تیس (۵) مصر میں بیس (۶) مغرب میں ستائیس (۷) یمن میں تیس (۸) حبشہ میں گیارہ (۹) ہندیا جوج ماجوج میں سات (۱۰) کرہ قاف میں ستائیس (۱۱) وادی سراندیپ میں سات اور (۱۲) جزائر محیط میں چوبیس اولیا اللہ نے گرد میں خم کر دیں شیخ مکارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خداوند قدوس تبارک و تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قَدَّمِيْ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلى اللہ فرمایا اس روز تمام اولیا اللہ نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا نشان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج جو شریعت اور حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا آپ کے سر مقدس پر رکھا گیا یہ دیکھ کر دس ابدالوں نے تسلیم و اطاعت خم کر دیا وہ دس ابدال یہ ہیں (۱) شیخ بقابن بطو (۲) شیخ ابوسعید قلوری (۳) شیخ علی بن بہتیب (۴) شیخ عدی بن مسافر (۵) شیخ موسیٰ زولی (۶) شیخ احمد رفاعی (۷) شیخ عبدالرحمن طفسو بنی (۸) شیخ ابو محمد عبد البصری (۹) شیخ حیات بن قیس حرانی (۱۰) شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شیخ ابوسعید قلوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قَدَّمِيْ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلى اللہ فرمایا اس وقت آپ کے قلب مبارک پر تجلیات الہی ہو رہی تھیں اور جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خلعت بھیجا تھا جو مجمع عام میں ملائکہ نے آپ کو پہنایا اس وقت ہوا میں رجال الغیب اور ملائکہ صف باندھے اس قدر کھڑے تھے کہ افق سما نظر نہیں آتا تھا اور اس وقت روسے زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا نہیں تھا جس نے گردن نہ جھکائی ہو چنانچہ خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا ہے کہ جب حضور شہنشاہ بعد از غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قَدَّمِيْ هَذِهِ الخ فرمایا اس وقت قطب العارفین سلطان سبخر حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ان تھے اور ملک خراسان کی پہاڑیوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے جو منہی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہ ارشاد واجب الانقیاد آپ کے کالوں میں پہنچا آپ نے فوراً اپنی گردن جھکادی اور اتنے خمیدہ ہوئے

کہ آپ کی پیشانی مبارک زمین پوس ہوئے لگی اور آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔  
 قدمک علی راسی وعینی حضور غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حال معلوم  
 کر لیا اور فرمایا خواجه غیاث الدین بخاری کے بیٹے نے گردن جھکانے میں تمام اولیائے عصر  
 پر سبقت حاصل کر لی ہے لہذا عنقریب وہ صاحب ولایت ہندوستان کا ہوگا پس جیسا  
 حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل و علا نے خواجه خواجگان  
 خواجه معین الدین حشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلطان الہند بنا دیا۔ شیخ ابوالبرکات صخر بن  
 صخر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے عم بزرگوار شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ  
 سوائے محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے کسی اور ولی اللہ نے بھی قدمی ہذا  
 علی رقبۃ کل ولی اللہ کا دعویٰ کیا ہے فرمایا نہیں پوچھا پھر حضور غوث پاک میرا ولی اللہ  
 رضی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا کیا سبب ہے فرمایا یہ کہنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام  
 فردیت کی خبر دیتا ہے، کہا کہ فرد تو ہر زمانہ میں ہوتا ہے فرمایا ہوتا تو ہے مگر کسی کو سوائے محبوب  
 سبحانی شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ایسا کہنے کا حکم نہیں ہوا عرض کیا کیا حضور  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کہنے پر مامور تھے فرمایا ہاں اور تمام اولیا اللہ نے اپنی گردنیں اللہ تعالیٰ  
 کے حکم کے سامنے ہی جھکانی تھیں اسی طرح شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب  
 پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کہنے پر بلا شک و شبہ مامور ہوئے تھے  
 اور یہ۔ الاسرار میں شیخ ابویوسف یعقوب بن بدران انصاری مقرری قاہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 سے روایت کی گئی ہے کہ میں ۶۶۱ھ میں بغداد شریف قاضی القضاة ابوالصالح نصر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کی زیارت کے لیے آپ کے درس کے مدرسہ باب انرج میں گیا وہاں میں نے آپ کے پاس ایک  
 جماعت بیٹھی دیکھی ان میں سے ایک نے شیخ ابونصر سے پوچھا کہ آپ نے حضرت غوث پاک  
 کے اس قول کے متعلق کیا سنا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابوبکر عبدالرزاق اور اپنے چچاؤں  
 ابو عبدالرحمن، عبداللہ، ابو عبداللہ، عبدالرب، ابواسحق ابراہیم دیہ سب حضور غوث اعظم کے  
 بیٹے ہیں، سے مختلف اوقات میں سنا ہے وہ سب کہتے تھے کہ اہم اس مجلس میں حاضر تھے جس  
 میں کہ ہمارے والد عالی جاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ

کی گردن پر ہے اور اس میں قریباً سچاس وہ مشائخ تھے جو کہ عراق کے اکابرین میں سے تھے ان سب نے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں اور ابن ابیہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا تھا پھر ہم کو ان شہروں کے متفرق مشائخ سے جو اس وقت حاضر تھے یہ خبریں پہنچی ہیں کہ بلاشبہ انہوں نے اپنی گردنوں کو بڑھایا تھا اور ان سے آپ کے مقولہ کی جردی اور ہم کو کسی سے یہ خبر نہیں پہنچی کہ اس نے اس کا انکار کیا ہو۔

اور ہجرت الاسرار ہی میں ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ بن محمد قرشی نے چند واسطوں سے بغداد کے مشہور واعظ ابن العزیز سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۵۳۹ھ میں حضرت شیخ ابو عبدالرحمن بن عبداللہ ابن شیخ محی الدین غوث اعظم ابی محمد عبدالقادر جلیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ باب اندج میں اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس مجلس میں حاضر تھے جس میں کہ آپ کے مکرم و محترم والد ماجد نے یہ کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ول اللہ کی گردن پر ہے کہا ہاں اور اس مجلس میں سچاس ایسے مشائخ موجود تھے جو بہت ہی مشہور تھے میں نے ان سب کو دیکھا تھا وہ سب اپنی گردنوں کو جھکانے ہوئے تھے اور جب والد مکرم اپنے گھر میں داخل ہوئے تو حاضرین دہاں سے چل دیئے مگر شیخ مکارم شیخ محمد خاص، شیخ احمد ابن العزیزی اور ان کے شاگرد داؤد وہیں رہے تب میں اور میرے بھائی عبدالعزیز اور عبدالجبار ان کے پاس جا بیٹھے اور شیخ مکارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں خداوند قدوس عزوجل کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ اُس دن ان لوگوں میں سے جن کو تمام ملک میں ولایت قرار پائی تھی خواہ قریب تھے یا دور کوئی ولی اللہ ایسا نہ ہوگا مگر اس نے دیکھ لیا ہوگا کہ قطبیت کا جھنڈا حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اٹھایا گیا ہے اور فوقیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے اور دیکھا ہوگا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر دنیا اور مافیا میں عام تصرف کی خلعت ہے جس کو چاہیں ولایت عطا فرمادیں اور جس کو چاہیں معزول کر دیں۔ وہ شریعت اور حقیقت و درائقشوں سے منقش ہیں اس نے سنا ہوگا کہ وہ فرماتے ہیں میرا یہ قدم ہر ول اللہ کی گردن پر ہے اور اس لیے ایک ہی وقت میں ہر ول نے اپنا سر نیچے رکھ دیا ہے حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے جو کہ خواص ملک اور



سلاطین وقت میں میں نے کہا وہ کون ہیں کہا شیخ بقابن بطوشیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن ابیہتی  
 شیخ عدی بن مسافر، شیخ موسیٰ زولی، شیخ احمد بن زوعی، شیخ عبد الرحمن طفسو بنی، شیخ ابو محمد عبد اللہ  
 بصری، شیخ حیات بن قیس حرانی اور شیخ ابو مدین مغربی۔

تب شیخ ابو محمد خاص اور شیخ احمد ابن العولی نے اُن سے کہا آپ نے سچ کہا تب میں نے  
 اور میرے دونوں بھائیوں نے اُن سے یہ بات یاد کر لی اور اس کو اپنے پاس حافظہ میں مقید  
 رکھا ابن عزال کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے لوٹا اور آپ کے دونوں بھائیوں عبد الجبار  
 اور عبد العزیز کے پاس آیا اور یہ بات اُن سے پوچھی انہوں نے ویسے ہی جواب دیا جیسا کہ  
 پہلے بھائی نے کہا تھا اور ذرا بھی اس سے خلاف نہ کیا۔

قلائد الجواہر اور بہجتہ الاسرار میں شیخ خلیفہ اکبر بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق  
 تصدیق ہے کہ وہ حضور سید کریم رسول الثقلین جناب رحمت عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے شرف سے سرفراز تھے اور کشفی طور پر عالی جناب صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کی مجلس پاک میں حاضری کا اعزاز رکھتے تھے وہ کہتے ہیں میں نے مولانا گل حادئی بل  
 فخر سل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کی تو عالی جناب سے عرض کیا کہ  
 جناب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی (ہذہ علی رقبۃ  
 کل ولی اللہ) ارشاد فرمایا ہے تو حضور اکرم بنی معتمد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ فرمایا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ وہ قطب ہے اور  
 میں اس کا محافظ ہوں۔

حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ ارشاد فرمایا تو وہ اولیا اللہ جو بغداد  
 شریف میں موجود تھے انہوں نے اپنی اپنی جگہ پر اسی وقت اپنی گردنیں جھکا دیں گویا یہ  
 ایک نقارہ الہی معراج ہوا کے دوش ہر جگہ جگہ پہنچا اور جہاں کہیں کوئی گوش حقینوش تھا اس  
 نے سنا اور تسلیات بجالایا چنانچہ بہجتہ الاسرار میں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے ان میں سے  
 شیخ احمد رفاعی نے اپنے زاویہ واقع البرعبیدہ میں شیخ عبد الرحمن طفسو بنی نے طفسو بنی میں  
 شیخ محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ بصری نے بصرہ میں شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران

میں شیخ سوید بخاری نے بخاری میں شیخ رسلان دمشقی نے دمشق میں شیخ ابو یوسف مغربی نے مغرب میں شیخ عبدالرحیم قنادی نے قنہ میں اور شیخ عدی بن مسافر نے بلس میں اسی تاریخ کو اسی وقت اپنی گردنیں خم کر دی تھیں ان روایات کے راویوں نے تاریخ اور وقت نوٹ کر لیا تھا جس کے متعلق بعد میں لبنا و شریف سے آنے والی اطلاعات سے تصدیق کر لی گئی اور ہر معاملہ میں وقت اور تاریخ بالکل درست نکلے۔ صاحب شریف التواریخ نے جلد اول حالاتِ غوثِ اعظم میں خلاصۃ القادریہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جب شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شہنشاہی کا اعلان فرماتے ہوئے دَقَدَعْنِي هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَدَلِيَّ اللّٰهِ کا ارشاد فرمایا تو ندائے منادیِ غیب عالم ارواح میں بھی پہنچی اور حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمه الله تعالى عليه کی روح پاک نے درگاہِ ایزد متعالیٰ میں عرض کی کہ یا حکم الحاکمین تیرا فرمان واجب الاذعان ہے لیکن سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو بايزيد پر کونسی وقت و تبریح ہے ارشاد ہوا دو وقتیں ہیں ایک یہ کہ وہ میرے محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لڑ نظر ہے دوسرے یہ کہ وہ مشغول فارغ اور تو فارغ مشغول اور تو عاشق ہے اور وہ معشوق یہ سنتے ہی حضرت بايزيد بسطامي رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن جھکا دی اور کہا سمعنا و اطعنا اور ایسا ہی صاحبِ مکاشفات اولیاء کا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں سجااتِ مکاشفہ اپنا سر جھکا دیا اور دو دفعہ فرمایا قَدَمُهُ عَلَي رَقَبَةِ اوزیرہ دو لو حضرات کبار اولیائے متقدمین میں سے تھے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد پاک کے تمام اولیائے وقت نے اپنے اپنے مقام پر گردنیں جھکا دیں جن کا ذکر سابقہ صفحات میں گذر چکا ہے اور عالی جناب سے بعد آنے والے بزرگانِ دین اولیائے کاملین سب نے اپنے اپنے وقت میں حضور کی عظمت کا اعتراف کیا اور حضور کے اس فرمانِ عالی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا چنانچہ مناقبِ غوثیہ اور تفسیر الخاطر میں روایت ہے کہ شیخ عارف باللہ عبداللہ بلخی نے کتاب خوارق الاحباب فی معرفت الاقطاب کے پچیسویں باب میں قطب العباد، غوث البلاد حضرت خواجہ بہا الخلق والحقیقۃ والدین محمد بن محمد النقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

میں نے خواجہ سرمست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے اور انہوں نے بخارا  
 شہر میں بسنے والے بڑے بزرگ اور مہر شیوخ سے سنا تھا کہ وہ حکایت بیان کرتے تھے کہ  
 ایک دن حضور شہنشاہ بغداد غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بخارا کی طرف منہ کئے ایک  
 اونچی جگہ پر کھڑے تھے اور اس طرف سے ایک پاکیزہ خوشبو سونگھ رہے تھے اور  
 فرما رہے تھے کہ میری رحلت پاک کے ایک سو پچاس سال بعد ایک محمدی المشرّب قلندر مسمی  
 بہا الدین محمد نقشبندی پیدا ہوگا اور وہ بہت ہی خاص نعمت کو پہنچے گا چنانچہ ٹھیک اس  
 طرح ہوا جیسا حضور غرثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا تھا اور روایت کیا گیا ہے  
 کہ شاہ نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب اپنے عہد کو پہنچے اور حضرت میر کلال رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ، سے بیعت طریقت کی تو پیر کامل نے آپ کو اسم ذات ملک المتعال رب ذالجمہ والجلال  
 کا رطیفہ بتایا لیکن آپ کے (شاہ نقشبند کے، دل پر نقش اسم اعظم نہیں آتا تھا اور اس سے  
 آپ کو سخت حالت انقباض ہوئی پس آپ صحرا کی طرف نکل کھڑے ہوئے باہر آپ کو حضرت  
 خضر علیہ السلام اپنی طرف آتے ہوئے ملے حضرت شیخ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت  
 خضر علیہ السلام کا استقبال کیا اور آپ کو سلام عرض کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو فرمایا  
 اے بہا الدین! مجھے اسم اعظم حضور شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ملا  
 ہے اور میں تجھے اس کی خبر دیتا ہوں پس حضرت نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً  
 حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ذات والاصفات کی طرف توجہ کی تاکہ اپنی برکت سے  
 جلد فائز المرام ہو اگلی رات حضرت شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں حضور  
 غوث الثقلین غیث الکونین سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو دیکھا اور آپ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے حضرت خواجہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
 دل کی طرف اشارہ فرمایا اور ان کے باطن میں اسم اعظم کو اس طرح نقش کر دیا کہ  
 ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے نقش لفظ اللہ تعالیٰ جلّ و علا بن گیا اور شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے جو چیز دیکھی اسی میں اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم کا جلوہ نظر آیا پس جب حضرت خواجہ  
 نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہ طریقہ ذکر غلطے میں مشہور ہوا تو اس کے متعلق آپ سے سوال

کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ فیض ان فیوضات سے ہے اور یہ عنایت ان عنایات سے ہے جو مجھ پر اس مبارک رات میں ہوئیں جس میں حضرت شہنشاہِ لہندہ سلطان الاقطابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ میں انعامات فرمائے اور اس وقت سے میں اپنے حال میں پہلے کی نسبت بہت زیادتی دیکھ رہا ہوں اور حضرت شاہ نقشبندی کے نام کی شہرت کی وجہ ان کے دل پر حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ اعظم نقش کر دینا ہے اور اس وجہ سے وہ اپنے طریقہ کے مریدین اور طالبین کے دلوں میں نقشِ اسمِ اعظم نقش کر دیتے ہیں جو کہ انہیں حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطورِ فیض حاصل ہوا ہے اور حضرت شاہ نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ارشادِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قَدَّمْنِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰمِ الْكَرِيْمِ کے متعلق کیا فرماتے ہیں تو حضرت شاہ نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری آنکھوں پر میری بصیرت پر مہاؤ الدین نقشبند کا سرِ غوثِ الاعظم کے قدموں پر در رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت میاں محمد بخش قادری کھڑی شریف والے اپنی منظوم عقیدت دستخیز میراں، میں یہ واقعہ یوں فرماتے ہیں۔

معرفت الاقطابی کھن پنجویں اندر بابے  
 اوہ قلند بھارا آہ اندر ولایت  
 وچہ حیاتی دنیا والی سرور ساریاں پیراں  
 آکھن بعد میرے تھیں ہوئی اک قلند بھارا  
 نسبت خاص میری تھیں فائز ہوئی اوہ پیارا  
 بہاؤ الدین محمد پاپا فیض حسابوں باہرہا!  
 شفقت بے نہایت کیتی خواجہ حق انہاندے  
 شغل کریں اس اسمِ اعظم دا کھلے قسمت تیری  
 اس تھیں خاطر جمع نہ ہونے گیا اجاڑ پوچھیا  
 کیتا جا سلام خضر نوں اگرں اس فرمایا

عارف شیخ عبداللہ بلخی خوارق الاحبابے  
 خواجہ خواجگی سرستوں کر دے اید وایت  
 شہر بخارا اندر رہندے آکھن حضرت پیراں  
 چڑھ ماڑی تے آپ کھلوتے تگن طرف بخارا  
 نقشبند بخارے اندر کہی عالم سارا  
 جویں فرمایا آہا حضرت یتویں ہو یا ظاہر  
 نقشبند مرید ہوئے سن اول میر کلاندے  
 ذاتی اسم بتایا خواجہ کر تلقین بہتری  
 بہتا شغل کما یا دل پر اسم نقش نہ کیتا  
 مہتر خضر اجاڑے اندر اسوں نظری آیا

یا بہاؤ الدین محمد غوث الاعظم مینوں  
 توں بھی ہو رجوع اس پاسے ہوئے کمشتابی  
 بچے بہتوں ترے انگشتاں صورت اسم بنائے  
 نال اشارت شغل بتایا ایسا اسم اعظم دا  
 جتوں دیکھے اوہ ہی ربتے غیرہ نظری آوے  
 ایس ذکر نے وچہ ولایت جاں پائی مشہوری  
 نقشبند کسے اس رایتیں فیض نہایت سجاری  
 اس دن تھیں سرروز حیات پائے ربتے میرے  
 نقش مبارک اسم اعظم دایراں دا دل لایا  
 لکھ لکھ حمد ابھی آکھاں اس دی نعمت اتے  
 راوی آکے اکدن کھچیا پیر اپنے تھیں بندے  
 یا سب اگلے کھلے جہیڑے کامل اہل ولایت  
 مرشد کیا ایس کلاموں ایہ مضمون نہ آوے  
 نقشبند تولد ہوئے اندر کیڑے سلسلے  
 تریجی ماہ ربیع الاول ہریا سفر او نہاں دا  
 نقشبند اس ویلے نام دنیا اتے چڑھیا  
 نقشبند محمد میری کرے شفاعت یاری

ذاتی اسم عنایت کیتا آکھ سناواں تینوں  
 او سادات بہاؤ الدین تے ہویا کرم جنابی  
 بہاؤ الدین محمد تائیں میراں جی دکھلائے  
 دیکھن ساتھ دے پر ہویا اسوں نقش اسم دا  
 شالاں بندیاں ہویاں او پراسکوں بوٹے پاوے  
 بعینے محرم بھیت اسم دے کھچن نال ضوی  
 خوابے اندر میں پیر کیتی حضرت میراں یاری  
 نقشبند ہویا تداہی ملکاں وچہ چوہیزے  
 نقشبند سریداں تائیں اوہ ای راہ بتایا  
 دوہیں جہانیں تکیہ پر ناں جس دی رحمت اتے  
 قدم مبارک گردن دھرسن ولی زلمنے سندے  
 قدم مبارک گردن دھرسن نال آداب نہایت  
 قدم مبارک سرانکھیں تے بہاؤ الدین فرمائے  
 ست سے ہورا عطارا ہجری راوی کھول دسلے  
 ست سے نوے تے اک بندا سال وصال سناندا  
 اس چالمے تے سبحاں چائے ایس حسابوں اڑیا  
 دروند محمد میراں کرے کرم کرکاری

یہ تھے حضرت خواجہ خراجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پورے ایک سو پچاس سال گذرنے کے  
 بعد دنیا میں تشریف لائے اور جب اپنے عروج پر پہنچے تو سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ،  
 کے ارشاد پاک کی اطاعت میں سرکوش ہو ادا دیا اور فرمایا میری آنکھوں پر میری بصیرت پر  
 قدم شہنشاہ بغداد زبے نصیب اور مقام خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک جہان معترف  
 ہے اور حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہنر ہمسای چلنے تے سبحاں چائے ایس



حبابوں اڑیا۔ اپنی جگہ پر کتنا مال پر معنی اور بیش قیمت ہے۔ اور اسی طرح متاخرین میں حضرت شیخ فرید الدین محمد گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو حضور غوث اعظم کے کافی عرصہ بعد ہوئے ہیں ان کے متعلق سید آدم نقشبندی نے نکات الاسرار میں ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس پاک میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی بات چل نکلی تو حضرت گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت میں موجود ہوتا تو ضرور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور آج میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ حضور شہنشاہ بعد از رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم نور میری آنکھوں پر میرے سر پر کیونکہ ہمارے شیخ خواجہ معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید بعد از رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھنے میں فخر محسوس کیا تو میرا یہ منصب ہے کہ میں ان کے ادب اور لحاظ کے پیش نظر یہ کہوں کہ میرے سر پر میری آنکھوں پر اور حضرت میاں محمد کی زبان میں فرماتے ہیں۔

اوت زمانے میں بھی جگر دنیا اندر ہونا      قدم مبارک نال ارادت سرتے رکھ کھلونا  
بیر معین الدین اساڈا اس دن داخل ہویا      قدم مبارک سرا نکھیں تے دھر کے ادہ کھلویا  
اور حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا منظور نظر خلیفہ خاندانِ چشت اہل بہشت  
کا افتخار محبوبِ الہی حضرت نظام الدین اویار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق تفسیر الخاطر  
میں روایت ہے کہ آپ جب مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے اس وقت حضور شہنشاہ بعد از غوث  
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد میں ایک بزرگ سید عمر نامی آپ کے سجادہ نشین  
مکہ شریف میں موجود تھے جب حضرت نظام الدین اویار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ معظمہ پہنچے  
تو حضرت سید عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خادم کو آپ کے پاس بھیجا تاکہ آپ  
کو بلا لائے جب خادم حضرت شیخ نظام الدین اویار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور آپس  
سلام کر کے اپنے اقا سید عمر کا پیغام سنایا تو حضرت محبوبِ الہی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے خادم سے کہا کہ تمہارا آقا مجھے کیسے اور کب سے جانتا ہے تو خادم نے جواب دیا جس دن  
سے آپ ہندوستان سے یہاں آنے کی خاطر سوار ہوئے تھے یہ سن کر حضرت محبوبِ الہی نظام الدین  
اویار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم کے ساتھ سید عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے

اور آپ سے خلافت سلسلہ قادریہ حاصل کی اور آپ کے دست مبارک پر خرقہ خلافت پہنا  
حضرت میاں محمد صاحب اس واقعہ کو لیں بیان فرماتے ہیں۔

شیخ نظام الدین اکواری پتے کے ظاہر  
سید حبیب نصیب عمر سن دنیا اتنے ظاہر  
میراں دی اولاد دے وچوں سید عالی پایا  
خادم بھیج نظام الدین لڑا اپنے پاس بلایا  
کیا ایہ تبرک خرقہ جد مبارک میرے  
غوث الاعظم کیتا آہ بخشش اوپر تیرے  
خرقہ پہن مشرف ہوئے حضرت سید عتیق  
محبوبی دار تبرہ پایا میراں جی دے درختیں  
نت سوالی رہے محمد بخشو شوق الہی  
صدقہ سید عمر دے میری لاہو غفلت پچا ہی

ان واقعات کے یہاں نقل کرنے سے مقصد یہ ہے کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور  
شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہ ارشاد اقدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ  
جس کے فرمانے پر آپ مامور کئے گئے تھے تمام اولیا اللہ کے لیے واجب التعظیم عقادہ آپ  
سے پہلے گذر چکے ہوں یا آپ کے زمانہ پاک میں ہوں یا آپ کے بعد آنے والے زمانہ میں  
تا قیام قیامت کسی وقت بھی موجود ہوں انہوں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
اس فرمان واجب الازعیان کے سامنے گردن جھکانی ہوئی ہے اور انہیں اس پر فخر ہے  
لیکن صحابہ کرام اور ائمہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بات میں مستثنیٰ ہیں کیونکہ  
وہ بیشک اولیا اللہ تعالیٰ میں داخل ہیں لیکن عرف میں انہیں صحابہ کرام اور ائمہ عظام رضوان  
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہا جاتا ہے اور اس واسطے حضور عالی جناب غوث پاک کے فرمان میں  
وہ نہیں آتے اور ان کے سوائے ہر بنی کی امت میں اور امت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ  
علیہم وسلم میں کوئی ولی ہو سکتا ہی نہیں جب تک کہ وہ حضور غوث اعظم کے نورانی قدموں  
کے سامنے اپنی گردن کو خم نہ کرے اور فخریہ علیٰ عینی ورامی نہ کہے اور ولایت اسی کو  
کہتے ہیں کہ ادھر نقش قدم شاہ بغداد زیب گردن ہوا ادھر تاج ولایت زینت بخش دوش دسر ہوا  
اس ضمن میں حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عجیب واقعہ سنایا

سے اس کا آپ نے حالہ بھی دیا تھا جو اس وقت یاد نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یاد آنے پر دوسرے ایڈیشن میں درج کر دیا جائے گا۔

کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مخلص مرید آپ کی زیارت کے لیے تونسہ شریف جا رہا تھا اور ایک قادری نوشاہی درویش بھی اس کا ہم سفر تھا اور وہ بھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا خواہاں تھا اثنائے راہ خواجہ صاحب کے مرید نے اپنے پیر صاحب کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ہمارے پیر ان عظام کی مثال دوسرے پیر نہیں ہیں یہ بات شکر قادری درویش نے کہا کہ پیر آپ کے بڑے شان والے ہیں اسی واسطے تو ہم ان کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں مگر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے غوث پاک شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے یہ بات شکر چشتی درویش نے کہا کہ بھائی بات یہ ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ضرور ہو گا لیکن ہمارے پیر صاحب کا مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کی گردن پر کسی کا قدم نہیں ہو سکتا انہی باتوں میں وہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچ گئے آپ سے سلام و نیاز کے بعد کچھ باتیں ہوئیں اس کے بعد قادری نوشاہی درویش نے خواجہ صاحب سے عرض کی کہ حضور یہ درست ہے کہ حضور شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا ہے کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے انہوں نے فرمایا ہاں اور اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے قادری درویش نے کہا حضور آپ کا یہ خادم کتنا ہے کہ ہمارے پیر صاحب کی گردن پر مطلق غوث پاک کا قدم نہیں یہ بات شکر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت جذبے میں آگئے اور بڑے جوش میں آکر اپنی گردن جھکا دی اور اس پر ہاتھ رکھ کر کہا میری گردن پر تو حضور عالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قدم پاک ہے پھر اپنے اس مرید کو بہت بڑی گالی دے کر کہا یہ فلاں اور فلاں ایسا تیل مجھے دل نہیں سمجھتا ہو گا " لہذا یہ تو بالکل خود یک ترین زمانے کی بات آگئی اور گردن جھکانے والا بھی قطب عالم اور ابدال اعظم ہے اور ایسا بدرمیز ہے جس نے سیال شریف اور گڑاہ شریف کے چراغ ہلنے جہاں تاب کر تلوں بخشش اور جن سے آگے چل کر پیرستید مہر علی شاہ صاحب گڑاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا نیر اعظم پیدا ہوا جو علم و فضل میں کسی صورت محی الدین ابن عربی سے کم نہیں اور عشق شہنشاہ بغداد میں وہ مقام عالی رکھتا ہے جس

بیک بڑے بڑے دعویٰ اروں کی تخیل کی نگاہ بھی نہیں پہنچ سکتی جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ولایت ربانی کے لیے مہر نقش قدم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لا بد اور لازمی ہے اور اس سے انکار کرنے والا ولایت کی لور بھی نہیں پاسکتا چنانچہ زبدۃ الآثار میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابی محمد قاسم بن عبید بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ وہ اس وقت کے "فرد احباب" ہیں اللہ تعالیٰ کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو منظور نہ ہو کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جاتی جب تک وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ادب بدرجہ اتم موجود نہ ہو شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ۵۶۰ میں اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی زیارت کو آیا میرے چچا نہایت ادب کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے سامنے دوزانو نفس گم کردہ بیٹھے رہے جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو چچا سے پوچھا کہ آپ وہاں اس قدر موڈب کیوں ہو گئے تھے چچا نے فرمایا میں ادب کیوں نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب کرنے کا حکم دیا ہے اگر وہ چاہیں تو اولیاء اللہ کے احوال و مقامات کو برقرار رکھیں اگر چاہیں تو ایک طرف پھینک دیں اور مہر ہی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں میں بڑا تیز طبع تھا اور مجھے علم کلام یونانی فلسفہ اور دوسرے علوم مناظرہ و مجادلہ پر بڑا عبور تھا مگر میرے چچا ابوالنجیب سہروردی مجھے ان علوم سے برہنہ کرتے تھے مگر میں باز نہیں آتا تھا ایک دن میرے چچا مجھے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی زیارت کے لیے ساتھ لے گئے اور مجھے کہا اے عمر! تم ایسے شخص کے پاس جا رہے ہو جس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز کی خبریں دیتا ہے لہذا ان کے سامنے موڈب ہو کر بیٹھنا تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی برکات حاصل کر سکو ہم آپ کے سامنے موڈب ہو کر بیٹھ گئے میرے چچا نے آپ کی خدمت عالی میں عرض

کی یا سیدی ایہ میرا بھتیجا ہے جو علم کلام اور فلسفہ میں مشغول ہے میں نے اس کو بار بار اس سے منع کیا ہے لیکن یہ ایسے علوم سے باز نہیں آتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے میری طرف توجہ فرماتے ہوئے کہا عمر! تمہیں کون کون سی کتابیں یاد ہیں میں نے بتایا فلاں فلاں کتابیں یہ سکر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ابھی آپ کا دست مبارک میرے سینے سے جدا نہیں ہوا تھا کہ ان تمام کتابوں کے الفاظ یکسر مجھے بھول گئے اور ان کتابوں کے تمام مطالب اور مسائل میرے ذہن اور حافظہ سے محو ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں علم لدنی بھر دیا میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور عارفانہ گفتگو کر رہا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا تم عراق میں مشہور ترین عالم دین ہو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں شیخ عبد القادر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلطان الطریق تھے اور آپ کا تصرف تمام موجودات پر عادی تھا اور رہے گا۔

ان روایات اور واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ فقر کے ہر چار سلاسل اعظم قادریہ حشیتیہ سہروردیہ اور نقشبندیہ کو اصل فیض حضرت شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ذات اقدس سے حاصل ہوا اور جو بھی عظمت کسی کو حاصل ہوئی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حضور سر نیاز خم کر دینے سے ہی ملی اور حضرت خضر علیہ السلام کی تصدیق کے بعد کسی کو ولایت الہیہ کا حصول بغیر زمانے محبوب سبحانی حضرت سید شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ممکن ہی نہیں اور سلاسل اربعہ میں قادری حضرات تو پہلے ہی خاکپائے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا تاج زیب سر کیے ہوئے ہیں اور حشیتی خاندان کے فخر اول خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حشیتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حضور گردن جھکا کر عالی جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قدم مبارک اپنے سر اور آنکھوں پر رکھ کر ولایت ہندوستان حاصل کر لی اور خاندان حشیت لہل بہشت کے تمام اکابرین کا میں نے آستان شہنشاہ بغداد پر چوبہ سائی کو سعادت دارین سمجھا حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس نیاز مندانہ انداز میں حضور شہنشاہ بغداد عقیدت کی گردن جھکا رہے ہیں فرماتے ہیں۔



چوں پائے بنی شد تاجِ سرت تاجِ بر عالم شدتِ اقطابِ جہاں در پیشِ صفت افتادہ چو پیشِ شاہگدا  
گرواد مسیح بہ مرد درواں داری تو بدین محمد جہاں ہمہ عالم می الدین گویاں حرم و جہات گشتہ ذرا  
اور سلسلہ سہروردیہ تو اس سلسلہ کے مورثانِ اعلیٰ حضرت عبدالقادر نجیب الدین سہروردی  
اور حضرت شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ کے دربارِ عالی میں مودبانہ حاضری بھرنا پہلے مذکور ہو چکا اور شیخ شہاب الدین سہروردی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ جناب غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلطان  
العرین تھے اور آپ کا تصرف تمام موجودات پر حاوی ہے اور حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے ہی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو ولایتِ عراقِ فرمائی تھی چنانچہ  
تفریحِ خاطر میں لطائف القادریہ کی روایت سے درج ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین  
اجیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولایتِ عراق  
طلب فرمائی تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عراق تو میں شہاب الدین  
سہروردی کو عطا کر چکا ہوں اور تجھے میں ولایت بند عطا کرتا ہوں چنانچہ آپ کو ولایت  
بند عطا ہو گئی۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ تو اس سلسلہ میں تو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ، تو دراصل بلا واسطہ حضور غوثِ اعظم سے فیض یافتہ ہیں اور جیسا کہ پہلے بیان کیا  
جا چکا ہے۔ عالی جناب شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بہاؤ الدین نقشبند  
بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی پیدائش سے بھی ایک سو پچاس سال پہلے اپنا  
خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور پھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وقت اسمِ اعظم کا  
نفسِ فیضِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا تھا اور یوں انہیں نقشبندیہ  
فیضِ کرمِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور پھر اسی سلسلہ نقشبندیہ میں آگے چل کر  
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ذات گرامی آئی ہے جن  
کا کلام اپنے مقام پر سنہ کا درجہ رکھتا ہے وہ حضور غوثِ اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے متعلق مکتوبات شریف کی جلد ثانی کے آخری مکتوب میں فرماتے ہیں ”وصولِ فیوض  
و برکاتِ دریں راہ بہرکہ باشد از انطاب و نجباء بتوسط شریف اؤ مفہوم می شود۔ چہ ایں مرکز

غیر اور اعلیٰ نہ شد یعنی اس راہ میں فیض و برکت کا حاصل ہونا کسی کو بھی ہو قطب ہو یا نجیب یا جو بھی ہو آپ کے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ملکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی دوسرے کو ملا ہی نہیں۔

البتہ یہاں ایک لمحہ فکریہ ہے جو ساری امت مسلمہ کے واسطے نہایت ہی غور طلب ہے کہ جب یہ بات قطعی ہو گئی کہ کوئی شخص سزا عترت شہنشاہ بغداد قطب اقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولی اللہ ہو سکتا ہی نہیں جیسا کہ حضرت شاہ ابرالمعالی قادری لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

گر کے والد بعالم از مٹے عرفانی امت از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ترجمہ ایک جماعت کی جماعت جو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتی ہے اور ظاہری احکام شرع کی پابند بھی نظر آتی ہے بلکہ شعائر اسلامی کی بجا آوری میں بہت پیش پیش نظر آتی ہے اور اپنی پاکیزگی اور پاکدامنی کا پرچار بھی کرتی ہے بلکہ کئی ایسے بھی ہیں جو اپنے ملک میں اور دور دراز ممالک اسلامہ میں سفر کرتے نظر آتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی زبان میں تلقین اسلام کر کے مسلمان کرتے پھرتے ہیں مگر یہ لوگ شان اولیا اللہ میں انتہائی بے باک ہوتے ہیں اور تصرفات اولیا و اہل اللہ کو رد و خوار عقائد نہیں سمجھتے خاص کر حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات کے ساتھ انہیں انتہائی بغض اور بد عقیدگی ہوتی ہے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک بھی کبھی عزت و توقیر سے نہیں لیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور خوارق کا مضحکہ اڑا کر اپنی روح ناپاک کو تکبیر پہنچاتے ہیں اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے غوث الاعظم قطب العالم شہنشاہ بغداد پیران پیر و شیگان القاب کا استعمال کرنا یا سننا قرآن کے نزدیک شاذ گاہ میں شمار ہوتا ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے بچپن میں میں نے اپنے ایک چچا سے ایک واقعہ سنا ہے میرے اس چچا کا نام غلام وشیکر تھا اور اس کا اس وقت جوانی کا عالم تھا اور وہ مذہب کی بہت سوتھ بوجھ رکھتا تھا وہ ساتھ والے گاؤں میں ایک درکاندار سے کچھ سودا وغیرہ لینے گیا درکاندار مذکورہ بالا لوگوں کا ہم عقیدہ تھا۔ سودا لینے کے بعد جب پیسے ادا کئے تو ایک آنکم ہو گیا

میرے چچا نے اسے بتایا کہ میں فلاں آدمی کا بیٹا ہوں اور تمہارا ایک آنہ لڑیہ اس وقت کی بات ہے جب ایک آنہ کا پاؤ بھر گشت بکری کامل جاتا تھا اور وہ بھی تندہ رست جانور کا آج کل والی بات نہ تھی، کل پہنچا دوں گا دوکاندار نے کہا کہ تم اپنا نام لکھو اور کہو کہ لکھا ہوا یاد رہتا، زبانی بات کا کچھ اعتبار نہیں دیا اس کا قول ہے، چچا نے کہا معمول بات ہے نام کیا لکھنا ہے کل پیسے پہنچ جائیں گے اس نے کہا اور قلم بکڑ کر کہا نہیں بھائی نام ضرور لکھوں گا کیا ہے تمہارا نام چچا نے کہا ضرور ہی لکھنا ہے تو لکھ لو میرا نام ہے "غلام دستگیر" اتنا سننا تھا کہ قلم اس کے ہاتھ سے پھوٹ گئی زبان سے لاجول ولاقوہ نکلا اور چھٹی چھٹی آنکھوں سے چچا کی طرف دیکھنے لگا چچا بڑا دانا آدمی تھا۔ اس نے اس کے مرض کو بوجھ لیا اور پھر ذرا تیز ہو کر بڑے میاں کیا بات ہے لکھتے کیوں نہیں میرا نام "غلام دستگیر" ہے میرے گاؤں میں چل کر جس سے چا ہو پوچھ لو میرا نام غلام دستگیر ہے دوکاندار نے منہ ہی ہونئی آنکھوں اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے زیر لب لگناتے ہوئے دو دو لفظ جوڑ کر کہا بیاں جاؤ میری دوکان سے باہر نکل جاؤ مرضی ہو تو پیسے بھیج دینا یا نہ بھیجنا مگر بیاں سے چلے جاؤ یہ اگرچہ ایک عام واقعہ ہے مگر اس حقیقت پر مکمل دلالت کرتا ہے کہ ان لوگوں میں اکثریت ایسوں کی ہے جو ادب اللہ اور بندگانِ خاص خداوند قدوس کی عظمت و توقیر کو برداشت نہیں کر سکتے اور ان کے عناد اور جس قلب کا یہ عام ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا نام لینا تو ایک طرف نام سننا تک پسند نہیں کرتے تو پھر اس کے سوا اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ یہی وہ جماعت ہے جن کے مودتِ اعلیٰ نے غزوة حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخانہ اعتراض کرتے ہوئے انصاف طلب کیا تھا۔ اور اس کے جواب میں منصفِ اعظم رسول محتشم بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ پر اعتراض کرتے ہو اگر میں انصاف نہیں کر رہا تو مجھ سے بہتر انصاف کرنے والا اور کون ہو گا گویا ان لوگوں کو اس ذاتِ پاک علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتیمات پر بھی اعتماد نہیں تھا جن کی کلام پاک کورب العزت نے ان حوالا وحیؑ یوحیٰ فرمایا اور جن کے ہاتھ کو ید اللہ فرق ایدیم سے تعبیر کیا اور جن کے فعل کو وارثیت اذریت ولاکن الدرعی سے مزین فرمایا اور جن کی اطاعت

کو اپنی اطاعت بنایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور جن کی بیعت (اقرار غلامی) کو اپنی بیعت فرمایا ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللہ اور جن کی اتباع کو اپنی محبت کا تاج عطا فرمایا۔ ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللہ ان کنتم تعبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اب اس کے باوجود اگر سید کو نہیں صلا اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان لاریب ان کے کچھ نما آئینہ اعتقاد میں کما حقہ نہ آکر سکی تو شان اولیائے عظام اور خاص کر علوم تربیت شہنشاہ بغداد ان کی بھیگی آنکھوں کی غلط بین پتیلیوں میں کیسے جلوہ گرا اور جلوہ نما ہو سکتی ہے لیکن ایک طرف یہ لوگ ہیں جن کی نشاندہی حدیث پاک میں بھی موجود ہے کہ ان کی نمازیں اگرچہ بظاہر بہت اچھی معلوم ہوں گی اور ان کا قرآن پاک کی تلاوت کرنا بھی کثرت سے ہوگا اور شکل و صورت میں بھی یہ لوگ زیادہ متورع اور عابد معلوم ہوں گے مگر ان کے قرآن پاک پڑھے ہوئے ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریں گے اور ان کی نمازیں ان کے منہ پر دسے ماری جائیں گی اور یہ بھی کہ حضرت مولائے کائنات شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ان کی جنگ ہوگی یعنی یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ہمیشہ دشمن اور محاند ہوں گے، اب ایک جانب تو یہ لوگ ہیں جن کا یوں تذکرہ ہوا کہ نام تک سننا پسند نہیں کرتے اور دوسری جانب سے و خلیفہ عاشقان و صادقان کا جناب غوث کا ام گرامی۔

### پایہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ

یہ شیخ عبدالقادر بن محی الدین اربلی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفریح الخاطر کے باب اڑھٹھ میں تحریر فرماتے ہیں "ذکر فی بہجۃ الاسرار و تکملۃ ایاضی قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ من استغاث بی فی کریمہ کشف عنہ، ومن نادانی با کسی فی شدۃ فرجت عنہ، ومن توسل بی فی حاجۃ قضیت لہ"۔ یعنی بہجۃ الاسرار اور تکملۃ باضی میں روایت کیا گیا ہے کہ فرمایا حضرت غوث الثقلین شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس نے کسی مصیبت میں پکارا تو مصیبت اس سے دور ہوگئی اور جس کسی نے کسی تکلیف میں میرے نام کی دعا دی تو اس کی مصیبت ٹل گئی اور جس نے کسی ضرورت اور حاجت میں میرا سید پکڑا تو

اس کی وہ ضرورت پوری کر دی گئی اور یہ بالکل اس فرمان سید کوزین رسول الثقلین جناب  
رحمۃ للعالمین کے مطابق ہے کہ "اِذَا نَفَلَتْ دَابَّةٌ اَحَدِكُمْ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْنِي

يَا عِبَادَ اللّٰهِ" یعنی جب تم میں سے کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو چاہیے کریں  
نہا کرے یعنی پکار کر اُدُنچی آواز سے کہے اے اللہ تعالیٰ کے بند میری مدد کر۔ اور اسی حدیث  
پاک کی روشنی میں اور فرمان جناب غوث الثقلین شہنشاہِ بندا در رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر  
اثر راقب امرتسری دربار غوثیہ میں استغاثہ کرتے ہیں۔

المدد یا غوث الاعظم المسدد یا دستگیر      بھیر بھد کوئی بنے تاں ایہ وظیفہ پڑھ کے دیکھ  
میں بھی دیکھاں کھرت بندہ می نہیں حاصل ملد      جوڑ کے ہتھ دونوں منہ بند اودتے کر کے دیکھ

تفسیر کج انماطر کی چھتیسویں فصل میں روایت کی گئی ہے کہ ایک حسین و جمیل عورت حضور  
شہنشاہِ بندا در رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ارادتِ پاک میں داخل ہوئی اور اس سے قبل ایک  
بدتماش فاسق اس عورت پر عاشق تھا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے واپس پر وہ عورت  
پھاڑ کی غار میں حاجتِ ضروریہ کے لیے گئی اس فاسق آدمی کو اس کا غار میں جانا معلوم  
ہو گیا تو وہ بھی اس کے پیچھے اس غار میں داخل ہو گیا اور اس کی عصمت پر ہتھ ڈالنے کا  
ارادہ کیا اور اس عورت کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اس نے شہنشاہِ بندا در  
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے نام پاک کی دہرائی دی اور اُدُنچی آواز سے  
پکاری الغیث یا غوث الاعظم۔ الغیث یا غوث الثقلین۔ الغیث یا شیخ محی الدین۔ الغیث  
یا سیدی یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،۔

غوث الاعظم بمن بے سرو سامان مددے      قہار دین مددے کعبۃ ایمان مددے

تو اس وقت حضور پناہ بے کساں چارہ بیچارگان سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی  
بندا در شریف میں اپنے مدرسہ میں موجود و حضور فرما رہے تھے اور آپ نے کوئی کی نعین مبارک  
زیب پائے مبارک فرما رکھی تھیں جو ہمیں اس فریادی عورت نے فریاد کی ہوانے حکم رب

ملہ کتاب الاذکار امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



قادر و کریم اس کی فریاد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ہر دو لکڑی کی نعلین یعنی کھڑا دیں اتاریں اور غار کی طرف پھینک دیں اور قبل اس کے کہ وہ فاسق مرد اس بے سہارا عورت کے ساتھ دست درازی میں کامیاب ہوتا ہر دو نعلین مبارک اس کے سر پر پہنچ گئیں اور تاڑتاڑ وہ دونوں اس کے سر پر پڑنے لگیں یہاں تک کہ وہ پٹا پٹا مر گیا اس فاسق دشمن کے مرجانے کے بعد اس عورت نے حضرت پیران پیر پیر دستگیر رحمت رب قدیر سید و شہنشاہ و فقیر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک جوتے اٹھائے سینے سے لگائے اور انہیں دامن میں لیے حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئی اور مجمع کثیر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس واقعہ کو بیان کیا۔

کس کی جرات ہے کہ نظر بد اٹھا کر دیکھے۔ جس طرف سکہ جمائے شاہ جیلاں آپ کا اور حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

جاؤں فاسق دے سرو بے اوہ قیقات ہلنے سر اسدا بھن چور کیتو نے مویا اوں بہانے  
پولے چک سرے تے رکھے عورت بھجیدی آں۔ حضرت میراں دی وچہ خدمت ورتی کل شانی

سن اصحاب ہوئے متعجب ایہ کرات بھاری۔ لکھا جسدا اوہ محمد سو کیوں بازی باری

اور شیخ محمد صادق قادری شہابی السعیدی نے اپنی تالیف مناقب غوثیہ میں اور حضرت

شیخ عبدالقادر ربلی نے تفریح الخاطر میں روایت بیان کی ہے کہ حضور غوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے زماڑ پاک میں ایک کامل ولی کی ولایت سلب ہو گئی تو وہ بہت سے

اولیاء اللہ کے پاس فریاد لے کر گیا مگر کہیں سے اسے فائدہ نہ ہوا اس کے بعد تمام اولیاء اللہ

نے اس کو سمجھایا کہ اس کے حق میں کسی کی دعا مقبول نہیں ہوئی اس واسطے اسے حضرت

غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عالی میں فریاد کرنی چاہیے اور

ان کے وسیلہ سے عفو تقصیر کیلئے التجا کرنی چاہیے یہ بات سن کر وہ حضرت غوث اعظم

کے دربار عالی میں آن فریاد دی ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی سرگزشت سن کر

دربار الہی میں اس کے لیے عفو تقصیر کی التجا کی تو غیب سے ندا آئی کہ اے غوث اعظم اس

شخص کے لیے بہت ادباً اللہ نے معافی طلب کی ہے مگر میں نے کسی کی نہیں مانی اس سوا  
 تم اس کے لیے ہمیں کچھ نہ کہو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جو منی یہ ندا سنی آپ نے اپنا  
 مصلے کندھے پر رکھا اور جنگل کی طرف نکل جانے کا ارادہ کیا لیکن جو منی جناب غوث الثر  
 جاں پناہ بکیاں مایہ بے ماہنگاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جنگل کی طرف رخ کیا اور ایک  
 قدم اٹھایا تو ہلٹے سے آواز آئی اے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ گناہ گار اور اس  
 طرح کے اور ایک ہزار کو میں نے تیری خاطر معاف کر دیا لیکن حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے  
 دوسرا قدم اٹھایا تو آواز آنی کہ اسے اور اس کے علاوہ ایسے ہی دو ہزار کو معاف کر دیا اور  
 جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے تیسرا قدم بھی اٹھایا تو آواز آئی کہ اے میرے محبوب  
 پاک صاحب لولاک علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند اے میرے محبوب غوث  
 اعظم میں نے تجھے راتنی اور عوش کرنا ہے تیری خوشنودی کی خاطر اس ایک کے ساتھ تین  
 ہزار اس جیسے اور ماندہ درگاہ کو معاف فرما کر تقریباً تاج عطا فرماتا ہوں اور انہیں ان کے  
 سابقہ مرتبوں پر بحال کرتا ہوں یہ شکر حضور شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بہت  
 خوش ہوئے اور نعمت خداوند قدس کے لیے شکرانے میں اپنے فرقہ اقدس کو بعد سے  
 میں رکھ دیا اور اس مسلوب الحال ولی کو پھر سے اس کا کھویا ہوا مقام مل گیا اور وہ حضور رضی  
 اللہ تعالیٰ کے نام نامی اسم گرامی کا ذلیفہ پڑھتا ہوا اپنے وطن روانہ ہو گیا۔ حضرت میاں  
 محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی میٹھی زبان میں اس ناز کی یوں تصویر کھینچتے ہیں۔

حضرت میراں جدسی چایا قدم مبارک پلا  
 ایہ مفضوب سہرا جیبا سہور تیرا من کیا  
 دو جا قدم مبارک چاہا حکم ہو یا دم او سے  
 تر سجا قدم اٹھایا حضرت حکم ہو یا سرکاری  
 تاں خوش ہوئے حضرت میراں کن ادا دکا  
 ایسے کرم کمائے میراں عاصی مجرم ہرتے

ہاتھ غیبی ایہ آواز آن سنایا دہلا !  
 بخشے جس میں نہیں محبوبا میراں پھر نہ رہیا  
 ایہ بھی دو ہزارا جسے بخشے پار نہ سے  
 ایسے تے تن ہزارا جسے بخشے توڑ نہ یاری  
 اسوں اہل ولایت کر کے بہت کیتا شکراد  
 پاؤ خیر محمد تائیں کھلا پکار سے دد تے

ایک روایت بہجتہ اسرار میں ابوالعالی عبد الرحیم بن مظفر بن قرشی کی بیان کردہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن ابی بشار بغدادی نے بغداد میں ہمیں خبر دی کہ مجھے شیخ عبد اللہ جیلانی نے لکھا کہ میں ہمدان میں اہل دمشق میں سے ایک شخص سے ملا جس کو ظریف کہتے تھے اس نے بتایا کہ میں نیشاپور یا اس نے کہا خوارزم کے راستے میں ایک شخص بشر قزقلی سے ملا اس کے پاس چوہہ اونٹ شکر سے لدے ہوئے تھے ہم ایک جنگل میں اترے جو اس قدر خطرناک تھا کہ وہاں خوف کے مارے جھان جھان کا ساتھ نہ دیتا تھا۔ جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو چار اونٹ گم تھے ہم نے اونٹوں کو بہت ڈھونڈا مگر کہیں سراغ نہ ملا جب صبح ہوئی تو مجھے حضور عرش اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول یاد آیا کہ اگر سختی اور مصیبت کے وقت مجھے پکارا جائے تو وہ مصیبت ٹل جائے گی اس لیے میں نے بلند آواز سے آپ کو پکارا یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں یعنی زبان شاعر سے یوں کہا۔ بعد وقت امداد یا شہ بغداد۔ رس بفریاد یا شہ بغداد۔

یا حضرت سلطان العارفين - سلطان باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان میں یوں ندا کی۔

سُن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض نہیں کن دھر کے ہو  
میرا بیڑا پھیلا دیا کچھراں دے جھتے پھونڈ دہندے ڈر کے ہو  
شہ جیلانی محبوب سبحانی میری بانہ پھر پو گھٹ کر کے ہو  
پیر جنماں دے میراں باہو اور کندھیں لگ دے تر کے ہو

یا پھر حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے یوں سینے سے

ہو حیران کھلا متفکر سپا کچھ پھلا - اس جھورے تھیں بیٹھا جھور کے اندر جھان بڑا ابلدا

ہو علاج نہ بھوس کوئی کوک کرے دل یوں - میں مرید ظلام تساؤا بخشو کھ تقصیراں

اور تفریح الغاظر میں ہے ڈکان مرید اللغوٹ و منقدا حضرتہ فنادی با علی صوتہ

یا سیدی عبدالقادر غابت جمالی مع احمالہا اس کے بعد کہتا ہے کہ حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو آواز دینے کے بعد جب میں نے مشرق کی طرف توجہ کی اور صبح

روشن ہوئی تو ٹیٹے پر مجھے سبند کپڑوں میں ملبوس ایک شخص نظر آیا جو اپنے ہاتھ سے اشارہ

کر کے مجھے اپنی طرف بلا رہا تھا جب میں ٹیلے پر چڑھا اور جہاں وہ شخص دیکھا تھا وہاں پہنچا تو وہاں  
 کوئی نہیں تھا لیکن اذیت سامنے موجود تھی جو ہم نے پکڑ لے سلا سامان ان پر موجود تھا پھر ہم قافلے سے جا ملے  
 یہاں پر میں سلطان الاولیاء شہنشاہ بغداد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حضور عقیدت و استمداد  
 کے لیے یا شیخ عبد القادر جیلانی شی عر اللہ بطور وظیفہ مل کرنے کے ضمن میں ماضی قریب کے مقتدر اور  
 برگزیدہ اہل اللہ میں شمار اور سلسلہ نقشبندیہ کے افتخار بکہ تاجدار حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 شیر ربانی شرقی شریف کا ایک واقعہ درج کرتا ہوں جس کا ماخذ حضرت سید شریف احمد شرافت  
 نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور رسالہ کلمات قدیمہ معروف بہ فیض نقشبندیہ ہے اس میں حضرت میاں  
 صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید مولوی حکیم مظفر حسین صاحب کلمت حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ سے اس وظیفہ شریف اللہ کے متعلق استفسار اور آپ کا جواب اس کے صفحہ ۴۲، ۴۳ پر شامل ہے  
 اور اصل خط منجانب حکیم صاحب کا فوٹو میٹ ص ۴۴ پر شامل کر دیا گیا ہے اور حضرت میاں صاحب  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے خط کے جواب کا فوٹو میٹ ص ۴۵ تا ۴۶ شامل ہے شائقین  
 وہاں سے ملاحظہ کر سکتے ہیں اس طرح حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نمونہ خط جو سید  
 شرافت صاحب مرحوم نے محفوظ کر لیا ہے متعلقین سلسلہ حضرت میاں صاحب شیر ربانی رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کے لیے بالخصوص اور باقی قدیمین کرام کے لیے بھی کافی دلچسپی کا باعث بن سکتا ہے ہر  
 دو خطوط کا متن اس طرح ہے مولوی حکیم مظفر حسین صاحب کے والد کا نام حکیم فقیر علی تھا خلف  
 میاں پیر بخش بن میاں قل احمد بن مولوی حکیم محمد اشرف فاروقی خطیب جامع مسجد منجر چٹہ  
 و مصنف کترالرحمت فارسی و مصباح الطب فارسی و قصہ یوسف زینب فارسی وغیرہ حکیم صاحب  
 ایک بلند پایہ طبیب اور متشرع بزرگ تھے موضع اجکے تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت  
 رکھتے تھے۔ حکیم صاحب کے آبا و اجداد نوشاہی خاندان کے مرید اور صاحب تصنیف تھے حکیم  
 صاحب نے میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرقی شریف کی ارادتمندی سے طریقہ  
 نقشبندیہ حاصل کیا اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو رحلت فرمائی۔ آپ نے اپنے مرشد ارشد  
 حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں درج ذیل خط لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم جناب ہادینا و مرشدنا و مولانا حضرت  
 صاحب سلمہ الرحمٰن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلیٰ من لہم بیکم۔ خیریت فیما بین  
 نیک مطلوب احوال یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مگر کم بختی سے زیارت نصیب  
 نہ ہوئی آپ سر ہند تشریف لے گئے تھے اور اب میرے دل میں ایک وسوسہ پڑا ہوا ہے جو  
 کسی وقت رفع نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخاً لکھ مولوی ثناء اللہ پانی پتی  
 نے فتویٰ کفر و شرک کا دیا ہے اور علمائے دین نے بھی دیا ہے آپ اس میں کیا رائے دیتے ہیں۔  
 واجبا عرض ہے کہ ضرور اس مسئلہ پر غور کر کے تحریر فرمائیں گے بندہ تو کم علم اور کم فہم ہے۔ ضرور  
 میری دلجوئی کریں گے۔ اور الہینان دلائیں گے۔ جواب آنے پر حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ میری  
 طرف ضرور توجہ واسطے اللہ تعالیٰ کے رکھیں گے۔ پتہ ہذا یہ ہے۔

موضع اجٹکے ڈاکخانہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ پاس فقیر حکیم مظفر حسین قریشی کے جاوے۔  
 حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب مذکور کا یہ جواب لکھ کر  
 حکیم مظفر حسین قریشی کو بھیجا خداوند کریم فضل و کرم سے انجام خیر کریں۔

بہر حال شکر اور ذکر فکر عبرت ضروری ہے سو آج کل محال ہے اس وسوسہ میں پڑنا زیبا  
 نہیں فقیر تو پڑھا کرتا ہے حضرت میرال محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے اس لیے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں انہوں کو خداوند کریم کی محبت  
 کمال ہو جاتی ہے اخیر سب کار جو عارف کریم کی جانب ہے فائدہ خیراً حافظا و ہوارحم  
 الواحین آپ کا وجود غیر خدا سے تو نہیں بنا ہے اس کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں  
 اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر۔

خداوند کریم کی سنت جاری ہے ہر ایک کو ایک کام سپرد کیا ہے جیسا ہر ایک چیز سے  
 کام لیا جاتا ہے ویسا یہی ہے۔

۷۰ دروہ ہزار دروہ است۔ لاکن باکس نگوم

بہر حال جمال اللہ بیسم۔ بہر حال جمال اللہ بیسم

بجز روش خواہم بیچ چیزے۔ ز شوق جاں جمال اللہ جویم

فرصت کم خط کی رسم ہی نہیں اس خط و کتابت کے ضمن میں مولوی حکیم مظفر حسین قریشی فاروقی  
 ساکن اجٹکے ضلع گوجرانوالہ کا وہ بیان جو انہوں نے حضرت سید شرافت نوشا ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کے روبرو دیا جو کہ رسالہ کلمات قدسیہ کے صفحہ ۳۰ پر درج ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جن ایام میں شرقپور



جا کر حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہوا تو میں نے دیکھا آپ کی مسجد کے محراب پر لکھا تھا "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ" اس وقت تو میں نے پوچھنے کی جرأت نہ کی لیکن یہ خدشہ میرے دل میں رہا واپس چلا آیا اس کے بعد دوبارہ اس مسئلے کو دریافت کرنے شرقپور گیا تو اس وقت آپ سررہند تشریف لے گئے ہوئے تھے میری ملاقات نہ ہو سکی۔ چنانچہ گھرا کر میں نے بذریعہ مکتوب استفسار کیا۔ حضرت موصوف نے میرے اس خط کی پشت پر مختصر الفاظ میں جواب لکھ دیا جس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔ اور میں نے وہ خط تبرکاً محفوظ کر لیا۔ اس خط کا فوٹو سینٹ کلمات قدیمہ میں موجود ہے اور یہ خط آج بھی حکیم مظفر حسین صاحب کی اولاد کے پاس محفوظ ہے اور یہ واقعہ میں نے یہاں بدیں غرض تحریر کر دیا ہے کہ قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ عظمت شہنشاہ ہند اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتراف کا بر مسلمان دلدادہ ہے وہ کسی سلسلہ کا متعلق بھی ہو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور دست طلب پھیلانے میں فخر محسوس کرتا ہے اور ہر مشکل اور مصیبت میں آپ کی ذات پاک سے استمداد کو ذریعہ حل مشکلات سمجھتا ہے اور اپنی عقیدت کی پیشانی کو ہمیشہ در غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف جھکائے رکھتا ہے اور میرے دوست حاجی محمد اعظم منور رقم جو جناب عبدالمجید پروین رقم کے شاگرد اور صحیح جانشین ہیں اور ایک صوفی منشی عابد اور خدا یاد نزرگ ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد حاجی محمد حسین صاحب مرحوم شرقپور روڑی سے اپنے گاؤں کی طرف آرہے تھے راستے میں سکھوں کا ایک ڈیرہ تھا ان کے دو کتے تھے جو بہت بڑے بڑے تھے بلکہ ایک تو ان میں سے گدھے جتنا معلوم ہوتا تھا کتوں نے جب مجھے دیکھا تو لپک کر مجھ پر حملہ آور ہو گئے میں نے سکھوں کو آواز دی مگر ان کے پہنچنے سے پہلے کتے مجھ تک پہنچ کر حملہ کر چکے تھے میرے ہاتھ میں صرف ایک موٹا سا کانا تھا جسے شاید انہوں نے لاٹھی تصور کیا مگر کتوں نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور مجھ پر چھلانگ لگا دی میں گھبراہٹ میں نیچے بیٹھ گیا اور میری زبان سے نکلا "یا غوث الاعظم دشگیر" اس کلمہ کا میری زبان سے نکلنا تھا کہ دونوں کتے وہیں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنی دمیں اپنی پھلی ٹانگوں میں دہائیں اور جس طرف سے آنے تھے ادھر کو واپس بھاگ گئے اور سکھوں کے مجھ تک آنے سے پہلے کتے اپنے ڈیرہ پر پہنچ چکے تھے کچھ مجھے صحیح سلامت دیکھ کر معذرت بھی کر رہے تھے اور حیران بھی تھے اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر کر رہا تھا کہ اس نے سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک کی برکت سے مجھے موت کے منہ سے نجات عطا فرمادی۔

# فیض شہنشاہ بغداد صدقہ جاریہ (گیارہویں شریف)

اللہ تعالیٰ علیٰ مجدہ الکریم نے حضرت غوث اعظم شہنشاہ بغداد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محی الدین بنا کر بھیجا تھا۔ اور اقدارِ اسلامی اور ضروریاتِ دین جو انحطاط کی نظر ہو چکی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھرنے سے انہیں شوکتِ رفتہ اور عظمتِ قرونِ اولیٰ عطا کرنے کا کام تفویض کیا گیا تھا، غوث اعظم کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجددِ اعظم بھی تھے۔ کہ دین کو از سر نو پیدے سے روشنی اور نورانیت بخشنے کے لیے رب کریم نے آپ کی ذاتِ پاک کا انتخاب فرمایا تھا اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ عظمت اور علو مرتبت عطا فرمایا کہ چار دہائیوں کا عالم میں آپ کے نام کا تقارہ نہج رہا تھا اور احکامِ دین کی بجا آوری میں کسی کو کسی مقام پر آپ کے کسی حکم سے سربزنی کی مجال نہیں تھی۔ اور کسی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی فعل سے کسی صورتِ مخالفت کی جرأت نہ تھی اور مسلمان ہر جگہ بطیب خاطر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت پر فخر کرتے تھے، شعارِ دین کے جملہ اصناف میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تازہ روح پھونک دی، شعارِ اسلامی میں ہر طرف زندگی ہی زندگی نظر آنے لگی۔ ایمان بالغیب نماز، زکوٰۃ روزہ، حج خیرات جہاد غریب پروری، مسکین نوازی غرضیکہ ہر بات میں تازگی پیدا ہو گئی اور دین اسلام کی ضعیف اور کمزور حالت میں پھر سے قوت اور شادمانی عود کر آئی۔ ضروریاتِ دین یعنی فرائض میں اگرچہ ایمان بالغیب کے بعد نماز سے دوسرے سب پر رونک و شمار کیا جاتا ہے لیکن جب غور کیا جائے تو نماز اور زکوٰۃ یعنی اتفاق فی سبیل اللہ دو لازم و ملزوم ارکان معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی تشریح حدیثِ پاک سے بھی ہوتی ہے جہاں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ "من لا ذکوٰۃ لہ لا صلوة لہ ومن لا صلوة لہ لا ذکوٰۃ لہ" اس کا یہ مفہوم ٹھہرا کہ درحقیقت زکوٰۃ یعنی صاحبِ ثروت حضرات کا اللہ تعالیٰ کے راستے میں محتاج اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا نماز کی روحِ اصل ہے اور نماز باجماعت سے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن میں پانچ بار اکٹھے ہونے سے ایک دوسرے کے حالات کا خوب پتہ چل سکے اور اس طرح مستحق اور غریبوں کی پہچان ہو سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ ایک مسلمان بھائی

تو پھین کی نیند سو رہا ہو۔ اور اس کا دوسرا بھائی ہمسایہ یا مسلمان دوست بھوک کے غذاب میں تارے گن رہا ہو۔ اور قرآن پاک میں بھی جہاں محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقان صادق یعنی پرہیزگار لوگوں کی تعریف بیان کی گئی ہے تو ان کی خصوصیت یہ بتائی ہے کہ وہ نماز کو برپا کرتے ہیں۔ "وَمَا رَزَقْنَا هُمْ يَنْفِقُونَ"

اور اس رزق میں سے جو ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے خرچ کرتے ہیں یعنی زکوٰۃ اور خیرات کی صورت میں غنا پروردی اور تقسیم نوازی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اس کے راستے میں خرچ کرنا ایک اتنا عظیم اور رب کریم کا پسندیدہ عمل ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاطانِ عاتش سے دو فرشتوں کو مقرر فرما رکھا ہے جو ہر صبح کو عرشِ الہی کے نیچے سے دربارِ رب العزت میں دعا کرتے ہیں اور زندانیہ کہتے ہیں۔ "اللهم ان كل منفق خلف و كل ممسك تلفا" یعنی اے رب کریم رؤف الرحیم ہر خرچ کرنے والے کو خلف صالح عطا فرما اور ہر ہاتھ روکنے والے یعنی بنخیل کو مٹا اور پھر بھوکے کا پیٹ بھرنا، ننگے کا جسم ڈھا پنا، پیاسے کو سیراب کرنا، گرتے کو سہارا دینا، ڈوبتے کو بچانا، اور مبتلائے مصائب کو نجات دلانا انسانیت میں الواعزم اور عالی ہمت انسانوں کے کام ہیں۔ اور مسلمان ہر صورت میں اعلیٰ اقدار کا مالک ہوتا ہے۔ اور حضور فخر موجودات راجہ کائنات سید السادات امام المرسلین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو انسان کیا حیوان کے ساتھ ہمدردی کو بھی انسانی فرائض میں داخل فرمایا ہے اور کتاب شرف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مصنفہ امام ابو سعید عبد الملک بن عثمان نیشاپوری المتوفی ۷۰۴ھ میں اور دیگر کثیر کتب میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ حضور رحمت مجسم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص سفر پر تھا اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا جو کنوئیں کے پاس بیٹھا تھا اس شخص نے اپنا موزہ اتار پگڑھی سے باندھا اور کنوئیں سے پانی نکال کر پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم نے اسے اس نیکی پر بخش دیا۔ اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں:

خبر داد پیغمبر از حالِ مرد - کہ داد گناہائے او عفو کرد  
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

کیا جانوروں کو پانی پلانے سے بھی ثواب ملتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہاں جان ہے اسے پانی پلانے سے ثواب ملے گا۔ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مجھے کچھ ایسا عمل بتائیں جس سے میں جنت میں جاؤں اور دوزخ سے بچ جاؤں۔ عالی جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سچ بولا کرو اور سخاوت کیا کرو، اس نے عرض کی اس کی کسے طاقت ہے۔ فرمایا کھانا کھلایا کرو اور سلام کیا کرو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک اونٹ لو، اس پر پانی کی مشک بھر کر رکھو اور ان لوگوں کو پانی پلاؤ جن کو پانی نہیں ملتا بھی مشکیزہ نہ پھٹے گا اور اونٹ نہ مرے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہشت عطا فرمادے گا۔ وہ شخص اٹھا اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہوا نکلا۔ اور پھر صحابہ کرام کا راہ حق میں خرچ کرنا تو ایک ضرب المثل ہے حضرت خدیجہ الکبریٰ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب راہ حق میں خرچ کرنے میں رضائے حق دیکھی تو اپنا تمام دھن دولت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اسلام پر نچاؤ کر دیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے مکہ معظمہ کی امیر ترین خاتون تھیں۔ کتاب شرف النبی میں ان کی شاہانہ تمکنت کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے ”خدیجہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے گھر میں شاہانہ دربار لگاتیں، ستر کینزیں زرق برق لباس میں کھڑی رہتیں۔ فخر و غرور اور ناز و ادا کی زیادتی کی وجہ سے تخت سے نیچے قدم نہیں اتارا کرتی تھیں، کارندے اس کے سامنے حاضر ہوتے اور اپنا اپنا حساب دیتے خدیجہ جنت خرید ایک تاجر عورت تھی اور وہ کارندوں کو تجارت کے کام پر روانہ کرتی تھی اللہ تعالیٰ اس کے مال و دولت اور تجارت کے بدلے ان لوگوں کو بھی روزی دیتا تھا۔ اس قدر امیر کبیر اور جلیل القدر خاتون جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ نکاح میں آکر دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں تو انہوں نے اپنی بہتر راہ خداوند قدوس میں اسلام اور صاحب اسلام کی خاطر فخر و نوح کر دی اور زبان حق ترجمان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے حق میں یہ الفاظ فرمائے ”خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کی مثال کہاں مل سکتی ہے کہ اس نے میری اس وقت تعدی کی جب دوسروں نے میری بات کو نہ مانا اور اس نے اپنا سارا مال میری ضروریات پر نچاؤ کر دیا اور سب سے پہلے خداوند قدوس کے دین، حق کو قبول کیا۔ میں نے اس کو حین حیات ہی اس جنت کی بشارت دی تھی جس کو رب کریم غفور رحیم

نے چاندی اور زرد سے بنایا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری اہمات المؤمنین بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں غرباء و مساکین میں خرچ کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ حضرت زینب بنت خزیمہ بن عارت غریبوں اور مسکینوں کو بے پناہ کھانا کھلاتیں اور مصیبت زدگان اور مبتلایانِ بلا کی امداد فرماتیں اور اسی واسطے ام المساکین کہلاتی تھیں اور حضرت زینب بنت جحش جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی زاد بھی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق بڑی صادقہ اور بہت اللہ دینے والی تھیں اور بہت خرچ کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل میں جس میں ثواب صدقہ کا ہو اور خرید کو نین رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی داد و دہش اور انفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ کے پاس مال آتا غنیمت سے یا جیسے رب کریم کو منظور ہوتا آپ سارے کا سارا مال راہ حق میں مستحقین میں تقسیم فرما دیتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غریب پروری اور مسکین نوازی کا بیان کرنا کسی زبان کی طاقت نہیں اور زینتِ قرطاس کرنا کسی قلم کو یا رانہیں جب خود منعم حقیقی نے آپ کو کائنات کے لیے ولتی نعمت بنایا اور ارشاد فرمایا ”اغنى هم الله ورسوله من فضله“ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا، معنی بذاتِ تو رب کریم ہے لیکن اس نے اپنی یہ صفت محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطا فرمادی اور انہیں بھی معنی بنا دیا۔ اور جس کو جو دیا انہی کے دستِ بواد عطا فرمایا اسی واسطے فرمایا جنابِ رحمتِ مجسم ابوالقاسم رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ”ان الله معطي واننا قاسم“ مقصد یہ کہ معطی حقیقت میں اللہ تعالیٰ جل و علا کی ذاتِ پاک ہے مگر مخلوق تک عطا کا پہنچانا اور کم یا زیادہ تو یہ سارا کام محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قاسم کائنات بنا دیا اور پھر انفاق فی سبیل میں صحابہ کرام کو ترغیب اور تحریریں کے لیے رب کریم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا: خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بہا وحصل علیہم لان صلوٰتک سنن لہم و اولئہ سمیع علیہم یعنی اے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے مال میں سے صدقہ تحصیل کرو جس سے آپ ان کو ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔



اور ساتھ ہی اسی سورۃ توبہ گیارہ پارہ کی اگلی آیت نمبر ۱۰۳ میں وضاحت فرمادی ہے کہ صدقات اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے، اس پر صحابہ کرام کی ساری جماعت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی اور تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امیر کبیر رئیس تھے راہ خدا میں خدا کس فراضدلی سے خرچ کیا کرتے تھے، مسلمانوں کو مدینہ شریف پہنچنے پر سیٹھے پانی کے کنوئیں کی ضرورت پڑی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کو جو سیٹھے پانی کے کنوئیں کا مالک تھا منہ مانگے دام دے کر مسلمانوں کے معرف کے لیے واگذار کر دیا، مدینہ شریف میں قحط پڑا تا جبرغلے کر آئے سب سے زیادہ بولی دے کر سارا غلہ خرید لیا اور راہ خدا میں مفت غرباء میں تقسیم کر دیا، غزوہ تبوک میں تقریباً ہزار لشکری کے ہر قسم کے اخراجات سواریاں خوراک، کپڑے، ہتھیار وغیرہ اور دیگر ضروریات اپنے پاس سے پوری کر دیں۔ اس غزوہ میں حضرت فاروق معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام اثاثہ البیت کا نصف راہ حق میں نادر مجاہدین پر خرچ کرنے کے لیے پیش کر دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو گھر کا سارا اثاثہ پیش کر دیا اور حضرت مولائے کائنات علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ عنہ وجہہ الکریم کی غریب پروری اور مسکین و یتیم و اسیر نوازی کی تو قرآن پاک نے شہادت دی ہے۔ اور آیت شریف و يطعمون الطعام على حبه مسكيناً و یتیمًا و اسیراً (الدھر ۱۴) یعنی کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی غرباء پروری پر قرآن پاک میں کئی شہادتیں موجود ہیں اور شریف التواریخ اور ارجح المطالب کی روایت کے مطابق حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار اپنا سارا مال اور تین بار آدھا مال راہ خدا میں دے دیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ مہمان نوازی، غرباء پروری، اعانت مظلوم، ایصال رحم اور انعام فقراء و مساکین میں شہرہ آفاق تھے۔ اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام زین العابدین پوشیدہ سخاوت کرتے۔ راتوں کو آئے اور دھڑیوں کا بوجھ پشت مبارک پر اٹھا کر خیرات بانٹا کرتے یہاں تک کہ پشت مبارک پر سیاہ داغ پر گئے تھے امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غریب پروری اور مسکین نوازی کے طفیل قاضی ابو یوسف ایک غریب اور بے سہارا لڑکا بغداد شہر کا قاضی القضاہ یعنی چیف جسٹس بنا اور اسے خلیفہ ہارون رشید اور ملکہ زبیدہ ہمدانی کے مزاج میں اتنا داخل تھا کہ ہر

دو بیاں بیوی اپنے نبی اور ذاتی معاملات کو قاضی صاحب کے مشورہ سے ہی سرانجام دیتے تھے اور پھر مکہ زبیدہ کا صدقہ جاریہ جو روسے زمین پر اپنی مثال آپ ہے نہر زبیدہ ہے جس پر اس نے اپنی ساری دولت خرچ کر کے مکہ معظمہ کو سیراب کرنے کے لیے وادی فاطمہ سے نکلائی جو آج بھی ارض حرم کے بسنے والوں کی ضروریات اب کو کفایت کرتی ہے۔ اور زبیدہ کے نورانی کارنامے کو تنویرِ نخبی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ صدقات و خیرات کا یہ سلسلہ احکامِ شریعت کی روشنی میں جاری رہا لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اور اتنا دارِ اسلامی میں انحطاط واقع ہوتا گیا اس بہت اہم فریضہ کو بھی کوئی خاص اہمیت نہ دی جانے لگی، حکمرانوں نے پہلو تہی کی خواص نے لاپرواہی کی عوام میں بے حس پیدا ہو گئی اور جب حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو شروع میں یہ حالت تھی کہ غرباء پروری اور مسکین نوازی کا کسی کو دھیان تک نہ تھا اور جیسا کہ ہم اس کتاب کے پہلے اوراق میں بغداد کی تصویر دکھا چکے ہیں کہ وہاں فقراء و مسکین کو پیٹ بھرنے کے لیے کہیں سے کچھ نہیں ملتا تھا اور بعض ان میں سے گرمی پڑی چیزوں پر گزارا کرتے تھے اور بعض وجہ کے کنارے سبزی دھونے کے بعد جو پتے وغیرہ وہاں رہ جاتے تھے اس پر گزارا کرتے تھے اور سب سے لاپرواہی کی روایت کے مطابق ایک صبح ستر فقیر ایسے تھے جو وجہ کے کنارے ایسے پتوں پر اپنے دیو اشتہا کو تسکین دے رہے تھے۔ اور طالبانِ علم اور درس گاہوں کے لیے اخراجات کی مد میں صدقات اور خیرات سے کوئی آمدن نہیں ہوتی تھی اور محتاج اور نادار طلباء کو قوتِ لایموت کے حصول کے لیے کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور بسا اوقات انہیں فصل کے موسم پر دیہات میں جا کر فلو فراہم کرنے کے لیے نگرگدالی کرنی پڑتی تھی اور شمار دین کی جملہ اصناف بمع انفاق فی سبیل اللہ کے انحطاط کا شکار ہو چکی تھیں اس وقت اگر کوئی لوگوں سے کچھ لینے کی طاقت رکھتا تھا تو وہ یا تو احمد زندہ قبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا ہو سکتا تھا جو شیر کی سواری کرتا تھا اور لوگ اس کی خدمت خداوندِ قدوس کے خوف سے زیادہ شیر کا شکار ہو جانے کے ڈر سے کرتے تھے۔ یا پھر امراء اور بادشاہ اور خلفاء جو اپنے ذاتی اخراجات عیش و مستی یا علماء و مفتیان کا منہ بند کرنے کے لیے انہیں بھاری بھاری رقوم بطور نذرانہ پیش کرنے کے لیے مخلوقِ خدا یعنی مظلوم انسانیت کا خون ایسے میٹھے نشتروں سے کھینچ لیتے تھے جس سے وہ لوگ احتجاج بھی نہ کر سکیں زندوں میں بھی شمار نہ ہو سکیں اور مر بھی نہ جائیں اور اس کا

سنہ ہوتا ثبوت خلیفہ مستنجد باللہ کی وہ دس اشرفیوں کی تھیلیاں تھیں جو وہ حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بطور نذرانہ لے کر گیا تھا اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان میں سے دو کو اٹھا کر دبا یا تو ان میں سے خون بہنے لگا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مستنجد شرم نہیں آتی غلوکِ خدا کا خون جو تو نے ظلم سے کھینچا ہے وہ میرے پاس نذرانہ لے کر آئے ہو علیٰ ہذا القیاس جب دین کی تمام اقدار اپنے محور سے ہٹ چکی تھیں تو صدقات و خیرات کی مدد کیسے بحال رہ سکتی تھی جبکہ انفاق فی سبیل اللہ سے زعم باطل میں مال و دولت میں کمی واقع ہونے کا اندیشہ تھا لیکن حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو محی الدین بن کر آئے تو آپ نے دین کے ہر پہلو کو پھر سے رونق بخش دی۔ اور گلزارِ اسلام میں پھر سے بہار آگئی اور کوئی صنفِ تشنہ کام نہ رہ گئی چنانچہ بوجہ الاسرار میں شیخ عمران کیانی اور شیخ بزار سے روایت ہے کہ انہوں نے ۵۹۱ھ میں بغداد شریف میں ذکر کیا کہ ہماری موجودگی میں حضرت غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو محی الدین کیوں کہتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ۵۱۱ھ میں جمعہ کے دن میں برہنہ پاسفر سے بغداد شریف کی طرف آیا راستے میں ایک لاغر بد رنگ بیمار پر میرا گذر ہوا اس نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْنَا میں نے اس کے سوال کا جواب دیا اس نے کہا میرے پاس آؤ میں اس کے نزدیک گیا تو اس نے کہا مجھے بٹھاؤ میں نے اسے بٹھایا پس اس کا جسم موٹا تازہ ہو گیا۔ یعنی حضور شہنشاہ و بغداد کا دست مبارک لگنے سے) اور اس کی صورت اچھی ہو گئی اور رنگ صاف ہو گیا یہ دیکھ کر میں اس سے ڈر گیا۔ اس نے کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں آپ کے نانا پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہوں میں مرا ہوا تھا جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مجھے زندہ کر دیا۔ آپ محی الدین ہیں اس سے رخصت ہو کر میں جامع مسجد کو آیا، ایک شخص مجھ سے ملا اس نے اپنا پاپوش میرے لئے اتار دیا اور کہا یا سیدی محی الدین، جب میں نمازِ جمعہ سے فارغ ہوا تو لوگ میری طرف بھاگے وہ میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے یا محی الدین، حالانکہ اس سے پہلے مجھے کبھی محی الدین نہ پکارا گیا تھا۔ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اچھے دین کا کام شروع کیا اور اسلام

کی تمام اقدار کو از سر نو کھوئی ہوئی شادابی اور لٹی ہوئی بہار سے ہم کنار کیا لیکن انفاق فی سبیل اللہ کا چونکہ براہ راست دکھی اور بھوک اور افلاس سے ستائی ہوئی مخلوق کو فائدہ پہنچتا تھا اس واسطے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف خاص توجہ دی آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تمام اعمال کی تفتیش کی ان میں کھانا کھلانے سے افضل کوئی عمل نہ پایا۔ کاش میرے ہاتھ میں ہوتا کہ بھوکوں کو کھلاتا آخر رب کریم نے آپ کے دست مبارک میں وسعت عطا فرمادی اور آپ نے غریب پروری اور مسکین نوازی کو ہر عمل پر ترجیح دی اور یہیں سے گیا رہوس شریف پر بالخصوص غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی تصویر ذہین اور مخلص دلوں کے آئینہ میں منقش ہوئی اب یہ کہ اہل دن کو کیوں خصوصیت دی گئی اس کا تذکرہ اگلے صفحات میں آئے گا یہاں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غریب پروری اور بے کس نوازی کا خاکہ پیش قارئین کرام کر رہا ہوں تاکہ انسان صفت لوگ سمجھ سکیں کہ انفاق فی سبیل اللہ کا فریضہ جس کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ روح پرواں عطا فرمائی تھی آپ کی نگاہوں میں کتنا اہم تھا اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امت مسلمہ پر کتنا احسان اعظم ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عظیم اور نہایت ہی اہم فریضہ کو امت محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اس پہنچ پر جاری فرمادیا کہ کم از کم ہر مہینہ میں ایک دن تو ہر مسلمان گھر سے حسب استطاعت حاجت مند مخلوق خدا کے لیے حصہ نکلتا رہتا ہے اور یہ کار خیر انشاء اللہ العزیز تا قیامت جاری رہے گا اور مما رزقنا ہم ینفقون پر عمل ہوتا رہے گا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قاعدہ تھا کہ آپ کسی سوالی کا سوال رد نہیں فرمایا کرتے تھے اگر اپنا کپڑا اتار کر دینا پڑے تو وہ بھی دے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار میں شیخ خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھ کر کہا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کی میں آج دریا کے کنارے گیا اور طراح سے کہا کہ مجھے دوسری طرف لے چل اس نے انکار کیا اس لیے افلاس کے سبب میں شکستہ دل ہو گیا فقیر نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا کہ ایک شخص تیس دیناروں کی تھیلی آپ کی نذر کرنے آیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فقیر سے فرمایا کہ یہ تھیلی لے کر اس طراح کے پاس جا اور اسے کہہ دے کہ کسی فقیر کا سوال رد نہ کیا کرے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اپنی قمیص مبارک اتار کر فقیر کو دے دی پھر اس سے بیس دینار دے کر خرید لی۔ اور آپ کی خدمت میں جب بھی کوئی ہدیہ آتا اسے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا، لیکن آپ ہمیشہ کم غذا استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور اس وقت کھانا کھاتے جب قرب و جوار کے محتاج اور نادار اپنی احتیاج پوری کر لیتے آپ غرباء اور مساکین کے ساتھ بیٹھا پسند فرماتے تھے، طلباء کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد جھوم رہتا تھا اور ہر کوئی ہی سمجھتا تھا کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر خاص میرے لیے ہی مخصوص ہے آپ نے کبھی امرا و سلاطین تعظیم کیلئے اٹھتے اور نہ کبھی ان کے دروازے پر تشریف لے جاتے نہ کبھی ان کے قالینوں پر بیٹھتے اور نہ کبھی ان کے ساتھ کھانا کھاتے اگر کسی کام کے لیے خلیفہ کو تحریر کرتے تو فرماتے "عبد القادر تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے اور اس کی اطاعت تم پر واجب ہے آپ علماء کا لباس زیب تن فرماتے آپ کی پوشاک مقبول وضع اور بیش قیمت ہوتی ایک گز کپڑا دس دینار کو خریدا جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضور کا عامہ مبارک ستر ہزار دینار کا خریدا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز نیا لباس تبدیل فرماتے اور پہلا لباس جو صرف ایک دن پہنا ہوتا تھا، فقراء و مساکین میں خیرات کر دیتے جس وقت کوئی فقیر یا مسکین آپ کا استعمال کیا، ہوا کپڑا پہنتا اسی وقت اس کو دل کی صفائی نصیب ہو جاتی رہے فقر کا معراج ہے، فقیر کہتے ہیں اس کو فقیر کہتے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک تمام مطلقاً ہوتی تھی اور یا قوت سرخ و سبز زرد، الماس اس پر جڑے ہوتے تھے۔ تمام کام مرصع ہوتا اس کے تلوں میں چاندی اور سونے کی میخیں لگی ہوتی ہوتی تھیں کوئی جوتوں کا جوڑا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ دن سے زیادہ نہیں پہنا جمعہ کے دن نیا جوتا پہنتے اور پہلا جوتا کسی سائل محتاج کو دے دیتے جو دولت ظاہری اور باطنی سے مالا مال ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب میرے والد بزرگوار مشہور ہو گئے تو آپ نے ایک دفعہ حج کا ارادہ فرمایا اس حج کی آمدورفت میں میں آپ کی سواری کی باگ بچھوڑتا تھا جب ہم حلہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سب سے غریب گھر کی تلاش کرو۔ اس لیے ہم نے ایک خیمہ دیکھا جس میں نشیم کا ایک خیمہ تھا اور اس میں ایک بوڑھا بڑھیا اور ان کی لڑکی تھی یہ لوگ آپ کی ارادت میں تھے آپ ان کے ہاں اترے اور اپنے احباب کو



بھی ساتھ ٹھہرایا، حلہ کے مشائخ اور رؤسا و امراء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالی میں آئے۔ اور درخواست کی کہ حضور ہمارے غریب خانوں میں یا کسی اور اچھے گھر میں تشریف لے چیں۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظور نہ فرمایا، اہالیان شہر نے آپ کے لیے بہت سی گائے بکریاں کھانا سونا چاندی اور سامان بھیجا اور سفر کے لیے سواریاں بھیجیں اور لوگ ہر طرف سے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس تمام آمد میں سے میں نے اپنا حصہ اس گھر والوں کو بخش دیا یہ سن کر آپ کے تمام ساتھیوں نے بھی اپنا اپنا حصہ ان گھر والوں کو بخش دیا۔ اس طرح وہ تمام مال اس بوڑھے بڑھیا اور لڑکی کو عنایت کر دیا گیا۔ رات عالیجناب رضی اللہ عنہ نے وہیں بسر کی اور صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے، صاحبزادہ عالی منزلت فرماتے ہیں کہ کئی سال کے بعد حلہ میں میرا گذر ہوا کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بوڑھا وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ مالدار تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ سب اس رات کی برکت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی پیر کا مرید مفلس ہو اور پیر نے اس کا مداوا نہ کیا تو قیامت کو پیر سے سوال ہو گا کہ تیرا مرید غریب کیوں رہا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق پیدا کر لیا فرمایا ہے "اغنیٰ ہم اللہ ورسولہ من فضلہ" یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا، مقصد یہ کہ ادھر سایہ دامنِ رحمتِ محبوب پاک صاحبِ بولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جگہ ملی ادھر اللہ تعالیٰ جمل مجذہ الکریم نے اپنی رحمت کے خزانے ان پر کھول دیئے یہاں پر بہر کیف ایک لمحہ فکرمیہ اور درسِ عبرت ہے موجودہ دور کے ان اخباری پیرانِ محتشم بالشان کے لیے جن کو مریدین کی اصلاح احوال کی بجائے اپنے حلوے، مانڈے اور مرغِ پلاؤ کی نگر اور اپنا نذرانہ ٹیکس جو انہوں نے غریب مریدین پر ٹھونس رکھا ہوتا ہے وصول کرنے کی دھن سمائی رہتی ہے اور بقول سید وارث شاہ - مع بھانویں ٹبر مرید دامرے بھکھاپیر اپنے نفس نول پال سے فی، یا بقول حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید کا اظہار حقیقت ہے ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی - گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن اور پھر علامہ علیہ الرحمۃ کی زبان سے بالکل حقیقت پر مبنی فیصلہ ملاحظہ ہو

سے نڈرانہ نہیں سو دہے پیرانِ حرم کا ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن  
 خیر یہ تو درمیان میں جملہ معترضہ ان متغنی پیروں کے متعلق آگیا ہے جنہوں نے فریب کا  
 لہاؤہ اور ٹھہ کر سادہ دل مسلمانوں کو پھانسنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے اختیار کر رکھے ہیں اس  
 کا کیا انجام ہوگا۔ اور یہ قوم کو کس قدر ذلت میں گرا دیں گے اس کے متعلق یہ لوگ خود ہی سوچیں یا ان کے  
 دام تزیور میں پھنسنے ہوئے ان کے اندھے مقلد ان کے مرید یا ان کی شومٹی تقدیر مجھے اس مقام پر  
 اتنی نشاندہی سے زیادہ اس معاملہ سے غرض نہیں کیونکہ میرے سامنے تو بات ہے پیرانِ پیر کی  
 پیر روشن ضمیر کی سلطان بے نظیر کی آسمانِ رشد و ہدایت کے بدرِ منیر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی  
 سخاوت کی انفاق فی سبیل اللہ کی غربا پروری کی مسکین نوازی کی یتیم دوستی کی اور دکھی اور مظلوم انسانیت  
 کے دکھ درد کا مداوا بننے والے کی جس کے متعلق میں نے صفحات مابقی میں واضح کر دیا ہے کہ آپ  
 غرباء و مساکین پر کس قدر فراخ و صلگی سے خرچ کرتے تھے آپ بنفس نفیس اگرچہ سادہ لباس اور  
 سادہ غذا کے عادی تھے لیکن چونکہ مفلس و نادار لوگوں پر خرچ کرنے کا مقصد مد نظر رہتا تھا اس  
 واسطے آپ وسیع دسترخوان بچھواتے اور اس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے اور آپ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقراء و مساکین کو ساتھ لے کر دسترخوان پر بیٹھ جاتے اور جب تک وہ لوگ  
 اپنی احتیاج پوری نہ کر لیتے آپ دسترخوان سے نہ اٹھتے اور قیمتی سے قیمتی کپڑا اس واسطے پہنتے  
 کہ صرف ایک دن پہن کر اس کو اپنے جسم نور کی برکتیں عطا کر کے غرباء کو دے دینا مقصود ہوتا  
 تھا اور جس خوش قسمت غریب کو وہ عطا ہو جاتا تھا وہ ظاہر میں بھی امیر ہو جاتا تھا اور باطن میں  
 بھی پر تنویر ہو جاتا تھا آپ کا پاپوش مبارک جس خوش نصیب کو مل جاتا تھا وہ ہزاروں میں کھینے لگتا  
 تھا اور یہ پاپوش مبارک، حضرت شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے مبارک کا اترن کتنے  
 خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کو یہ نعمت نصیب ہو جاتی تھی جن کو یہ تاج مل جاتا تھا۔

اور یہ تاج کن پائے مبارک سے مس ہو کر اترتا تھا وہ تنویر بخش عالم پائے نور جو کسی آدمی کی  
 گردن پر آجائیں وہ ولی اللہ ہو جائے اور ادیبانے کا میں جن مبارک قدموں کو اپنے سر اور  
 آنکھوں پر رکھ کر اپنی ولایت پر مہر تصدیق ثبت کرائیں اور اگر کرم کریم کار ساز سے اور نظر رحمت  
 سید ابراہیل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرش ابرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاپوش بادقار کا سایہ

بہا افتخار محمد لطیف زار، بیچ میرزہ بیچ کار کے فرق عقیدت شعار پر جلوہ ریز ہو جائے تو ذہن نصیب اس عزیز کو عقیدت کا ثمر مل جائے۔ یہ تمام عزیز پروردی کے طریقے تھے وگرنہ عام حالات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے لیے ہر چیز میں سادگی پسند کرتے تھے لیکن شوکت کلام اور حسن بیان کہ اس میں آپ کی زبان پاک میں تاثیر لعاب دہن سید ولد آدم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ العلم اور تاثیر لعاب دہن سید العرب مولائے کائنات علی شہر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم باب مدینۃ العلم شامل تھی اتفاق فی سبیل اللہ میں آپ کے اخراجات ہر مد سے بڑھ کر تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فریضہ کو آپ نے ہر دوسرے مستحق عمل سے زیادہ اہمیت دی ہوئی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پیش نظر ہر وقت اللہ تعالیٰ اجل و علا کا یہ حکم رہتا تھا ” يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِمَّا قَبْلُ أَنْ يَأْتِيَنَّكُمْ يَوْمَ لَا يُبْعَثُ فِيهِ وَلَا خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَأَكْفِرُوا هُمُ الظَّالِمُونَ ” اس آیت مبارکہ کے ماتحت مسلمان صاحب ثروت کے لیے یہ حکم رب العزت بطور فرض مقرر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اپنی زندگی میں حاجت مندوں عزیزوں اور مسکینوں پر خرچ کرے اور روزاد کرے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہر روز نیا لباس زیب تن فرماتے اور کل والا حاجت مندوں کو عطا فرما دیتے یہ دن میں کئی بار کرے جیسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دسترخوان دن میں کئی بار عزیزوں اور محتاجوں کے لیے بچھتا تھا ہفتہ میں ایک بار کرے جیسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہر جمعہ کو نئی پاپوش مبارک زیب پا فرماتے اور پہلی راہ خدا میں ضرورت مندوں کو عطا فرما دیتے مہینے میں ایک دفعہ کرے جیسے باقاعدہ گیارہویں شریف کا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجرا فرمایا سال میں ایک دفعہ کرے مثلاً عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے راہِ خدا میں خرچ

لے القرآن پارہ ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۴۔ ایمان والو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمارے دئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و نہ فروخت ہے نہ کا فردوں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت اور نہ خود ہی ظالم ہیں ترجمہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کرنے کی ایک اہم تقریب تھی عزیزمکہ اس دن کی سختی سے بچنے کے لیے جس دن کافر دوستی اور شفاعت کو ترسیں گے حسب استطاعت راہِ خدا میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور لا یُکفِبُ اللہُ نَفْسًا اِذْ وُتِعَهَا ط۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق پس امیر لوگ زیادہ خرچ کریں اور متوسط اور پختے درجے والے اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق خرچ کریں لیکن خرچ کرنا ہر صاحبِ نصاب پر فرض کر دیا گیا حضرت فرد الا فراد غوث الاغیث قطب الاقطاب شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خود بنفسِ نفیس تو راہِ حق میں رات دن ظاہر اور پوشیدہ خرچ کرتے رہتے تھے کہ یہی طریقہ مردانِ حق منظورِ حق تھا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامۃ المسلمین کی بھلائی کے لیے ہر مہینے میں ایک دن کا تقنین کرنا چاہا کہ کم از کم اس ایک دن ہر مہینہ میں مثالی غمراہ پروری اور مسکین نوازی کی طرح قائم ہو جائے فریضہِ اہلی کی بجا آوری بھی ہوتی رہے اور باقاعدگی بھی قائم رہے اور جو لوگ مہینہ میں صرف ایک دفعہ خرچ کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں یا مثلاً ملازم پیشہ اور ماہوار مشاہرہ پانے والے افراد پیر کا دن حضور سیدہ کو نین فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا یوم مبارک ہونے کی وجہ سے بہت افضل دن تھا مگر یہ ہر ماہ میں کم از کم چار بار آتا تھا اور اسی طرح جمعرات اور جمعہ بھی تو جو لوگ کر سکتے تھے، ان دنوں میں خرب انفاق فی سبیل اللہ کرتے تھے لیکن ہر ماہ میں ایک دن الباقیے تھا جو کہ خاص اہمیت کا دن ہو چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ جناب سیدہ کو نین رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت بروز دو شنبہ بتاریخ ہنم ربیع الاول یکم عام الفیل بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۰ء ہوئی یہ رحمتہ للعالمین جلد دوم سے روایت ہے اور علامہ نووی اور حضرت شیخ تمحقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق یومِ ولادتِ نبوی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے اگلے دن کی ہے یعنی دس ربیع الاول شمار میں آتا ہے تو یہی تاریخ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پسند آئی اگرچہ کچھ تحقیقات سے ۲ ربیع الاول کو یوم ولادت شمار کیا جاتا ہے لیکن جس دن کو بھی ہو محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں غمراہ پروری اور انفاق فی سبیل اللہ کی

مستحق اور نرضیہ الہی سے عہدہ برآ ہونا ہے جس کا تقرر اور اجراء فرما کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے جس کے لیے امت ہمیشہ آپ کے زیر بار رہے گی اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی تاریخ ولادت محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں ترجیح دی اور اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا دن کیوں نہ اختیار کیا اس کے کئی ایک سبب ہیں۔

۱۔ کیونکہ یہ ایک عظیم منفرد اور بے مثال دن تھا جس میں رب کریم نے دنیا والوں کو اپنا عظیم منفرد اور بے مثال محبوب پاک عطا فرمایا اور اس دن جو نیک کام بھی کیا جائے اس کی حیثیت بھی عظیم منفرد اور بے مثال ہوتی ہے۔

۲۔ یہ سید ولد آدم علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری کا دن تھا اور صحابہ کرام اس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک کی خوشی میں دھن دھن خرچ کرے کو بڑی اہمیت دیتے تھے علامہ ابن حجر مکی شافعی نے اس ضمن میں ایک مستند کتاب نعمة البکری لکھی ہے، ۳۔ حضرت رسول پاک سید لوہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بے مثال نعمت اور بے نظیر احسان تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی الرحمت کی ذات گرامی عطا فرما کر رب کریم رُف درحیم نے مومنوں پر احسان جتایا ہے حالانکہ ان گنت نعمتیں عطا فرمائیں اور فرمایا (أَنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تَحْصُوْهَا) کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو گے تو اہیس کسی صورت شمار نہیں کر سکو گے نہ حساب دان کے ذریعہ وہ مشرق کا ہوا مغرب کا نہ کسی کمپیوٹر کے ذریعے سے وہ نئی قسم کا ہو یا پرانی قسم کا یا آگے چل کر کسی قسم کی کوئی حسابی مشین ایجاد ہو جائے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے لا فرما دیا تو پھر کوئی ذریعہ احسان ہو کے گا ٹھیک اسی طرح جسے شہد اکی حیات کو شعور انسان سے لا فرما کر بالا فرما دیا خیر ان ان گنت بیروں از شمار نعمتوں

پر رب کریم نے احسان نہیں جتایا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ (لَقَدْ كَرَّمْنَا يَوْمَئِذٍ نَّبِيَّكَ وَمَا كُنَّا نَعْبُدُكَ فَكَرَّمْنَا رُبَّكَ فَقَدِّسْ) یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر بھی کر اور ایسے طریقے اختیار کر جن سے انعامات اہم خاصا اس نعمت بکبری کی یاد تازہ ہوتی رہے تو یہ اور کئی اور اسی قسم کی وجوہات تھیں جن کو مد نظر رکھ کر



حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یومِ ولادتِ محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی ۱۰ تاریخ ہرمہ ماہ کو باقاعدہ عزیمت پر درمی اور مسکین نوازی کی بنا ڈالی اور پورا سال گزر جانے کے بعد جب ربیع الاول شریف کی دس تاریخ آتی تو اس تاریخ کی اگلی یعنی گیارہویں رات کو اس کا رخیر کو اور بھی اعلیٰ انتظامات کے ساتھ منایا جاتا اور یہاں ایک قدرتی اتفاق یہ ہو گیا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت شریف ہفتہ کی رات بعد از نمازِ عشاء بتاریخ گیارہ ربیع الاخر واقع ہو گئی اور اگر تقویم کی رُو سے دیکھا جائے تو شبِ شنبہ ۱۹ اور ربیع الاخر کی درمیانی رات تھی اور اس طرح میلادِ محبوبِ پاک کی یاد میں منقذ کی جانے والی محافل ایصالِ ثوابِ بروجِ برنوجِ غوثِ پاک کے نام سے بھی یاد ہونے لگیں اور اس کے بعد آگے چل کر جب میلادِ ابی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ متعین کر لی گئی تو گیارہویں کی نسبت صرف باذاتِ شریفِ غوثِ محبوبِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانے لگی اور مستحقین کو خوراک و پوشاک اور دیگر لوازمات حضور شہنشاہِ بلند اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ پاک میں ایصالِ ثواب کے لیے مخصوص ہو گئے اور اتفاقِ فی سبیل اللہ کا مرحبا ہوا پودا جسکی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حسنِ عمل سے آبیاری کر کے اس کو دوبارہ تروتازہ اور شاداب کر دیا تھا بفضلہ اتنا بڑھا پھولا کہ اب زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی ایسا مقام ہی نہیں جہاں اس کا سایہ نہ پہنچ چکا ہو اور اقصائے عالم میں کوئی مسلمان غریب مسکین ایسا نہیں جو اس کا شکرِ شیریں نہ چکھ چکا ہو اور کوئی حاجت مند ایسا نہیں جو اس سے متمتع نہ ہو رہا ہو لیکن پیشتر اس کے کہ میں یہاں وہ تفصیل درج کروں جس سے معلوم ہو سکے کہ فیضِ شہنشاہِ بلند اوصدِ قہر جاریہ کی صورت میں حاجت مندوں پر انعامات کی بارش کس کر رہا ہے۔ میں گیارہویں شریف کی حقیقت سے قارئین کرام کو ایک ایسے سلو سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جس پر اس سے پہلے میرے استادِ مکرم دادا مرشد حضرت مولانا محمد نوشا ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بے نظیر مختصر سی کتاب "یارھویں" میں بے بدل تبصرہ کیا ہے اس سے آگے اس ضمن میں زیادہ اقتباسات بھی میں نے اس کتاب سے لیے ہیں۔ سب سے پہلے تو آپ نے ایک تریں فیصلہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں یارھویں کے جواز اور عدم

جواز میں درحقیقت نیت کا فرق ہے باقی جھگڑا رکڑا یا رھویں کو فرض سمجھ کر دینے والے جیسے ہم نے انفاق فی سبیل اللہ کی حد میں اسے ایک بہترین نمونہ ثابت کر دکھایا ہے یا رھویں دینے والے اگر بار رھویں دیکر یہ سمجھ لیں کہ انہوں نے ایسا بڑا فرض ادا کر لیا ہے کہ اگلی بار رھویں تک نماز روزہ حج زکوٰۃ غرض جس قدر اعمالِ صالحہ فرض واجب اور سنت ہیں سب بار رھویں میں آگئے اور یہی تمام حسنات کا مجموعہ اور تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور اس کی ادائیگی کے بعد تمام فرائضِ الہی سے فارغ ہو جاتے ہیں اور اس کی طرح بار رھویں کھانے والے اس نعمت سے پیٹ کو جبر کر تمام اعمالِ صالحہ اور فرائض و واجبات سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ فقط بار رھویں دے لینا اور کھالینا تمام احکامِ دین کی بجائے آوری کو کفایت کرتا ہے تو۔

۵۔ این خیال است و محال است و جنوں

نماز روزہ میں کوتاہی اور ادائیگی حج و زکوٰۃ میں لاپرواہی برتنے والے لوگوں کی گیارھویں نہ عند اللہ ماجور ہے نہ دربارِ شہنشاہِ بعد اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں منظور ہے لیکن وہ لوگ جو اقدارِ دین کی حفاظت کرتے ہیں اور تمام فرائض و واجبات کو موقعِ محل کی رعایت سے باقاعدگی کے ساتھ بلا کم و کاست بجالاتے ہیں اور دل میں استرغائے الہی کا کھٹکا ہر وقت لگائے رکھتے ہیں وہ ہر ماہ کی گیارھویں کو اور ہر سال کی بڑی گیارھویں کو حضرتِ عرشِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی روح پر فوج کو ایصالِ ثواب کے لیے حسب استطاعت عزا و مساکین کو فی سبیل اللہ جتنا بھی دیا کھلائیں پہنائیں مستحسن اور ضروریاتِ دین سے ہے۔ اور انفاقِ فی سبیل اللہ کی حد میں ایک فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کا بہترین ذریعہ ہے اب رہے وہ لوگ جو بار رھویں دینے کو ناجائز سمجھتے ہیں یا اس کے عدم جواز ہر فتویٰ دیتے دیتے ہیں ان میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو بار رھویں کھا کر پلے ہوتے ہیں اور جب پُرزے نکل آتے ہیں تو اسی غذا کو جس سے ان کا خونِ جم پیدا شدہ ہوتا ہے ناجائز قرار دے دیتے ہیں یہ شاید یہ معمول چکے ہوتے ہیں کہ دینی مدارس و مکاتب کے غریب اور نادار طلبہ کا گزارہ خیرات و صدقات پر ہوتا ہے اور بار رھویاں اور ستارویاں ہی وہاں

آتی ہیں اور ان سے برصغیر کا کوئی مکتبہ فکر مستثنیٰ نہیں لوگ عام طور پر خیراتی مکاتب میں ایسے ہی مال بھجیتے ہیں جو یہ علمائے کرام کھاپی کر موٹے تازے ہوتے رہے اور جب پڑھ لکھ کر پختہ ہو گئے تو پھر ناجائز کے فتوے دینے کی سوچھی دراصل یارھویں دینے والے حضرات نے عدم جواز کا فتویٰ دینے والے علماء کے دل کو کبھی نہیں ٹٹوٹا انہیں یارھویں سے کوئی نکتہ نہیں فتویٰ عدم جواز تو صرف یارھویں دینے پر ہے کیونکہ مبادا اگر وہ جواز پر فتویٰ دے دیں تو کوئی دیوانہ یہ مطالبہ نہ کرے کہ حضرت آپ بھی تو اس کا خیر میں کچھ خرچ کریں اور انہیں مجبوراً کچھ ملحقہ سے دینا پڑ جائے جس کا اندراج ان کی لغت میں کہیں نہیں ہے رہا یارھویں لینا تو اس کے وہ بالکل خلاف نہیں ہیں اور یہ تو ایک پاکیزہ اور مرتزکی فیض ہے (اکابر اولیاء اللہ کا۔ یہ لوگ تو لینے پر ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں اور ہر جائز ناجائز چیز کو بطیب خاطر قبول کرتے اور اس پر الحمد للہ اور بارک اللہ کے ڈونگرے برساتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ فتووں کی اجرت و عطا کی اجرت امامت کی اجرت۔ قرآن پاک پڑھنے اور سنانے کی اجرت چھتے آدمی کی حمایت تو نگر نغازی کی رعایت عار و غراب سے بے توجہی کا جواز کہاں سے ملتا ہے کس حدیث سے ثابت ہے؟ کس امام کا قول ہے؟ مگر ان کے نزدیک یہ سب کچھ جائز بلکہ شیر مادر ہے مولوی عورتوں کو قبول پر جانے سے منع کرتے ہیں اور اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں مگر اپنے و عطا میں آنے کے بڑے مشتاق ہیں کیونکہ جس قدر فائدہ ان سے ہے مردوں سے نہیں بظاہر انہیں شرک و بدعت سے آگاہ کرنے کے لیے بلا یا جاتا ہے لیکن اصل مقصد چندہ جمع کرنے کا ہوتا ہے۔ ختم و عطا پر جب کوئی چادر پھیرتا ہے یا جھولی کرتا ہے تو وہ زیور اتار اتار کر دے دیتی ہیں اور نقد بھی خود دیتی ہیں اور اپنے مردوں سے دلاتی ہیں یہ بات بالکل جائز اور اگر کوئی عورت درس عبرت حاصل کرنے کے لیے کسی دل اللہ کی قبر پر چلی جائے تو وہ بالکل ناجائز اور اگر کہیں تعین یوم کرے مثلاً جمعرات کو ہی جائے تو پھر تو بالکل ہی غلط بلکہ شرک کی حد میں داخل ہو گئی لیکن یہ صرف بیہی طریقہ پر چلنے والے مولویوں کا خود ساختہ فتویٰ ہے ورنہ جذب القلوب الیٰ ديارالمحبوب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حاکم نے مستدرک الصحیح میں مولانا نے کائنات علی شیر خدا علیہ السلام سے روایت کیا ہے

کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا خاتونِ جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا ہر جمعہ کو حضرت سیدہ الفہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر جایا کرتی تھیں اور وہاں نماز بھی پڑھتی اور وہاں اور قبر کی شکست و ریخت کو درست کرتی تھیں یوم کے سوا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا اور موقع ملے تو وہاں نمازِ نفل پڑھنا اور مقبور کی مظلومی اور راہِ خدا میں اس کے ابتلاء اور مصائب و بلا کو یاد کر کے رونا جائز ہے اور یہ فعل ان کے حقے جن کے گھر میں نبوت اور رسالت تھی اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ اگر عورتوں کے قبروں پر آکر متکبِ شرک وغیرہ ہونے کا اندیشہ ہو تو ان کو ضرور منع کرنا چاہیے۔ اور اگر صرف زیارت کرنا اور موت کو یاد کرنا خوفِ عاقبت سے رونا اور قبر کے نشان کو قائم رکھنے کے لیے اس کی شکست و ریخت کو درست کرنا مقصود ہو تو جائز ہے جیسا کہ حضرت سیدہ پاک سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے فعل سے ظاہر ہے اب میں گیارھویں شریف کی اصیلت ہر چند اعتراضات کا ازالہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ عدم جواز کا فتویٰ دینے والے جب اپنے بنیادی اعتراضات کا مثبت جواب دیکھیں گے تو ان کو اعتراض اور فتویٰ عدم جواز کی گنجائش نہیں رہ جائے گی یا رھویں شریف پر تین بنیادی اعتراض کئے جاتے ہیں جریہ میں۔

۱. تعیین الوقت۔ ۲. تسمیۃ للیفر۔ ۳. اطعام الطعام

یہ ہر سہ اعتراضات ان دانش و ذہنگ کے نزدیک کچھ ایسی وقت نہیں رکھتے کہ ان کو بنیاد بنا کر عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے مگر چونکہ معترضین نے اعتراض برائے اعتراض کرنا ہوتا ہے اس واسطے ان کے اعتراض پر تعیین الوقت پر استاذی المکرم مولانا محمد اعظم شاہی صاحب نے مستند رد لکھا ہے جس کا ملخص یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

## تعیین الوقت

کسی نیک کام کے لیے کوئی دن یا وقت مقرر کر رکھنا ایسے آدمی کے لیے جو ہمیشہ

سوالی اور غریب و مساکین کی حاجت پر غور کرنا اور ان کے دل کو آرام دینا ہے وہ علاوہ اس عام کرم و سخا کے دوستوں اور نیک مردوں کی خدمت اور کھانا کھلانے کے لیے اگر کوئی خاص دن مقرر کر لیتا ہے تو بلاشبہ جائز اور صحیح ہے اس طرح کی تعیین کو بڑا کبنا خود بڑا بننا ہے کیونکہ بعض امور کی تعیین حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور بعض امور جو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قولاً و فعلاً ثابت ہیں ان کو بدعت یا شرک کہنا سخت جہات ہے معاذ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعیینات کرنا بے علمی و بے خبری بھی بڑا جاننا کفر ہے۔ تعیین وقتی تو عین سنتِ اہلی ہے اور سنتِ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے حج کا وقت معین ہے، الحج اشرف معلومات، نماز کا وقت معین ہے، ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتباً موقوتاً و روزہ کا وقت معین، شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مسلمانوں میں زکوٰۃ کا وقت معین، عیض کئی اور کاموں کے لیے تعیین وقت کی گئی ہے سفر پر جاننا یا کپڑا پہننا گرام و سرما میں باہر نکلنا اور اندر داخل ہونا وغیرہ کے لیے قولاً و فعلاً وقت معین ہیں اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر درمنثور میں لکھتے ہیں کہ ابن منذر اور ابن مردودہ وغیرہما محدثین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کے سر پر شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فننعم عقبی الدار۔ یہ حدیث شریف اور بھی کنی محدثین سے روایت ہے یہ فعل بنوی سے تعیین وقت پر صاف دلالت کرتی ہے اور مفسرین اور محدثین نے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ہر سال کے سر پر شہدائے احد کی قبروں پر جانا لکھا ہے اور حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہر جمعہ کو حضرت سیدہ شہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر جانا ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ غرضیکہ دنیا کے اکثریت سے کام خاص دن اور خاص وقت میں مقرر ہیں چنانچہ بخاری شریف مطبوعہ مطبع عامرہ دار الخلاذ العلیہ جلد ۲ ص ۵۷ باب من اتی مسجد قبا کل سبت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رحمت عالم رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ



علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن سوار اور کبھی پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے اور اب مدینہ طیبہ والے زائرین کو یہ کہہ کر مسجد قبا کی زیارت کو لے جاتے ہیں کہ ہفتہ کے روز صبح کی نماز کے بعد مسجد قبا میں جا کر دو نوافل ادا کرنا فرمانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہوتا ہے اور کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ پر حضور علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی موجود ہے کہ جس نے کوئی کام ہفتہ کی صبح کو شروع کیا میں اس کے بخیر انجام ہونے کا ضامن بنتا ہوں اب ہفتہ کا دن مخصوص کر لینا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فعل بھی ہے اور فرمان بھی ہے اب آپ عالی جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل اور فرمان کو بڑا جاننا صریحاً کفر ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہذیب الاسماء واللغات میں حضرت سعید بن عاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اصحابی کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ آپ ہر جمعہ اپنے بھائیوں و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بلاتے تھے اور کھانا تیار کر کے انہیں کھلاتے اور کپڑے پہناتے اور انہیں تحفے دیتے اور ان کے گھروں میں بھی ان کے اہل خانہ کے لیے بہت کچھ بھیجتے اور ہر جمعہ کی رات کو دیناروں کی بھری تھیلیاں جامع مسجد کوفہ میں مستحق نمازیوں کے لیے بھیجا کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ تعین یوم سنت رسول حکم رسول مختتم اور سنت صحابہ کرام ہے اب ذرا دیکھیں کہ تعین کرب کریم نے بھی ضروری رکھا چنانچہ وہ علام الغیوب جو ہر وقت ہر ذرہ کا علم رکھتا ہے اور کوئی چیز کسی وقت اس کی نگاہ سے اوجھل اور اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہوتی اعمال مخلوق کو پیر اور جمعرات کو اپنے پیش کرتا ہے اور مناسب حکم دیتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں کے اعمال ہر اٹوارہ میں پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں ہر بندہ ایماندار کو اس کی خطا بخش دی جاتی ہے مگر وہ شخصوں کو جن کا رنج دل کے سبب آپس میں بول چال نہیں سزا بخشش کے لیے مصالحت کے وقت تک بٹا دئے جاتے ہیں اور پھر کنز العمال کی جلد اول صفحہ ۲۹۵ پر مولانا کائنات مرتضیٰ علی شریعتہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی جموع کے دن خدائے بزرگ و بزرگی زیارت کیا کریں گے اور کنز العمال مطبوعہ دائرہ المعارف حیدرآباد جلد ۲ صفحہ ۲۳ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب موسم سرما آتا ہے اور لوگ کمروں کے اندر سونا شروع کرتے تو جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی رات سے اندر بستر کرنا شروع کرتے اور جب موسم گرما آتا تو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی رات کو ہی باہر تشریف فرما ہوتے اور اس سے آگے ذرا عالم برزخ پر نظر ڈالے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اعمال امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة اشتد غضب اللہ علی الزناة یعنی مجھے ہر جمعہ کے دن اعمال امت دکھانے جاتے ہیں۔ سب عملوں میں بہت بُرا عمل زنا ہے جس پر بہت سخت غضب الہی ہو رہا ہے۔ روایات بالا کو دیکھنے کے بعد اب یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کیا حکمت تھی جس سے رب کریم عفو و رحیم نے رسول رحمت رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور اصحاب پاک نے مخصوص کاموں کے لیے مخصوص دن متعین کر رکھے تھے اللہ تعالیٰ جل و علا جمعہ کے روز ہی دیدار دیا کرے گا اعمال مخلوق پیر اور جمعرات کو ہی اپنے پیش کرتا ہے جمعہ کے دن سرور کائنات کی اُمت کے اعمال آپ کے پیش کرتا ہے اور پھر حضرت رسالت مآب ہفتہ کے روز ہی کیوں قبا کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے اور ہفتہ کے روز کام شروع کرنے پر ہی کیوں انجام بالآخر کی ضمانت فرمائی اور جمعہ کی رات ہی کیوں سرما میں اندر سونا شروع کرنے کے لیے اور گرما میں باہر شروع کرنے کے لیے متعین فرمایا اور شہدائے احد کی زیارت کے لیے سال کا آخری دن ہی کیوں متعین کر لیا اور پھر خلفائے راشدین نے اس سنتِ پاک کو جاری رکھا اور سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جمعہ کا دن ہی کیوں حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے مخصوص کر لیا اور حضرت سید بن عاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دستوں بجائیوں اور مستحقین کو کھانا کھلانے کے لیے جمعہ کا دن ہی کیوں منتخب کر رکھا تھا اور نمازیوں میں دینار تقسیم کرنے کے لیے جمعہ کی رات ہی کیوں مقرر کر رکھی تھی ان سب

باتوں سے ایک ہی مقصد برآمد ہوتا ہے کہ تعیین یوم ہر کام میں لا بد اور ضروری ہے اور نظام دنیا و دین اس پر عمل کرنے سے صحیح راہ پر گامزن رہ سکتا ہے ورنہ شادی بیاہ کو ہی دیکھ لو یا بچوں کے امتحانات کو دیکھ لو بغیر تاریخ متعین کرنے کے کتنے بے جگم ہو جائیں بغیر وقت مقرر کرنے کے کسی دست یا رشتہ دار کے پاس جا کر دیکھ لو کیا عجیب لگے گا اور ان تعیین یوم کن جائز بتانے والوں کو ذرا کہیے کہ کبھی کباز جمعہ کی نماز بہ عموماً یا اتوار کو ادا کر لیا کر دیا عید مثلاً محرم میں منا کر دیکھ لو کس قدر ہزار پڑتے ہیں بلکہ کشت و خون پر نوبت پہنچ سکتی ہے تو معلوم ہوا کہ تعیین یوم جو سنت الہیہ سنت و حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سنت خلفائے راشدین اور سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے ہر ایک مسلمان کو اس پر عمل کرنا ہی پڑے گا اور یہ ہے مختصر سی روشنی جو ہم نے تعیین وقت پر ڈال دی ہے۔

## تسمیۃ للغیر

کوئی اشیا، کھانے کی ہوں یا پیئے کی ہوں یا کسی اور رقم کے استعمال کی ہوں اگر ان کو غیر اللہ کے نام نامزد کر دیا جائے تو اس کو تسمیۃ للغیر سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایک جماعت کے نزدیک ایسی چیز کا استعمال جائز نہیں قبل اس کے کہ ہم اس موقف میں اپنے نظریات پیش کریں ایک بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ

درحقیقت مالک ہر شے خدا است      ایں امانت چند روزہ پیش ماست

ہی ہے اب جو بھی کسی چیز کا مالک کہلائے گا وہ مجازی ہوگا لیکن نظام کائنات کے قیام کے لیے رب کریم نے بہت مقامات پر مجاز کو حقیقت کا رنگ عطا فرما دیا ہوتا ہے اور اگر کوئی اس مجازی حقیقت کو مانگ کرنے کی کوشش کرے تو تشریح کرے تو بات زین کے گی۔ مثلاً عمر کا بیٹا زید کا بھائی یا بکر کی بیوی۔ اب کوئی بکر کو پوچھے کہ کیا یہ تمہاری

بیڑی ہے اور یہ کہے ہائیں کیوں غیر اللہ کا نام لیتے ہو تو کچھ بات سمجھ میں آگئی اور کوئی جاہل اس سے بھی زیادہ وضاحت کر دے تو پھر کسی رہے اسی طرح بیٹا اور بھائی اور ہمارے اپنے گاؤں میں ایک بڑھیا تھی اللہ تعالیٰ نے اسے ادھیڑ عمر میں روکا عطا کیا وہ اپنے لڑکے کے ساتھ کہیں جا رہی تھی کہ اٹھائے راہ اسے قبلہ عالم استاذی المکرم حضرت باباجی مولانا محمد اعظم نونشاہی میر و والی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت ہوئی اس نے سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا مائی یہ تیرا بیٹا ہے اس کا آسان جواب یہ تھا کہ جی ہاں یا جی یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے لیکن مائی بیچاری نے اس میں سے اپنا دخل بالکل نکالتے ہوئے بڑی عاجزی اور مسکینی کے ساتھ کہا جی میرا کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ہی سچا جواب سن کر آپ خوب ہنسے اور کہنے لگے پھر تو اس کی بھی جوڑی بن گئی یعنی ایک تر عیسا بیڑوں نے اس کے لیے بیٹا بنا رکھا ہے اور دوسرا یہ جو تو کہہ رہی ہے ان باتوں سے میرا یہ مقصد ہے کہ ہم جو مجازی طور پر چیزوں پر کسی کا نام لے دیتے ہیں یا رکھ لیتے ہیں تو اس سے حقیقت پر کوئی زد نہیں پہنچتی اور نظام کائنات کو صحیح بنج پر چلانے کے لیے رب کریم نے شعوب و قبائل کی معرفت جان پہچان لازمی قرار دے دی اور مجھے ابھی طرح یاد ہے ہم لڑپن میں گاؤں میں رہتے تھے اور عید قربان کے موقع پر اپنے قربانی کے چھترے اور بکرے ریوڑ میں چھوڑ دیتے تھے اور لوگ کہا کرتے تھے یہ مولوی صاحب کا چھترہ ہے یہ چوہدری صاحب کا ہے یہ ملک صاحب کا ہے اور جب شام کریم انہیں دانے کھلانے کے لیے جاتے تھے تو وہ ریوڑ سے نکل کر ہماری طرف بھاگتے تھے اور ہم کہتے تھے یہ میرا چھترہ ہے اور وہ اس کا ہے اور یہ تمہارا ہے اور ان میں سے کبھی کسی نے دانے کھانے سے سر نہیں پھیرا تھا کہ ہمیں تو رب کریم کے نام قربان کرنے کے لیے خریدا گیا تھا اور اب ہم پر اپنے نام جتانے جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ چھترے تھے معززین مولوی نہیں تھے انہیں معلوم تھا کہ انہوں نے صرف ہماری پہچان کے لیے ہم پر نام مقرر کر رکھے ہیں ورنہ یہ ہمیں رب العزت جل جلالہ الکریم کے حکم کے ماتحت قربان کرنے کے لیے ہی تیار کر دیا ہے ابنہ آئیے زمانہ نور مستدیروم الغفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو احناف کے سردار

اور امام العالم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الآثار مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۵۷ پر باب الایمان میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ "انہم مسمی شاة من فہمہ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے ریور سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نامزد کی ہوئی تھی اور ریور چرانے والی جشیہ لڑکی کو بہت تاکید کی جاتی تھی کہ رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام موسوم شدہ بکری کا بہت خیال رکھا کرے اور خود بھی جب ریور میں آتے تو اس کا خوب خیال رکھتے یہ کھانے کی چیز تھی جیسے مثلاً اب کوئی جانور کسی کے نام نامزد کر دے جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عید میلاد شریف کا بکرا یا قربانی کا بکرا یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارھویں شریف کا بکرا یا جو لوگ ماں باپ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں یوں کہتے ہیں یہ میرا بکرا یہ میرے والد کا بکرا یہ میری والدہ کا بکرا۔ اب پینے والی چیز کی بات سنئے ابو داؤد مطبوعہ مطبعہ مجتہبیٰ دہلی جلد ۱ صفحہ ۲۴۳ پر حضرت سعید بن مسیب کی روایت درج ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ میری والدہ رحلت فرما گئی ہیں کوئی ایسی چیز ہے جس کا اسے بہت بڑا ثواب ملے فرمایا پانی چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک کنواں کھودا یا اور کہا کہ یہ مادر سعد کے لیے ہے "ہذہ لام سعد" اور پھر یہ کنواں مدتوں بڑا ام سعد سعد کی ماں کا کنواں کے نام سے موجود رہا اور شہر نوردینہ البنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بننے والے صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور صالحین اس کا پانی پیتے رہے۔

اور حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت کے صفحہ ۱۹۳۔ دلائل البیوتہ حافظ ابو نعیم مسعود سید آباد جلد اول کے صفحہ ۲۵ پر حکیم بن عطاء صفری سے روایت ہے کہ بنو لطف نے راشد بن عبد ربیعہ اس کا نام پہلے ظالم تھا، کرسواغ (بت) کے لیے کچھ نذر دیا زوکر بھیجا راشد کہتا ہے کہ میں فہر کے قریب دہاں پہنچا ابھی سواغ ایک بگیا تھا کہ بتوں سے عجب



عجب کی آوازیں آنے لگیں ایک بت سے آواز نکلنی شروع ہوئی کہ ضمائر ایک بت کا نام ہے، کو اب کوئی نہیں پوچھے گا حالانکہ اس کی بڑی منت تھی اب بنی عبدالمطلب سے ایک نبی پیدا ہوا ہے جس کا نام پاک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے زنا اور بیاج اور بتوں کی نظر و نیاز اور ان کے لیے جانور ذبح کرنے اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ اور تمام برے کاموں سے منع کرتا ہے خدا نے واحد کی عبادت مال کی زکوٰۃ روزہ اور صلہ رحمی اور تمام نبی آدم کی بھدر دی کا حکم دیا ہے پھر ایک بت نے آواز دی وہ جو عیسیٰ بن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہونا لکھا ہوا تھا وہ ہدایت کا مالک قریش میں پیدا ہو چکا ہے وہ اگلی پھلی خبریں دیتا ہے۔ راشد کہتا ہے میں یہ سب کچھ سن کر سواع کے نزدیک ہوا دیکھا کہ درگیدڑ اسے چاٹ رہے ہیں اور جو چیز اس کے آگے رکھی ہوئی تھی اسے کھاپی کر اسکے سر پر پشیا ب کر کے جاتے رہے یہ دیکھ کر میرے دل میں بتوں سے ایک خاص نفرت پیدا ہو گئی بھلا یہ رب کس طرح ہو سکتا ہے جو اس قدر بے بس اور کمزور ہے کہ جنگلی کتے اس کے سر پر لول کرتے ہیں اور بیچارہ سر نہیں بلا سکتا اس کے بعد راشد سیدھا مدینہ شریف روانہ ہو گیا اس کے ساتھ اس کا ایک کتا بھی تھا جس کا نام اس نے راشد رکھا ہوا تھا جب حضور نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا تو پوچھا گیا تمہارا نام کیا ہے عرض کی ظالم اور کتے کا عرض کی راشد حضور سرور کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام راشد ہے اور کتے کا نام ظالم پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکرانے اس نے حضور کی بیعت کی اور وہیں مٹھرا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خواش پر معلاۃ میں زمین کا ایک ٹکڑا اسے عطا فرمایا اور پانی کی بھری ہوئی ایک مشک بھی اسے دی اور اپنا لعاب دہن نور اس میں ڈال دیا اور فرمایا جا اسے اپنے قطعہ اراضی کی اونچائی میں ڈال دے اور کسی کو اس کے پینے سے منع نہ کرنا اس نے جا کر ایک گڑھے میں گرا دیا وہ ایک خاصہ چشمہ بن گیا جو اب بھی ہے اور اس پر نخل وغیرہ بھی لگا دیے رملط کے لوگ وہاں سے پانی پیتے اور نہاتے اور بیماریوں کو یہ پانی شفا پانے کے لیے پلاتے اور اس پانی کو مادر رسول اللہ کہا کرتے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پانی اور اب عالیجناب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پانی کی ایک اور بات ہو جائے زمزم شریف کا چشمہ جو حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کے قدموں کی مٹھوڑوں کی برکت سے رب کریم نے اس واہی غیر ذی ذرع میں جاری فرمایا تھا فتح مکہ کے وقت اس کا پانی خراب اور چپٹہ تقریباً بند ہو چکا ہوا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پاک نگرانی میں اس کو دوبارہ صاف کرایا اور صاف اور شفاف آب زمزم پھر سے ابھر آیا حضور سرور کائنات نے ایک پیالہ پانی کا بھرا اور اس کو نوش جان فرمایا شروع کیا جب جناب سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ پانی پی چکے تو صحابہ کرام نے جو وہاں موجود تھے تبرک کی خواہش کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی لب شفا بخش جہاں سے جدا کر کے چشمہ زمزم میں اُلٹ دیا اور فرمایا میری ساری امت کے لیے تبرک اب اس پانی میں جہاں یہ نصبت ہے کہ وہ زندگی بخش عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پس نوشیدہ سے مل کر تبرک ہو چکا ہے وہاں اس میں یہ کمال بھی موجود ہے کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت موجود رہے گی یہ پانی بھی موجود رہے گا اور اب قیامت تک اس چشمہ کا کسی سیلاب یا طوفانی حادثہ کے سبب بند ہو جانے کا امکان ہی نہیں کیونکہ بفضلہ امت محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرب قیامت تک دوام حاصل ہے بہر کیف ان چند مثالوں سے ہم نے تیسرے لیغیر کی وضاحت کر دی ہے۔

### ۳/ اطعام الطعام

اطعام الطعام یعنی کھانا کھلانا معمول رہا ہے انبیاء و مرسلین اور اصحاب کرام اور تابعین اور صالحین امت کا لیکن بایں بازو کے فرقہ بہیہ کے مولویوں کا ہرگز نہیں کیونکہ ان بیچاروں کے نزدیک ایسا کام جس پر مولوی کے ہاتھ سے یا جیب سے خرچ ہو جائے یا نکل جائے کیسے مستحسن ہو سکتا ہے اور دینا تو ان قوم کا خون تک چوس جانے والے غریبوں نے سیکھا ہی نہیں اور خرچ کرنا ان کے مصدر نامے میں کہیں کھا ہوا مٹا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرنا صرف مردانِ حق

کا کام ہے اور وہ ہر طرح راہِ خدا میں خرچ کر کے خوش وقت ہونے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور باطلاق و بالتعین اور بالتخصیص خرچ کرتے ہیں ہم یہاں ایک دو صحیح روایات حوالہ نظر میں کرتے ہیں۔ صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷۵ پر حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی جو اپنی ہنر پر جو اس کے کھیت میں تھی چقندر بودیتی تھی جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑیں اکھیرتی اور دیگر میں ڈال دیتی پھر اس پر ایک مٹھی جو جنہیں وہ پیس لیتی تھی ڈال دیتی تو چقندر کی جڑیں اس کا گوشت بن جاتیں اور ہم لوگ جب جمعہ کی نماز سے لوٹتے تو اس عورت کو جا کر سلام کرتے وہ اس کھانے کو ہمارے سامنے لا کر رکھ دیتی اور ہم اسے چاٹ کر کھاتے تھے اور ہم جمعہ کے دن کا شوق اور آرزو رکھتے تھے اس کھانے کے لیے اب ذرا غور کریں کیا یہ ایک ہی دلیل پارہوں کے لیے کافی نہیں جو حضرت عوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے ہی اخبار و آثار کی رو سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مقدس کی خوشی میں یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ دصال (جو بحسب روایت امام نووی شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دسویں ربیع الاول ہے) پر اقبالِ ثواب کے لیے غربا و مساکین کو کھانا کھلانے کی تعین کی ہوئی تھی اور یہ صدقہء جاریہ جو فیض شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستحقین کو عطا ہوا اس کو آپ کے غلام اور نام لیوا مسلمان بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اوپر لازم کر کے قیامت تک جاری رکھیں گے اور آپ کی پارہوں یعنی عوث الاعظم کی پارہوں یہ نہیں معنوں میں آئی جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پانی اور سعد کی ماں کانواں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بکری اور علی بذالقیاس اور یہ صدقہ جاریہ جو ربی دنیا بہک فیض شہنشاہ بغداد کی بارشوں سے دنیا کو سیراب کرتا رہے گا اور یہ وہی سید کوئین کی عزبا اہد مسکین پروری کی اور حکم خداوندی کی بجا آوری انفاق فی سبیل اللہ کا فریضہ جس کو جناب محی الدین عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیاتِ نوبختی اب اس طرح دنیا میں فیض گستر ہوا کہ قیامت تک غریب مسکین کا اس سے پیٹ پتار رہے گا اور بیویاں

اور بنامی اس سے وجہ کفاف حاصل کرتے رہیں گے

اب ذرا اس صدقہ جاریہ یعنی فیض جناب شہنشاہ بغداد محی الدین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا حیائے سنت جناب سید المرسلین رحمۃ اللعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و سجاوری حکم حکم الحاکمین رب العالمین جل مجدہ لکریم کا بیعتہ ملاحظہ ہو کہ کس طرح یہ کار خیر انفاق فی سبیل اللہ عز و با و مساکین پروری مسلمانوں کے ذہنوں اور دین و ایمان پر چھا گیا اور عاشقان و غلامان غوثیہ نے کس طرح فراخ حوصلگی کے ساتھ اس نیکی کو اپنایا اور رب و ذوالجود والا کرام نے اس کو ایسی قبولت عطا فرمائی کہ قاف سے قاف تک مسلمانوں نے غریب پروری کو اپنا شعار بنایا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ اس صدقہ جاریہ پر چھویں شریف کو وہ اعزاز اور تکریم نصیب ہوئی کہ ہر مسلمان کے گھر سے (ما سوا ان چند گنتی کے لوگوں کے جن کی لعنت میں انفاق فی سبیل اللہ کا باب موجود نہیں اور وہ اپنے بنک بلینس کی حفاظت کے لیے یونہی ہر خرچہ کو غیر اللہ کے نام پر منسوب کر کے من لہ یذکر اسم اللہ علیہ کی تاویلات بنا کر جائز مصرف سے پہلوتی کے لیے جائز اور ناجائز کا فتویٰ دینے پھرتے ہیں) یہ ابدی نیکی ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ عمل میں لائی جاتی ہے اور ہر کوئی حسب استطاعت اس میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت تمام کے طفیل خوش ہوتا ہے اور آئندہ کے لیے اس سے بھی زیادہ کے لیے توفیق مانگتا ہے اور اقصائے عالم کے ہر ملک اور ہر مقام پر یہ فیض عام جاری ہے اور بعض مقامات پر تو لاکھوں کا خرچہ ہوتا ہے برصغیر کو جس بلکہ صرف پاکستان یہ بھی نہیں بلکہ اگر صرف لاہور شہر اور اس کے مضافات کا جائزہ لیا جائے تو ان گنت ایسے مقامات میں گے جہاں گیارھویں شریف بڑے تڑک و احتشام سے ہر ماہ منائی جاتی ہے اور ہر سال جو بڑی گیارھویں ربیع الثانی شریف میں منائی جاتی ہے اس کو تو یونہی متعارف کر سکتے ہیں کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے نمبر پر عظیم اسلامی دن یہی منایا جاتا ہے اب ذرا تھوڑا سا اعداد شمار پر غور کریں تو میں حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری یا حضرت جناب میاں میر قادری لاہوری یا اور بڑے بڑے مزارات اور درگاہوں پر گیارھویں شریف کے اخراجات کی مثال نہیں دیتا



کیونکہ یہاں تو ہر بات ان گنت ہے اور قریباً ہمارے اعداد و شمار سے بڑھ کر ہے میں تو یہاں ایک دو عام مثالیں دوں گا یہاں لاہور میں اندرون شہر لوہاری اور شاہ عالمی دروازوں کے درمیان نیا بازار کے اندر الحاج حافظ برکت علی قادری صاحب کا مزار کوچہ غوثیہ میں موجود ہے حافظ صاحب نزدیک ترین ماضی کے بزرگ تھے آپ کی پیدائش ۱۹۰۰ء میں اور وفات ۸ نومبر ۱۹۶۳ء کو ہوئی آپ کو حضور شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ عشق تھا کہ آپ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری اور زیارت کے لئے گیارہ دفعہ بغداد شریف گئے نسبت پہلے اپنے ماموں شیخ ولایت علی قادری صاحب کے ساتھ سات سال کی عمر میں گئے شیخ ولایت علی قادری صاحب بھی بڑے عاشقِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ہر بڑی گیارہویں شریف پر سو دیگیں پلاؤ وغیرہ کی پکا کر عرابہ و مساکین میں تقسیم کیا کرتے تھے حضرت حافظ برکت علی صاحب جب بڑے ہوئے تو انہوں نے عشقِ حضرت شہنشاہِ بغداد میں گیارہ کا ہندسہ لیں اپنا یا کہ ہر ماہ گیارہویں پر گیارہ دیگیں اور ہر سال بڑی گیارہویں پر ایک سو گیارہ دیگیں باقاعدگی کے ساتھ پکا کر تقسیم کرتے تھے اور غریب مسکین اور حاجت مند کا پیٹ پلٹا تھا آپ کے جانشین میاں غلام دستگیر قادری نے مجھے بتایا کہ حافظ صاحب قبہ کسی سے نذرانہ وغیرہ قبول نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی گیارہویں میں حصہ دینا چاہتا تو اسے فرماتے اپنے گھر پر گیا رہو یا کیا کر دو اور اگر کوئی بہت ہی اصرار کرتا تو گیا رہو یا شریف میں کچھ قبول فرمالتے اور ہر روز نمازِ عشاء کے بعد ختم شریف غوثیہ کی محفل ہوتی تھی جو آپ کے وصال مبارک کے بعد اب تک باقاعدہ جاری ہے اور اب ان کے جانشین گیا رہو یا پر دوویگ چاول پکا کر تقسیم کرتے ہیں اور بڑی گیا رہو یا پر تینس من چاول قریباً سو دیگ پکاتے ہیں اور شریف التواریخ جلد تین حصہ چھ میں لکھا ہے کہ حضرت پیر فقیر اللہ شاہ بادشاہ مشہدی رضوی نوشا، ہی بدلی شریف کے ہاں ہر روز شام کی نماز کے بعد ختم شریف غوثیہ پڑھا جاتا تھا اور اسی ختم شریف کے دوران آپ کا وصال مبارک بھی ہوا تھا آپ کے دربار عالی میں بیماریوں جذا میوں اور فقر و مساکین کا ہنگامہ تھا تمام لوگوں کو دو وقت کا کھانا ملتا تھا اور ہر ماہ گیارہویں تواریخ پر پیٹھے چاولوں کی ایک دیگ پکا کر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح



برفتوح کو ایصالِ ثواب کیا جاتا تھا اور بعد سے اپنے گھر میں بفضلہ میرے والد صاحب قبلہ حاجی حسین بخش مرحوم کے زمانے سے بڑے علوم و محبت سے گیارھویں شریف پر خم غوثیہ کی تقریب باقاعدگی کے ساتھ منائی جاتی ہے اور تمام مریدین اور متوسلین میں یہ کارخیر حسب استطاعت جاری ہے حکیم قدرت اللہ نوشاہی فیصل آباد میں گیا رھویں شریف پر باقاعدہ کئی دیکھیں پکا کر تقیم کرتا ہے اسی طرح مرید کے میں بابو عبدالمجید قادری بھی بڑی عقیدت سے گیارھویں مناتے ہیں اور حد کے میں صوفی رحمت علی اور گاؤں موضع ہریار میں الحاج میاں فقیر محمد نوشاہی ہر ماہ گیارھویں شریف پر میٹھی کھیر پکا کر تقیم کرتے ہیں یہ تو میں نے برسبیل تذکرہ اپنے چند عزیزوں کا ذکر کر دیا اور مسلمانوں کا کونسا گھر ہے جہاں یہ تقریب سعید نہیں ہوتی کہیں اگر بادشاہی خزانے لٹتے ہیں تو یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں کہیں سوت کی اٹی والی مائی کا ذکر بھی آتا ہے۔ حال کلام یہ کہ اس کارخیر میں حصہ ہر کوئی لیتا ہے امیر اپنی امارت کے مطابق اور غریب اپنی حالت کے مطابق اور کچھ اہتہائی غریب ایماندار جن کے گھروں میں آتا ہے اور ان کے پاس دینے کی استطاعت نہیں ہوتی وہ اسی انعام خداوندی پر قرآن پاک کی چند آیات سورۃ فاتحہ اور درود پاک پڑھ کر رب العزت کے حضور برائے منظوری پیش کر کے حضور سید کریم کے دربار پر نور میں قبولیت کی التجا کے ساتھ جناب شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایصالِ ثواب کر کے اپنے بچوں میں تقسیم کر کے اپنے قلب و روح کو سکون بیا کر دیتے ہیں اور اس طرح یہ بے فیض شہنشاہ بغداد صدقہ جاریہ یعنی گیارھویں شریف جس سے ایک جہان پل رہا ہے اور چڑیاں اور جانور بلکہ حشرات الارض بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور یہ بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ”وہما رزقنا ہما ینفقون“ کی اطاعت میں ایک ایسا انعام پروردگار عالم ہے جسے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از سر نو حیات تازہ بخش کر جہاں غزا و مساکین کی بہبود کا ایک بہت بڑا ذریعہ بنا دیا وہاں مسلمانوں کو ان کے دھن دولت کو مزکی کرنے کا آسان طریقہ بتا کر ان کے سروں کو اپنے احسان کے نورانی قدموں پر جھکا کر انہیں ولایت الہیہ سے سرفراز فرما دیا۔

”ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ“

## کرامات شہنشاہ بغداد

کرامت کا جہاں تک تعلق ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود سترہا پانچ کرامت تھا اپنے جسم اطہر کا ایک ایک اعضا کرامت تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ایک ادا کرامت تھی جہاں تک لفظ کرامت کی تشریح کا تعلق ہے وہ خرق عادت یا ما فوق الادراک باتیں جو اللہ تعالیٰ کے کسی نیک اور صالح بندے سے وقوع پذیر ہوں اور وہ بندہ نبی یا رسول نہ ہو تو اس کو کرامت کہا جاتا ہے اور یہ کرامت دراصل اعجاز نبوت کے زیر پر تو ہوتی ہے اور اعجاز نبوت یعنی معجزہ یہ عطا ہے رب العزت سے ہے مقصد یہ کہ دلی کی کرامت ہو یا نبی کا معجزہ ہر دو صورت میں حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات قادر علیٰ کل شیء و تدبیر ہی ہوتی ہے اور

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اور جہاں تک کرامت کے ثبوت کا تعلق ہے تو قرآن پاک میں حضرت سلیمان علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ و السلام کے درباری کا چشم زدن میں بیت المقدس سے ملک سامیہ جا کر ملکہ سبا بقیس شہزادی کا عظیم تخت اٹھانا سورۃ نمل میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے تو اسی کو کرامت کہتے ہیں اور اسی طرح مردوں کو زندہ کر دینا اور حضرت روح اللہ علیہ السلام کا ماورزاد اندھوں کو درست کر دینا اور لوگوں کو انکے گھروں میں کیے ہوئے ذخیروں سے مطلع کرنا یہ تمام خرق عادت میں شامل ہیں عام کتب کرامات میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں درج ذیل باتیں بھی درج ہیں مثلاً ایک چوپایا کو آپ نے غصہ سے دکھا وہ مر گئی ایک چیل کو غصہ سے دکھا وہ بھی مر کر گر پڑی پھر اس پر رحم کی نظر جو کی تو وہ زندہ ہو کر اڑ گئی یا مثلاً ایک مرغی کو کھانے کے بعد اسکی ہڈیاں جمع کر کے اس پر کپڑا ڈال کر قومی باذن اللہ کہا تو وہ اٹھ کر پھر پھرتی ہوئی بھاگ گئی ہمیں ان باتوں سے ہرگز انکار نہیں لیکن ایسی چیزیں تو شہنشاہ بغداد کے غلامان میں بھی عام سننے میں اور دیکھنے میں آئی ہیں کتاب کنز الرحمت مصنف مولوی محمد اشرف فاروقی پنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریف التواریخ مصنف سید شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیکر بٹیری کتب سلسلہ نوشاہیہ میں روایت موجود ہے کہ حضرت مجدد کبر جناب حاجی محمد نوشاہ گنج بخش قادری

حمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد بن چکی تھی اور ایک مہماری صاحبانی نام لکھ کر مر گیا کام کرنے والوں میں کہہ ام پر  
 کیا عالیجناب تو شاہ امجد قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کو پتہ چلا آپ اس کے پاس آئے اس  
 کو تھپکی دے اور فرمایا

”بزرگ مردے مردن رادقت بسیار است حال اور دیش رار سوامکن“

یعنی اب مرد آدمی اٹھ کھڑا ہونے کے لیے اور بہت دقت ہے اس وقت  
 در دیش کو روانہ کر۔

حضور نوشتہ گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان سن کر وہ مردہ زندہ ہو گیا اور یوں اٹھا جیسے  
 نئے کچھ جوانی نہیں تھا اور یہ حاجی محمد نوشتہ حمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تو وہ میں جو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے پلانے میں فخر نسوس لڑتے میں اور کہتے ہیں۔

نوشتہ طالب قادری پور کے دانان

بہ نمانان اور خادمان سلسلہ کو یہ مقام حاصل ہے تو مرغی زندہ کر دینا اور چومیا چرما کو سے یا  
 پیل وغیرہ کو زندہ کرنے کے واقعات کو حضور کی ذات پاک کو عطا شدہ اختیارات کے تقابلیں میں چنداں  
 ہمت نہیں دی جاسکتی ہے

جوادیتی ہے شمع کشتہ کو تاسب نفس انکی

انہی کیا چھپا رکھا ہے ان لوگوں کے سینوں میں اقبال

حضور شاہنشاہ بنداد کی قابل ستائش کرامت تو اچھے دین ہے ارکان واصول ہائے اسلام کی قریب

”ابنہد ام دیوار کو قابل ستائش پشت بانی فرمانرا از سر نو صحیح بنیادوں پر یوں استوار کر دیا کہ اس میں پھر سے

قدوان اولیٰ کی بستی اور استحکام آگیا اور کشتی دین متین میں ایسی پرخلاصہ محنت سے نخل بندی کی کہ اجرے

اور دیوان کشتان میں پھر سے بہار آگئی کرامت اس کو کہتے ہیں اور پھر اقدار اسلامی کی نگہداشت اور

محنت و توفیق کی بحالی احکام شریعت پر عمل احتیاط کیساتھ پابندی یہاں تک کہ زندگی بھر اپنی زبان کرامت

نشان حق ترجمان کو علاء بیانی اور ہرزہ سرائی سے لاد نہ ہونے دیا اور یہ عدم متکی کرامت ہی تھی کہ سفر جیلان

میں ہزروں کو تاسب کر کے رادتی پر چلنے کا طریقہ بتا دیا اور انفاق فی سبیل اللہ کا بار صویں شریف کے روپ

میں دوبارہ اجرا کر کے رتبی دنیا تک غرباد مساکین بیواؤں یتیمی کے لیے بسر اوقات کا انتظام و انعام

فرمایا کرامت اس کو کہتے ہیں۔

اب ذرا تھوڑا سا اصطلاحی کرامات کا بھی تذکرہ ہو جائے ویسے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اس قدر ان گنت اور بے شمار ہیں کہ انکے بیان کرنے میں دفتروں کے دفتر ختم ہو جائیں لیکن انکا بیان ختم نہ ہوا اور جس قدر خوارق و کرامات کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صدور ہوا ہے اس کا عشرِ عشر بھی کسی دوسرے ولی اللہ سے ہونا ثابت نہیں ہوتا لیکن میں یہاں پر صرف بطور تبرک چند مستند روایات سے ثابت واقعات کا ذکر کرونگا ورنہ بھتہ الاسرار قلائد الجواهر تفریح الخاطر مناقب غوثیہ اور دوسری بے شمار سیرت کی کتابیں آپ کی کرامات سے بھری پڑی ہیں لیکن میں مضمون کو زیادہ طویل نہیں کرنا چاہتا۔

بھتہ الاسرار میں عبد اللہ بن محمد بن علی توحیدی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے ماموں قاضی نقضۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابو بکر عبدالرزاق سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے شیخ عارف ابو عمر عثمان صریضی نے بیان کیا کہ میرا ابتدائی حال یہ تھا کہ میں ایک رات صریضین میں باہر چت لیٹا ہوا تھا کہ پانچ کبوتر اڑتے ہوئے مجھ پر سے گزرے انہیں سے ایک نے آدمی کی طرف بول کر کہا۔

” سبحان من عندہ خزائن کل شیئی وما ینزلہ الا بقدر معلوم “

(یعنی وہ اللہ تعالیٰ پاک ہے جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں اور نہیں اتارنا مگر ایک معلوم

اندازے کی مطابق۔)

اور دوسرے نے کہا

” سبحان من اعطی کل شیئی خلقہ ثم صدی “

(یعنی وہ پاک ذات ہے جس نے ہر شے کو پیدا کیا پھر ہدایت دی۔)

تیسرے نے کہا۔

” سبحان من بعث الانبیاء حجتہ علی خلقہ و فضل علیہم محمداً اصل اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم “

(یعنی وہ اللہ تعالیٰ پاک ہے جس نے انبیاء علیہ السلام کو مخلوق پر حجت بنا کر بھیجا اور

ان سب پر حضور پر نور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت دی۔)

چوتھے نے کہا۔

كل ما كان في الدنيا باطل الا ما كان منه ورثته  
 (یعنی برتے کہ دنیا میں ہے برباد ہے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وآلہ وسلم کے لیے ہو )  
 اور پانچویں کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

يا اهل الغفلة عن مملكتكم قوم اولى بكم رب كريم  
 يعطي الجنيل ويعفو الذنب العظيم

یعنی اے اپنے مولا سے غفلت کر نیو الو تم اپنے رب کی طرف کھڑے ہو جاؤ جو کہ رب کریم ہے  
 بہت کچھ دیتا ہے اور بڑے گناہ بخشا ہے

شیخ عثمان کہتے ہیں مجھے یہ باتیں سن کر غش آگیا جب ہوش آیا تو دنیا و مافیہا کی محبت میرے دل سے  
 نکل چکی تھی صبح ہوئی تو میں کسی ایسے سپہر کی تلاش میں نکل پڑا جو مجھے اللہ تعالیٰ کا راستہ بتائے میں چلا جا  
 رہا تھا لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں اثنائے راہ میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے  
 ہوئی انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے بغداد سے شہنشاہ بغداد غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے لانے  
 کے لیے بھیجا ہے آپ نے مجھ سے فرمایا :

اے ابوالعباس آج صریحین والوں میں ایک شخص کو حبس کا نام عثمان ہے کشت ہوئی  
 ہے اور وہ خداوند قدوس کی طرف متوجہ ہوا ہے اور مقبول ہوا ہے اور ساتویں آسمان سے  
 پکارا گیا ہے کہ اے میرے بندے تو خوش آیا اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ اپنے  
 آپ کو ایسے شخص کے سپرد کرے جو کہ اس کو پُرردگارِ غر و جبل کی راہ دکھائے سو تم جاؤ اس  
 کو راستے میں پاؤ گے اے میرے پاس لے آؤ۔  
 پھر حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے کہا۔

اے عثمان اس زمانہ میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عارفوں کے سردار ہیں  
 اور اس وقت آنے والوں کے قبلہ ہیں تم آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاؤ اور  
 آپ کی خدمت و عزت کو لازم جانو۔

پھر میں بہت جلد بغداد شریف پہنچ گیا اور خضر علیہ السلام مجھ سے غائب ہو گئے اس کے بعد



میں نے انکوسات سال تک نہ دیکھا تب میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ایسے آدمی کے لیے مرحبا ہے جس کو مولیٰ اکرم نے جانوروں کی زبانوں میں اپنی طرف جذب کر لیا اور اس کے لیے بہت سی نیکی ہے اے عثمان عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک مرید عطا کرے گا جس کا نام عبد الغنی ابن لقطر ہوگا وہ بہت سے اولیا اللہ سے بڑھ جائیگا اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب فرشتوں کے ساتھ فخر کریگا پھر میرے سر پر ایک ٹوپی رکھی جس کے رکھنے سے میں نے اپنے تالو میں ایسی ٹھنڈک پائی جو میرے دل تک پہنچی میرا دل برفانی ہو گیا تب مجھے عالم ملکوت کا حال معلوم ہو گیا میں نے سنا کہ تمام جہان اور اسکی چیزیں مختلف بولیوں میں خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہے ہیں قریب تھا کہ میری عقل جاتی رہے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ پر روئی ڈال دی جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے میری عقل قائم رکھی اور میرا حوصلہ بڑھا دیا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی مہینے تک مجھے خلوت میں بٹھایا بارالغزت کی قسم میں نے کوئی امر ظاہر و باطن میں ایسا نہیں پایا کہ جس کی خبر آپ نے مجھے میرے بولنے سے پہلے نہ دی ہو اور نہ میں کسی مقام پر پہنچتا اور نہ کوئی حال مشاہدہ کرتا اور نہ کوئی غیب کا حال مجھ پر کھلتا مگر آپ پہلے سے ہی مجھے خبر دے دیتے اور اس کے احکام مفصل بیان کر دیتے اور اسکی مشکلات حل کر دیتے اس کی اصل و فرع مجھے بتا دیتے، ہمیشہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ایک مقلم دے کر تھا کہ پہنچاتے ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا مجھے ان امور کی خبر دی جو مجھے پیش آنے والے تھے تیس سال کے بعد بھی وہ ویسے ہی ہوئے جیسے آپ نے فرما دیے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مجھے خرقہ پہننے اور مجھ سے ابن لقطہ کے خرقہ پہننے میں پچیس سال کا وقفہ تھا مگر وہ ویسا ہی نکلا جیسا کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ اور بھجۃ الاسرار میں شیخ صالح ابو المنظر اسمعیل بن علی بن سنان حیمیری زبیرانی سے روا ہے کہ میرے پیشوا شیخ علی بن الہیتی جب بیمار ہوتے تو بسا اوقات میری زمین کی طرف جو زبیران میں تھی تشریف لاتے اور وہیں کئی روز گزارتے ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے تو آپ کی عیادت کے لیے شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور دونو حضرات میری زمین پر جمع ہوئے اس میں دو کھجوریں تھیں جو چار سال سے خشک ہو چکی تھیں انکو پھیل نہیں لگتا تھا اور ہم نے انکو کاٹ دینے کا ارادہ کر لیا ہوا تھا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک کپے وضو فرمایا اور دوسرے کے نیچے دو نفل ادا فرمائے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے رب العزت نے ان

دو لاکھ چورسوں کو سبز کر دیا ان میں پتے نکل آئے اور اسی ہفتہ ان میں پھل آگیا حالانکہ ابھی کھجوروں میں پھل کا موسم نہیں آیا تھا میں نے کچھ کھجوریں لیں اور حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے کچھ کھائیں اور میرے حق میں دُعا کرتے ہوئے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تیری زمین تیرے درہم تیرے صاع اور تیرے جانوروں کے دودھ میں برکت دے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ میری زمین میں دو گنا تنگتا غلہ پیدا ہونا شروع ہو گیا میرا یہ حال ہو گیا کہ جب میں ایک درہم خرچ کرتا تو اس کے مقابلے میں میرے پاس دو گنا تنگتا آجاتا اور جب میں غلہ کی سو پوری کسی مکان میں رکھتا پھر اسمیں سے پچاس پوری خرچ کر ڈالتا اور باقی کو دیکھتا تو پوری سو موجود ہوتی میرے مولیٰ اس قدر بچے دیتے کہ میں انکا شمار بھول جاتا۔

میں کہ محمد لطیف زار نوشاہی بن حاجی حسین بخش نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری مرحومہ دادی جو ایک بہت پارسا پابند شریعت اور خدا یاد و عنیفہ تھی ہمیں سنایا کرتی تھی کہ شروع میں ہماری مالی حالت بہت ہی پتلی تھی اور گھر میں کئی دفعہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ انہی ایام کا ذکر ہے کہ ایک روز حضرت مولانا باباجی محمد اعظم نوشاہی میر و والی جو میرے والد مرحوم محترم کے مرشد ارشد تھے۔ شام کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے تو اس دن گھر میں آٹا وغیرہ نہیں تھا اور مکئی کے دانے بھنائے ہوئے تھے اور یہی بطور عشا ئیہ استعمال کرنے تھے آپ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ کچھ متفکر سے ہوئے لیکن مسکراتے ہوئے فرمایا!

”اگلے ہفتے میں ختم شریف غوثیہ کا اہتمام کرنا اور قبلا آسانی سے ہو سکے آنا خرچہ کر لینا اور کوئی دن مقرر کر کے مجھے اطلاع کر دینا میں آجاؤنگا۔“

اگلے ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ بندوبست ہو گیا اور ایک دن مقرر کر کے آپ کو بلایا گیا اور حسب استطاعت کچھ کھانا تیار کر کے چند پرہیزگار نمازی آدمی جو حقہ سگریٹ وغیرہ مسکرات سے بھی پرہیز کرتے تھے بلائے گئے اور ختم شریف غوثیہ پڑھا گیا اور چونکہ کلمات کو ایک سو گیارہ یا ایک سو اکتالیس بار پڑھنا تھا اس واسطے اس کام کے لیے مکئی کے دانے گنتی کے مطابق لے کر ان پر ختم شریف غوثیہ کے کلماتِ طیبات پڑھے گئے جب ختم شریف سے فارغ ہوئے تو حضرت باباجی

بقدر رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ دانے جو کلمات پڑھنے کے لیے استعمال کیے گئے تھے میری وادی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کو بیکر نصیحت فرمائی کہ غلہ والے ہر قسم کے برتنوں میں یہ دانے تھوٹے تھوٹے ڈال دو چنانچہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضور غوث اعظم کی نگاہ کرم کا صدقہ ختم غوثیہ کی برکت سے ایک تو یہ بات ہو گئی کہ اس کے بعد بھوک کا تو ذکر ہی کیا ہمارے گھر میں کھانے پینے کی خام اور پختہ چیزوں کی فراوانی ہو گئی اور مال و دولت کا تو بفضلہ بن بسنے لگا اور دوسرے ہمارے گھر میں ماہوار ختم غوثیہ باقاعدگی کے ساتھ شروع ہو گیا اور میں یعنی راقم زار نوشاہی کہتا ہوں کہ یہ آج تک مسلسل اور بہتر صورت میں جاری ہے اور اللہ تعالیٰ حاجی حسین غوث قادری تو شاہی کے اپنے خاندان اور مریدین و متوسلین کے گھروں میں بفضلہ گھگھوڑ اور گلابی مولویوں کے علی الرغم آئندہ بھی بہتر سے بہترین صورت میں جاری رہے گا بفضلہ و یمینہ یہ تو اپنی ذاتی بات تھی جو کہ نعمت کی سپاس گذاری کے تحت میں نے بیان کرنی واجب سمجھی اب پھر ایک روایت ہیبتہ الاسرار میں شیخ ابوالمظفر منصور بن المبارک واسطی و عظیم معروف جرادہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جوانی کی حالت میں غوث اعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت میں حاضر ہوا میرے پاس فلسفہ کی ایک کتاب تھی جس میں روحانیت کے علوم تھے آپ نے بغیر کتاب کو دیکھنے کے اور مجھ سے اس کے متعلق پوچھنے کے جماعت ہی میں مجھے فرمایا -

اے منصور! یہ تیری کتاب تیرا برافیق ہے اٹھ اور اس کو دھو ڈال :-

میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے سامنے سے اٹھوں گھر جا کر کتاب رکھ دوں اور پھر کبھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو نہ لاؤں کیونکہ مجھے اس کتاب سے محبت تھی اور میرے دل نے اس کو دھو ڈالنا گوارا نہ کیا اس کے بعض مسائل میرے ذہن میں گھر کر چکے تھے میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت نے تعجب سے میری طرف دیکھا اور میں اٹھ نہ سکا اور میرا یہ حال تھا کہ میں وہیں قیدی ہو گیا آپ نے مجھے فرمایا

اپنی کتاب مجھے دے :-

میں نے کتاب دیتے ہوئے اسے کھول کر دیکھا تو وہ سفید کاغذ تھے اور ان پر ایک حرف نہ تھا میں نے وہ آپ کو دے دی آپ نے اس کی ورق گردانی کی اور فرمایا کہ کتاب فضائل قرآن میں ہے جو کہ محمد بن خریس کی تصنیف ہے پھر وہ مجھے دے دی میں نے دیکھا تو وہ کتاب فضائل قرآن محمد بن خریس

کی تھی۔ جو کہ نہایت عمدہ خوش خط تھی پھر مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو اس بات کہنے سے توبہ کر جو تیرے دل میں نہ ہو میں نے کہا ہاں میرے سرور۔ فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو میں کھڑا ہوا تو میرے دل سے تمام مسائل فلسفہ و روحانیت کے جو میں نے حفظ کیے تھے بالکل بھول گئے میرے سینے میں سے ایسے جاتے رہے کہ گویا مجھے اب تک کبھی یاد ہی نہ تھی۔ اور اسی کتاب بجمہ الاسرار میں حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت ابو صالح اپنے والد ماجد حضرت عبدالرزاق اپنے چچا مالک خرقہ ولایت حضرت عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ۵۵۵۳ میں ابوالمعالی محمد بن علی بن احمد بغدادی تاجر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں آپ کے مدرسہ بغداد میں آیا لیکن وعظ کے دوران اسے حاجت براز ہوئی جس سے وہ سخت تنگ دل ہوا اس نے عالی جناب کی طرف متوجہ نہ نگاہ سے دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ حضور سیرھی بسیرھی اپنے مہر وعظ سے نیچے اتر رہے ہیں اور آپ کے مقام پر آپ کی صورت میں ایک دوسرا آدمی ظاہر ہو گیا ہے جو آپ کی طرح وعظ کر رہا تھا یہ بات صرف اسی نے دیکھی یا جس کسی اور کو اللہ تعالیٰ نے دکھانا چاہی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہر سے اتر کر لوگوں میں چلتے ہوئے اس تاجر کے پاس آکھڑے ہوئے اور اس کے سر کو اپنے رومال سے ڈھانک دیا ایک دم اُس نے اپنے آپ کو ایک جنگل میں دیکھا جس میں ایک تنگی تھی اور اس کے پاس ایک درخت تھا اس نے اپنی چابیاں جو اس کی جھولی میں تھیں اس درخت کے ساتھ لٹکادیں اور خود پاخانے سے فارغ ہوا اس نہر سے وضو کیا اور دو رکعت نفل ادا کیے جب سلام پھیرا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا رومال اس کے سر پر سے اٹھالیا تو وہ اس مجلس میں تھا مگر اس کے اعضا و پانی سے تر تھے اور پاخانہ کی حاجت جاتی رہی تھی شیخ الشیوخ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کرسی پر موجود تھے گویا کہ اترے ہی نہ تھے وہ آدمی چپ رہا اور کسی سے بات نہ کی لیکن اس کا چابیوں کا گھما گم تھا پھر وہ ایک مدت کے بعد بلاد عمم کی طرف قافلہ سالار بن کر گیا بغداد شریف سے چودہ دن کی راہ پر گئے تو ایک جنگل میں اترے جس میں نہر تھی تب وہ اس جنگل میں پاخانہ پھرنے کی غرض سے گیا تو اس دن کا واقعہ یاد آیا اتفاقاً وہی نہر وہی زمین وہی درخت وہی پاخانہ کی جگہ نکل جو اس روز دیکھی تھی اور اپنی کنجیاں اس درخت کے ساتھ معلق پائیں پھر جب وہ بغداد شریف میں آیا تو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات بتانے کے لیے آپ



کے پاس حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس کے کان پکڑ کر فرمایا ،

”اے ابوالمعالی میری زندگی میں کسی سے ذکر نہ کرنا۔“

وہ آپ کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ آپ کا وصال مبارک ہو گیا۔

اور بیعتہ الاسرار سے ہی ہم یہ روایت بھی نقل کر رہے ہیں جو ابوسعید عبداللہ بن احمد بن

علی بن محمد بغدادی ازجی نے ۵۵۳ھ میں بغداد شریف میں بیان کی کہ میری بیٹی جس کا نام

فاطمہ تھا ۵۳۰ھ میں مکان کی چھت پر چڑھی جس کو کوئی اٹھا کر لے گیا وہ ابھی باکرہ تھی اور اس

کی عمر اس دن ۱۶ سال تھی تب میں غوث اعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس بات کا ذکر آپ سے کیا آپ نے فرمایا کہ

آج کی رات تم کرف کے جنگل کی طرف جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے کے پاس جا کر بیٹھو اور زمین

پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لو اور دائرہ کھینچتے وقت یوں کہنا

بِسْمِ اللّٰهِ عَلَیْہِ عِبْدِ الْقَادِرِ۔ جب رات شروع ہوگی تو جنوں کے گروہ مختلف

شکلوں میں تیرے پاس سے گزریں گے تو انکو دیکھ کر خوف نہ کھانا صبح کے وقت انکا

بادشاہ ایک جماعت کے ساتھ تجھ پر سے گزرے گا اور تیری حاجت تجھ سے پوچھے

گا اسے بتا دینا کہ تیری حاجت یہ ہے اور شیخ عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے۔

پس میں چلا گیا اور آپ کے حکم کی تعمیل کی آپ کے حکم کی مطابقت ڈراؤنی صورتیں میرے پاس

سے گزرنے لگیں لیکن کسی کو مجال نہیں تھی کہ اس دائرہ کے قریب آسکے جن گروہ گروہ آتے رہے آخر

جب آخر شب کا وقت آیا تو جنوں کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار آیا اس کے آگے کئی جماعتیں تھیں

وہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہر گیا اور کہنے لگا اے آدم زاد تمہاری کیا بات ہے میں نے کہا کہ

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے۔ یہ شکر وہ گھوڑے

سے اتر پڑا زمین کو بوسہ دیا اور دائرہ کے باہر فرش زمین پر بیٹھ گیا اس کے ساتھ اس کے ہمراہی بھی

بیٹھ گئے اور مجھ سے پوچھا تجھے کیا ہوا میں نے اپنی لڑکی کے متعلق تمام واقعہ من وعن بیان کر دیا۔



اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جس نے یہ کام کئے اسے میرے روبرو لاؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جن لایا گیا جس کے ساتھ وہ لڑکی تھی اور کہا گیا کہ یہ چین کا جن ہے اس سے پوچھا گیا کہ تجھ کو کس چیز نے برا ٹیختہ کیا کہ تو قطبِ عالم کی رکاب کے نیچے سے اس لڑکی کو لے آئے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا بادشاہ نے اسکی گردن زہنی کا حکم دیا اور میری لڑکی میرے حوالے کر دی میں نے بادشاہ سے کہا کہ حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بجالانے میں میرے ایسا کبھی نہیں دیکھا اُس نے کہا ہاں وہ گھر بیٹھے ہم میں سے سرکشوں کو دیکھ لیتے ہیں خواہ وہ اُن سے کتنی دوری پر ہوں اور اپنی پیبت سے اپنے وطنوں کو بھاگ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جب کوئی قطبِ قائم کرتا ہے تو جن دانس پر اس کو قدرت بخشتا ہے ہم نے اس کی روایات کا مدار کتابِ بہجتہ الاسرار کو اس واسطے بنایا ہے کہ یہ حضورِ غوثِ اعظم شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں لکھی گئی قدیم ترین کتابوں میں سے ہے اور اس کتاب کے موافق اور حضرتِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور حضرتِ شیخِ بہجتہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ ضربِ الاقدام کے ابتداء میں فرماتے ہیں کتابِ بہجتہ الاسرار کے معدنِ الانوار و معتبر و مقرر و مشہور و مذکور است و مصنفِ آن کتاب از مشاہیر مشائخ و علماء است میانِ دے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو واسطہ است۔ یعنی کتابِ بہجتہ الاسرار جو کہ انوار کی کانِ معتبر مقرر مشہور اور مذکور ہے اور اس کتاب کا مصنف مشہور مشائخ و علماء میں سے ہے اور اس کے اور حضرتِ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور بڑے بڑے ذی وقار تذکرہ نگاروں اور فاضل مصنفوں نے اس کو اپنی تصنیفات و تالیفات کا ماخذ قرار دیا ہے اور مصنفِ تلامذہ الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر نے بھی اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے یہ کتابیں اور ان کے بعد لکھی گئی جیسوں دوسری کتابیں حضورِ غوثِ پاک کی کرامات اور خوارق سے بھری ہوئی ہیں صاحبانِ شوق ان کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں ہم طوالت کے خوف سے مضمون کو مختصر کرنے پر مجبور ہیں لیکن آپ کی ایک مشہور اور زبانِ زدِ خلایق کرامت یعنی ڈوبی ہوئی کشتی کو باہر نکال دینا اور اسمیں سوار برات کا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ سلامت رہنا جسکو اردو کتاب شریف التواریخ جلد

اول میں سید شرافت نوشاہی نے فارسی کتاب مناقبِ غوثیہ میں علامہ محمد صادق سعیدی نے  
 اور پنجابی تحفہ میراں میں میاں محمد کھڑی شریف والے نے اور اور بھی بے شمار مصنفین اور  
 مولفین نے اپنی اپنی تالیفات و تصنیفات میں بیان کیا ہے اور جس کو صحیح الدماغ باصفا  
 معتقدین بڑی راسخ الغیبدگی کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور علمائے حق بھی اس کرامت  
 میں جب کرامت ہے تو اصلا شک و ریب کو دخل نہیں دیتے لیکن کم علم ناپختہ عقیدہ والے  
 متذبذب نہ ادھر نہ ادھر کہہ جی ہاں اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت دی ہوئی  
 ہوتی ہے اور کبھی کہا جی بات ہماری سمجھ فکر سے بالاتر ہے ہماری عقل کی رسائی یہاں تک نہیں  
 بھلا جب کرامت ہوئی تو عقل کی رسائی وہاں تک کیسے ہونے لگی لیکن ایک اور جماعت ہے  
 جس کے نزدیک یہ محض غوش عقیدگی اور بے بنیاد بعد کی بنائی ہوئی کہانی ہے تو ہم اس جگہ اس  
 کرامت کا ذکر کر کے قرآن پاک سے اسپر تصدیق کی مہر لگانے اور معاندین کے اعتراضات کا شافی  
 جواب لکھیں گے اور اس کے بعد باب کرامات کو بند کر کے اگلے مضمون کو شروع کریں گے ہم  
 اس کام پر اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور صحت بیان کی توفیق مانگتے ہیں روایت یوں ہے اور شریف التواریخ  
 اول ص ۱۰۰ پر ہے کہ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفریحاً دریائے دجلہ کے کنارے  
 شریف سے لگے دیکھا کہ چند عورتیں دریا پر آئیں اور پانی سے کھلی گئیں مگر ایک ضعیفہ نے اپنا  
 گھڑا بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ دیا اور منہ چھپا کر زار زار رونے لگی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ  
 عرصہ بارہ سال کا ہوا کہ اس کا بیٹا اپنی دلہن کو لیے ہوئے گھرا رہا تھا کہ مع دلہن اور باراتیوں  
 کے کشتی دریا میں ڈوب گئی اس وقت سے اس بڑھیا کا معمول ہے کہ ہر روز دریا پر آتی ہے اور  
 زار زار روتی ہے یہ سن کر حضرت شہنشاہ بعد از رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دریائے رحمت جوش میں  
 گیا اور اسے کہلا بھیجا کہ تو تسکین رکھ تیرا بیٹا مع بہو اور باراتیوں کے ابھی آیا چاہتا ہے اور  
 خود دعائیں معروف ہوئے تھوڑی دیر گزر گئی اور کوئی اثر ظاہر نہ ہوا تب آپ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے بنازِ محبوبانہ درگاہ رب العزت میں عرض کیا یا آلہ العالمین عبدالقادر کے کام میں اس  
 قدر کیوں دیر ہوئی۔ دفعاً دریائے دجلہ موجزن ہوا اور اسمیں جوش و خروش پیدا ہوا اور  
 کشتی بڑھیا کے بیٹے کی معہ دلہن اور باراتیوں کے اوپر آگئی اور آنا فانا کنا سے آگئی یہ دیکھ

کر ضعیفہ فرط مسرت سے بے ہوش ہو گئی ہوش آئی تو اپنے بیٹے اور بہو وغیرہ کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلی گئی اس کرامت کو دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔ اس کرامت کے ضمن میں صاحب شریف التواریخ لکھتے ہیں کہ بعض مخالفین اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بارہ سال کے مرے زندہ ہو جائیں اس کے متعلق منقول ہے کہ ایک دفعہ صاحبزادہ خواجہ محمد دین صاحب نے اپنے والد بزرگوار خواجہ شمس الدین حسینی نظامی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ جو بات لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ سال کی غرق شدہ کشتی کو مجمع مسافروں کے صحیح سالم نکال لیا یہ ممکنات سے ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا بارہ سال کا عرصہ زیادہ ہوتا ہے یا سو سال کا تم نے قرآن پاک میں حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ جل و علا نے انہیں سو سال کے بعد زندہ کیا صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے مگر کشتی والا معاملہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے حضرت خواجہ سیالوی نے فرمایا کہ حضرت پیر صاحب منزل بقا باللہ میں تھے جو بزرگ اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں وہ اوصاف الہی سے منصف ہو جاتے ہیں صورت بشری کا صرف پردہ درمیان میں رہ جاتا ہے ورنہ جو فعل ان سے سرزد ہوتا ہے اس میں وہ رحمانی صفات میں اختیار ربانی سے مختار ہوتے ہیں۔ اور حقیقی فاعل رب قدیر علیٰ کل شیء قدیر ہی ہوتا ہے اگرچہ بظاہر وہ فعل ولی اللہ سے یا نبی اور رسول سے سرزد ہو جیسے مثلاً قرآن پاک میں رب کریم نے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کو اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے فرمایا۔

ومارمیت اذرمیت ولكن اللہ رمی (الانفال ۲۶)

یعنی میدان بدر میں جب فاتح کونین رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شکر کفار پرویت کی ایک مٹھی میدان سے اٹھا کر پھینکی جو شکر کفار کی ہزیمت کا باعث بنی تو رب کریم نے اس فعل محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف نسبت دیکر فرمایا اے محبوب پاک صاحب لولاک وہ مٹھی جو تو نے پھینکی یعنی جسے دنیا والوں نے تیرے کف دست میں دیکھا اور تیرا ہی ہاتھ اٹھا ہوا دیکھا گیا اور قضائے بیط میں اسی دست مبارک کا نقش ابھرا

اور میں بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ بظاہر وہ تو نے ہی پھینکی مگر میں اس کی حقیقت بھی بیان کرتا ہوں کہ وہ تو نے نہ پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے (یعنی میں نے) پھینکی کیونکہ اسے محبوب پاک تیرے ہاتھ میں میری مرضی اور تیری قوت میں میری طاقت کام کر رہی تھی تو مامور من اللہ ہے اور تیرا ہر فعل جو ذات حق کی صفات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے سب مؤید من اللہ ہے اور یہیں سے آگے انہی معنوں میں حدیث قدسی کہ جب میرا بندہ نوافل کی وجہ سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے میں اس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤں اور قوائے جسمانی بن جاتا ہوں کہ اس کا ہر فعل میرا فعل ہوتا ہے اور اگر اس کے کسی کام پر کوئی اسے حیلج کرتا ہے تو گویا مجھے کرتا ہے اب یہیں سے مقامِ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یقین کر لیجئے جو کہ قبولِ خلیفہ شمس الدین چشتی سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور فی الحقیقت منزل بقا باللہ میں تھے تو جو کرامت آپ سے سرزد ہوئی وہ قادرِ قدیرِ کبریا سے تھی اور آپ کی طرف اسکی نسبت محض مجازی تھی حقیقی فاعل قادرِ مطلق ہی کی قدرت تھی اور اس کے لیے کوئی چیز مشکل و محال نہیں اب گھلچڑوں کا یہ اعتراض اور بہہ بیوں کی یہ انوکھی منطق کہ جب کشتی بارہ سال ڈوبے رہنے کے بعد پھر زندہ سلامت باہر آگئی تو اس عرصہ میں جو باراتی شادی شدہ تھے انکی بہ بیوں کا کیا بنا ہوگا اور انکے زعمِ باطل میں انہوں نے نئے خاوندوں سے نکاح کر لیے ہوں گے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قادرِ مطلق کی طاقت کو نہیں سمجھے اور یہ بھی نہیں سمجھے کہ ربِ کریم کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور دنیا میں ہونے والے کام ازل میں ہی طے کیے جا چکے تھے جب کشتی کا ڈوب کر ایک عرصہ بعد تیرنا مقدر تھا تو اس کے سواروں کے متعلق امور بھی پہلے طے ہو چکے ہوتے تھے اور وہ قادرِ مطلق جو اصحابِ کہف پر تین سو نو سال کا عرصہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ کر سکتا ہے یا جو حضرت عزیز علیہ السلام کے کھانے اور پانی پر سو سال کی مدت کو آنا کر سکتا ہے کہ وہ پانی تازہ رہے اور کھانا گرم رہے اور ساتھ ہی گدھا اس کا گوشت اور ہڈیاں جانوروں کی خوراک بن چکی اور پھر قادرِ مطلق کی قدرت کہ ان ہڈیوں اور گوشت کو وہاں محفوظ رکھا ہو اور عزیز علیہ السلام کو زندہ فرما کر انکے سامنے گدھے کی ہڈیوں کو محفوظ مقامات سے لا کر جوڑ دیا ہو اور انپر گوشت چڑھا دیا گیا ہو قربانِ صنعتِ کردگارِ کارسازِ قادرِ مطلق وہ جو چاہے کر سکتا ہے اگر عورتوں کو صبر سے دے تو بارہ سال کیا



## برکات شہنشاہ بغداد

جہاں تک برکات کا تعلق ہے آپ کی ذاتِ بابرکات سرِ اہل برکت تھی اور آپ کے جسم پاک کا ایک ایک اعضاء مبارک تھا لیکن آپ کی سب سے بڑی برکت تو وہی آپ کی سب سے بڑی کرامت تھی یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم نے اقدارِ اسلامیہ کو حیاتِ تازہ عطا فرمائی اور اس کا ذکر ہم نے صفحاتِ ماضی میں جگہ جگہ تفصیل کیا ہے یہاں پر ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ اور برکات کا ذکر کرتے ہیں جن سے آپ کے مریدین اور متوسلین متمتع ہوتے رہے ہیں اور رہتے رہیں گے انشاء اللہ العزیز روایات جو ہمارے پیش نظر ہیں ان سب کا ماخذ بھی ہم نے بہتہ الاسرار کو ہی رکھا ہے تاکہ بیانات کے لیے مستند حوالے موجود ہوں چنانچہ اس کتاب میں شیخ ابو العود حریمی شیخ ابو عبد اللہ محمد بن قائد ادانی اور شیخ ابو القاسم عمر نواز مرہ سے اور متعدد دوسرے شیوخ نے بھی روایت کی ہے کہ شیخ محی الدین غوث اعظم عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک اپنے مریدوں کے اس بات کے ضامن ہیں کہ آپ کی برکت سے انہیں سے کوئی شخص بدوں توبہ کے نہ مرے گا اور آپ کو یہ برکت بھی حاصل ہے کہ آپ کے مریدوں کے مرید سات پشت تک جنت میں داخل ہوں گے اور فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں اپنے مرید کے مریدوں کا سات پشت تک ہر ایک امر کا ذمہ دار ہوں اور اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو بھی اسکو چھپاتا ہوں۔ ہم کو حال اور قدر کے لحاظ سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ہمتوں سے اپنے مریدوں کی حفاظت کریں اور انکو برکتیں عطا کریں خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا ہے یا اسکو دیکھا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اسکو دیکھا ہے کہ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت امام حافظ تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے کہ بدھ کی رات ۹ شعبان ۵۵۵ھ کو میرے والد محترم نے اپنے فرزند کی کچی کی والدہ



سے کہا کہ میرے لیے چادر پکاؤ انہوں نے آپ کے لیے چادر پکائے اور آپ کے دستر  
 خوان پر چن گئے اور سو گئیں جب آدمی رات ہوئی تو دیوار پھٹی اسمیں سے ایک مرد نکلا اس  
 نے وہ کھانا سب کھا لیا اور جانے لگا تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ ان سے  
 لو اور اپنے لیے دعا کرو میں ان سے دیوار کے باہر ملا وہ دیوار سے ایسے نکلے جیسے  
 داخل ہوئے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کے والد ماجد کی دعا اور آپ کے خرقہ کی برکت  
 سے میں اس نیکی تک پہنچا ہوں جو تم دیکھ رہے ہو صبح ہوئی تو میں نے اس بات کا ذکر شیخ علی  
 علی البیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں کوئی ایسا خرقہ کسی کے سر پر کسی  
 کے ایسے ہاتھ سے جس میں کہ جلد تاثیر فتح اور برکت کی ہو تمہارے باپ کے سوا نہیں دیکھتا اور بے  
 شک خدا تعالیٰ نے ستر مردوں کو اس دن کی رات میں ایک ہی وقت میں بڑی فتح اور برکت نصیب  
 کی تھی جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ پہنا تھا اور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکے سروں  
 پر جو ہاتھ رکھا تھا اسکی وجہ سے انکو بڑی عنایت ہوئی تھی اور جس دن کہ میں آپ کے والد  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا ہوں اس دن سے بڑھ کر کوئی برکت والا دن نہیں دیکھتا۔ اور شیخ  
 علی البیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی شیخ کے مرید اپنے شیخ سے اس قدر نیک نبت  
 نہیں جس قدر کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اپنے شیخ سے ہیں اور حضرت  
 شیخ پیشوا ابو سعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف میں فرماتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم اعلیٰ سے اس بات کو لے کر لوٹتے تھے کہ جو آپ سے تعلق پیدا  
 کریگا وہ اس تعلق کی برکت سے نجات پائے گا اور شیخ پیشوا بقابن بطور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مریدوں کو نیک نبتوں  
 کے لشکر میں چمکتی پیشانی اور چمکتے ہاتھ پاؤں والے دیکھا ہے۔ اور حضور غوث الاعظم رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے قاضی القضاة شیخ ابوصالح نصر نے اپنے والد ماجد حضرت عبدالرزاق کی  
 معرفت شیخ پیشوا ابوالحسن علی قرشی کی دمشق میں کی گئی روایت بیان کی ہے کہ فرمایا حضور شہنشاہ  
 بغداد میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو حدنگاہ  
 تک وسیع تھا اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے  
 اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے واسطے بخش دیا گیا اور شیخ جلیل ابن شیخ ابوالعباس احمد

بن علی صرہی نے اپنے والد کی زبانی روایت کی ہے کہ حضور شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے پر سے گذر جائے تو اس کی برکت سے قیامت میں عذاب اسپر خفیف کیا جائے گا اور روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا میرا باپ فوت ہو گیا ہے میں نے اس کو آج رات خواب میں دیکھا ہے اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے اس نے مجھے کہا ہے کہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا طلب کرو آپ عالیجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کیا وہ میرے مدرسہ پر سے گذرا ہے کہا جی ہاں تب آپ چسپ ہو گئے اور کوئی کلام نہ کی اور وہ جوں اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا لیکن اگلے روز وہ پھر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس کو آج رات خوش و خرم دیکھا ہے اور میرے باپ پر سبز جلد ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ عذاب دفع کر دیا گیا ہے اور جو باس تو دیکھ رہا ہے وہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے مجھے پہنایا گیا ہے پس اے میرے فرزند تجھ پر لازم ہے کہ آپ کی ملازمت اختیار کر پھر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس سے عذاب میں کی تخفیف کروں گا جو مسلمان تیرے مدرسہ المسلمین پر سے گذرے گا یہی راوی یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا آپ سے کہا گیا کہ ایک قبر سے میت کی آواز سنی گئی ہے جو چند دن ہوئے مقبرہ باب زانج میں دفن کی گئی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا اُس نے میرا خرقة پہنا ہے لوگوں نے عرض کی ہمیں معلوم نہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زیادتی کرنے والا خسارہ کے زیادہ لائق ہے اور ایک گھڑی سر نیچے کیا آپ کو ہیبت نے ڈھانک لیا اور آپ پر وقار نمایاں ہوا پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے اور آپ سے اس کو حُسنِ ظن تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب اس پر مہربانی فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس کی قبر کی طرف پھر کئی بار گئے مگر اس کے بعد کبھی آواز نہ سنی۔ اور شیخ پیشوا ابوالحسن علی بن سلیمان نانبانی بغدادی روایت کرتے ہیں کہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوا آپ کے پاس اس وقت شیخ علی مہبتی اور

شیخ بقابن بطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر تھے اس وقت عالیجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ ہر طویلہ میں میرا ایک جا تو رہے جس کے تقابل کوئی اور طاقتور نہیں اور میرا ایک ایسا گھوڑا ہے جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا اور ہر منصب میں میرا ایک خلیفہ ہے جس کو معزول نہیں کیا جاتا یہ سب کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکاتِ باسعادت کے طفیل ہے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکات تو اس قدر بے حد و حساب ہیں کہ انکے بیان کے لیے آپ کی کرامات کی طرح کئی دفاتر بھی کفایت نہیں کر سکتے ہم اتنے پرہی اکتفا کرتے ہوئے اگلے موضوع کی طرف بڑھتے ہیں اور رب رحمان سے نیکی اور سعادت مندی کی توفیق مانگتے ہیں۔

## شہنشاہِ بعداؤ کے اخلاقِ عالیہ۔

ہجرت الاسرار میں روایت ہے کہ شیخ ابو الحسن علی القمیشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاقِ حسین کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نور تھے بااخلاقِ شگفتہ اور کشادہ پیشانی۔ رحیمِ بشیقینِ پاک طینت اہل مجلس کا احترام کرنے والے اور کھلے دل لوگوں سے ملنے والے غم زدہ لوگوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر غموں کے بوجھ سے نجات مل جاتی تھی اور وہ خوش ہو جاتے تھے میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر سچی اور پاکیزہ باتیں کسی دوسرے سے نہیں سنیں اور حضرت ابو الحسن علی بن اروم المجدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خدا ترس اور نرم دل تھے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے لیکن اس کے باوجود بڑے صاحبِ جلال و احتشام تھے بڑے مجیب الدعوت اور کریم الاخلاق تھے آپ یہودیہ لوگوں کو کبھی پسند نہیں فرماتے تھے اور ہمیشہ ان سے دُور رہے مگر سچ گو اور حق پسند لوگوں کو ہمیشہ اپنا تے اور انکے بڑے ہی قریب رہے اور اگر کسی کا جرم دیکھتے تو پردہ پوشی فرماتے اور معاف کر دیتے اور متغیر طبع نہ ہوتے کسی سائل کو رد نہ کرتے اگر آپ کے پاس دو کپڑے ہوتے تو ایک ضرورت مندوں کو عطا فرما دیتے توفیق الہی آپ کے لیے وقف تھی اور تائید ربانی ہر وقت آپ کے ساتھ تھی آپ کا علم مہذب اور آپ کا قرب مؤدب

تھا۔ صدق و صفا آپ کی غذا تھی اور فتح و کامرانی آپ کی پونجی تھی علم آپ کا اور صفا کچھونا تھا اور ذکر خداوندی آپ کا معمول تھا غور و فکر آپ کا لباس اور مکاشفہ آپ کی قوت تھی شاہد حق آپ کی شفا احترام شریعت آپ کی طاہریت اور حقیقت کے اوصاف آپ کے ہر روز ہوتے تھے اور شیخ معمر ابو المنظر منصور بن مبارک بن فضل واعظ بجاوہ نے بیان کیا ہے کہ میری نظروں میں آج تک جناب غوث الاعظم جیسا با اخلاق اور وسیع الظفر شخص نہیں آیا۔ آپ بڑے کریم النفس اور مشفق دل تھے آپ اتنے بزرگ اور بلند مرتبہ ہونے کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ لطف و کرم فرمایا کرتے اور بڑوں کا احترام کرتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سلام کھنے میں پہل کرتے غریب و مساکین کی تواضع کرتے فقیر اور سانلوں کو اپنے دروازے پر کھڑے ہونے سے پہلے کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرمادیتے اور آپ کبھی کسی امیر یا تو نگر کے دروازے پر جا کر ہاتھ نہ پھیلاتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھی انسانیت کیساتھ انتہائی ہمدردی تھی اور آپ کا دل مبتلائے مصائب لوگوں کو دیکھ کر رحم اور شفقت کے جذبات سے بھر جاتا تھا اور جہاں بھی کہیں بیماری ہوتی تھی آپ کی ذات شفا من الشبن کردہاں پہنچتی تھی اور ماتم کدھے آپ کی تشریف آوری سے عشرت کدھے بن جاتے تھے یہاں ہم ہجرت الاسرار سے ایک روایت بیان کرتے ہیں جسے نفحات الانس میں حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی بیان کیا ہے اور اصل میں تو اسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں ہی درج کرنا چاہیے تھا مگر چونکہ اس سے آپ کے اخلاق مشفقانہ کی نشاندھی ہوتی ہے اس واسطے ہم نے اسے اس مقام پر بیان کرنا مناسب سمجھا شیخ برگزیدہ ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ۵۴۹ھ میں حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی اور میں حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بغداد شریف میں موجود تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بغداد شریف کا ایک سوداگر ابوغالب فضل الشبن اسماعیل ازجی حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار آپ کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے تو اس کو دعوت قبول کرنی چاہیے میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے غریب خانہ پر دعوت کے

یہ تشریف لائیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ملی تو ضرور آؤں گا پھر تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ ہاں ضرور چلوں گا تب آپ سوار ہوئے شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑ لی اور میں نے بائیں رکاب تھامی جب اس کے گھڑ پہنچے تو دیکھا کہ بغداد کے مشائخ علماء اور اراکین جمع ہیں اور دسترخوان بچھا دیا گیا جس پر تمام قسم کی اشیائے خوردنی موجود تھیں اور ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا جو کہ سبز مہر تھا دو آدمی لمبے اٹھائے ہوئے تھے وہ دسترخوان کے ایک کنا سے پر رکھ دیا گیا تب ابو غالب میزبان نے کہا بسم اللہ اجازت ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے نہ آپ نے خود کھانا شروع کیا اور نہ کھانے کی اجازت دی اہل محفل کا یہ حال تھا کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے کوئی ذرا سی حرکت نہیں کر سکتا تھا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اور شیخ علی کو اشارہ کیا کہ وہ ٹوکرا اٹھا لو ہم اٹھے اور اس کو اٹھایا وہ وزنی تھا ہم نے اس کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے حکم دیا اس کو کھولو ہم نے اس کو کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو کہ مادر زاد اندھا اور اس کو گینٹھیا تھا اور وہ جذامی اور فالج زدہ تھا تب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کہا کھڑا ہو جا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو کر ہم نے دیکھا کہ وہ لڑکا اٹھ کر دوڑنے لگا اور بیٹا ہو گیا اور اس کو کسی قسم کی بیماری نہ تھی یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور مچ گیا آپ اسی شور میں باہر آگئے اور کچھ نہ کھایا میں شیخ ابو سعید قلیوبی کی خدمت میں اس کے بعد حاضر ہوا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اندھوں کو بینا کوڑھوں کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔

## شہنشاہ بغداد کی نظر رحمت بزرخ والوں پر

بیچتہ الاسرار میں یہ روایت بہت سے مشائخ کرام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم میراں محی الدین پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی جماعت کے ساتھ شیخ حماد اباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے



گرمی کا موسم تھا اور دھوپ بہت تیز تھی اس کے باوجود آپ دیر تک قبر پر حالتِ استغراق میں کھڑے رہے اور آپ کے رفقا بھی ساتھ ہی وہیں موجود رہے جب آپ قبر سے واپس آئے تو آپ کے چہرہ مبارک پر فرحت و انبساط اور شادمانی موجود تھی لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنی دیر دھوپ میں کھڑے رہنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں شروع شروع میں بغداد شریف میں آیا تو میں حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا اور آہستہ آہستہ میری یہ عادت ہو گئی کہ میں جمعہ کے دن بغداد شریف سے باہر چلا جاتا اور حضرت شیخ حماد کے مریا اور احباب بھی میرے ساتھ ہوتے تاکہ نماز جمعہ مسجد رصافہ میں جا کر ادا کی جائے عام طور پر حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہمارے ساتھ ہی ہوا کرتے تھے ایک دن ہم ایک نہر کے کنارے جا رہے تھے کہ حضرت شیخ نے مجھے نہر میں دھکیل دیا سردی کا موسم تھا میں نے صوف کے کپڑے پہنے ہوئے تھے پانی میں گرتے ہی میں نے جمعہ کے غسل کی نیت کر لی لیکن کپڑے بھینکنے سے بہت بو جھل ہو گئی اور میرے لیے نہر سے نکلنا بہت مشکل ہو گیا شیخ اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر مجھے وہیں چھوڑ کر چلے گئے میں بڑی تکلیف سے باہر نکلا اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا سردی نے مجھے بہت تنگ کیا میں جب ان کے پاس پہنچا تو تمام دوست میلہ مذاق اڑانے لگے اور حضرت شیخ حماد دباس نے فرمایا میں آپ کو تنگ کرنا نہیں چاہتا تھا یہ تو میں نے تمہیں آزمانے کے لیے ایسا کیا تھا آج میں نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں بڑی شاہانہ حالت میں دیکھا آپ نے بہت ہی بیش قیمت چادر اوڑھی ہوئی تھی اور ہاتھوں میں چاندی کے دستانے اور پاؤں میں چاندی کے جوتے پہنے ہوئے تھے اور آپ کے سر پر تاج چمک رہا تھا لیکن آپ کا ایسا ہاتھ کام نہیں کرتا تھا میں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے آپ نے مجھے بتایا کہ اس ہاتھ سے تمہیں نہر میں دھکا دیا تھا یہ تمہیں رنجیدہ کرنے کی وجہ سے ہے آپ میری گستاخی کی معافی کے لیے دربار صمدی میں سفارش کریں میں کھڑا رہا اور حضرت حماد کی طرف سے ایذا رسانی کو دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی کہ وہ انکے ہاتھ کو ٹھیک فرما دے میں نے نگاہ ڈال کر دیکھا پانچ ہزار اولیا اللہ حضرت حماد کی سفارش کے لیے اپنی اپنی قبروں میں کھڑے ہیں اور میری التجا پر آمین کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے میری التجا منظور فرمائی اور حضرت حماد کے ہاتھ

کو درست فرما دیا آپ نے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور آپ انتہائی خوش نظر آئے تھے یہ واقعہ بغداد کے مشائخ میں مشہور ہوا تو بغداد شریف کے وہ صوفیا اور مشائخ جو حضرت حماد عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے اکٹھے ہوئے تاکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس واقعہ کی تصدیق کر سکیں اور ساتھ ہی بغداد شریف کے درویشوں کا ایک جم غفیر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی طرف آیا لیکن کسی میں یہ جرات نہیں تھی کہ براہ راست آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوال کر سکے یا اس موضوع پر ہمکلام ہی ہو سکے آخر انہوں نے یہ طے کیا کہ مشائخ بغداد میں سے دو آدمی جو صاحب کشف و کرامت ہوں اس امر کی تصدیق پر مامور کر دیئے جائیں چنانچہ شیخ ابی یعقوب یوسف بن ایوب الحمدانی اور شیخ ابی محمد عبدالرحمن بن شعیب الکردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو مقرر کیا گیا یہ دونوں بزرگ صاحب کشف و کرامت تھے۔ لوگوں نے ان مشائخ کو آمادہ کیا کہ وہ جمعہ تک بغداد شریف میں ہی رہیں اور صحیح حالات کا پتہ کر کے ہمیں اطلاع دیں دونوں حضرات مراقبہ میں بیٹھ گئے اچانک شیخ یوسف برہنہ پا دوڑتے ہوئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کے دروازہ کی طرف آئے اور زور سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجھ پر ظاہر فرمایا ہے وہ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں مدرسہ میں آکر اعلان کروں کہ جو کچھ لوگوں نے سنا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت حال بیان فرمائی ہے یہ بات ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ شیخ عبدالرحمن بھی دوڑے دوڑے آئے اور وہ بات کہی جو ابھی ابھی شیخ یوسف بیان کر چکے تھے یہ سُننے ہی سارے مشائخ حضور غوث اعظم کے پاس معذرت کے لیے دوڑے آئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عضو تقصیر کے خواہاں ہوئے۔ اسی طرح تفریح الخطاب کے سولہویں مناقب میں شیخ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت درج کرتے ہیں۔ "انہ کان فی زمن الغوث رجل فاسق مصر علی الذنوب ولكن تكنت محبة الغوث في قلبه المحبوب، فلما توفي دفنوه، فجاؤه منكر و تكبير و سالاہ ما و بك و من نبيك و ما دينك؟ ما جا بہما فی كل سؤال بعد القادر، فجاؤہا الخطاب من الرب المقدیر یا منكر و تكبير ان كان هذا العبد من الفاسقين لكنه من محبة محبوبی السيد عبد القادر من الصادقين، فلا

جلد، غفرت لہ و وسعت قبرہ بحجۃ و حسن اعتقادہ فیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ“  
 یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک فاسق آدمی تھا جو بہت ہی  
 گنہگار تھا۔ لیکن اس کے دل میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ضرور تھی  
 جب وہ فوت ہوا تو دفن کیا جانے کے بعد اس کے پاس منکر اور نیکر آئے اور اس سے  
 سوال کیا کہ تیرا رب، رسول اور دین تو اس نے ہر سوال کے جواب میں غوثِ پاک رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کا نام لے دیا تو منکر نیکر کی طرف ربِ کریم کا حکم آیا کہ اگرچہ یہ بندہ گنہگاروں میں سے ہے  
 لیکن اُسے میرے محبوب سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ صادقوں میں سے ہیں کے  
 ساتھ بہت محبت ہے تو اس وجہ سے یعنی انکی محبت کے طفیل میں نے اس کو بخش دیا اور اس  
 کی محبت اور حسنِ اعتقاد کی وجہ سے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا اور اسی سے ملنا جلتا واقعہ  
 مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے مولوی فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے خود سن کر اپنی  
 کتاب افاضات الیومیہ جلد ۲ ص ۲۷ مطبوعہ تھانہ بھون میں بھی درج کیا ہے البتہ اس  
 مرنے والے آدمی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھو بی تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ مناقبِ غوثیہ میں میاں عظمت اللہ بن قاضی عماد الدین علوی ابن  
 میاں نظام محمد ابن میاں شاہ محمد ابن حضرت قدرۃ العلماء والعارفین حضرت وجیہ الحق الدین  
 علوی سے منقول ہے کہ برہان پور میں انکے گھر کے متصل ایک امیر ہند و کھتری رہتا تھا جو  
 حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا عقیدت مند تھا چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 عرس یعنی گیارہ صویں کے دن بہت پیسہ خرچ کرتا اور طرح طرح کے کھانے پکاتا اور چراغاں  
 کرتا اور اکابر علماء و فضلاء کی دعوت کرتا اس کی وفات کے بعد اس کے قبیلہ والے اس کو  
 ہندوؤں کے مرگھٹ میں جلانے کے لیے لے گئے لیکن جب آگ جلا کر اس کو چتا پر رکھنے  
 لگے تو اس کی لاش بابانا نک (گورو) کی طرح غائب تھی اور کہیں اس کا پتہ نہ ملا۔

۵ اے برادر گرمی خواہی بعقلی سردی

پاش درد نیا تو کلب آستانِ قادری

بالیقین یا بد نجات گرد و از اہل بہشت

ہر کہ او باشد مریدِ خاندانِ قادری ،

## تصنیفات غوث الاعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

موجودہ زمانے میں جو کتب آپ کی تصنیفات سے ملتی ہیں انکے مطالعہ سے قلب و روح کو جولنت چاشنی اور ذوق و سرور ملتا ہے اس کی صحیح تصویر کشی کی کسی تقریباً ہر قلم کی بساط سے باہر ہے آپ کے کلمات پاک اور عسین بیان شوکتِ الفاظ اور بلاغتِ مضامین ہر صنف بے نظیر ہے کلام پاک اس قدر موثر ہے کہ پڑھنے سننے والوں پر بے اختیار وجدان طاری ہو جاتا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیفات و تصانیف میں ایک کتاب غنیۃ الطالبین کو بھی شمار کیا جاتا ہے جس کے متعلق ہم شروع کتاب میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں اس واسطے یہاں اس پر کسی قسم کا تبصرہ وغیرہ نہیں کر رہے کیونکہ اکثر علمائے اہل سنت اس کو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں مانتے۔

## فتوح الغیب

یہ اٹھتر عدد چھوٹے چھوٹے مقالات پر مشتمل تصوف اور معرفت میں بڑے پایہ کی کتاب ہے ان مقالات کے جامع حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے شیخ شرف الدین عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اور انہی کی خاطر حضور نے یہ تصنیف فرمائی تھی فتوح الغیب کا انداز بیان خطیبانہ ہے ان میں شریعت و طریقت کے مباحث ہیں جنکو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے دلنشین اور موثر طریقے سے بیان فرمایا ہے کلام میں سیدھی سادھی تراکیب ہیں بیان میں الجھاد بالکل نہیں البتہ عبارت مقفی اور مسجع ہے لیکن آورد بالکل نہیں آمد ہی آمد ہے بالکل دریا کے پانی کی طرح جو روانی اور زور و شور سے بہ رہا ہو ہم یہاں پر بطور نمونہ فتوح الغیب سے چند مقالے شریف التواریخ کے حوالے سے پیش کرتے ہیں لیکن صرف اُردو ترجمہ

## مقالہ اول

فرمایا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایماندار کے لیے تین چیز کا ہونا

ہر حال میں ضرور ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرے دوم یہ کہ جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے باز رہے سوم یہ کہ تقدیر سے راضی ہو ڈے پس اول درجہ یہ ہے کہ ایماندار ان تینوں چیزوں سے کسی وقت خالی نہ ہو پس مومن کو لائق ہے کہ ان تین چیز کا قصد اپنے دل میں لازم کرے اور ہمیشہ ان کے قصد میں رہے اور اپنے جی میں ان کے ساتھ بات چیت کرے یعنی اپنے دل میں انکا ہمیشہ خیال رکھے اور اپنے اعضا سے ہر حال میں انکو پکڑے رہے اور ان پر کار بند ہو۔

## مقالہ دوم

فرمایا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت کی پیروی کرو اور بدعت نہ نکالو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانو اور ان کے حکم سے باہر نہ نکلو، اللہ تعالیٰ کو کھتا جانو اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور خدا تعالیٰ کو ہر عیب اور نقص سے پاک جانو اور اس پر کوئی تہمت نہ رکھو جو اس کی درگاہ بے یزادہ کے لائق نہیں اور دین اسلام کو سچ مانو اور اس میں شک نہ کرو اور مصیبتوں میں صبر کرو بے صبری نہ کرو اور اپنی جگہ میں ثابت قدم رہو بھاگو نہیں اور اللہ تعالیٰ سے فضل مانگو اور مانگنے سے غمناک نہ ہو واسطے نہ حاصل ہونے مقصد کے اور انتظار کرو اور امید رکھو اور ناامید نہ ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے بھائی بنو اور آپس میں دشمنی نہ رکھو اور بندگی پر اکٹھے ہو جاؤ جدا جدا نہ رہو اور آپس میں محبت رکھو یعنی خدا تعالیٰ کے واسطے اور ایک دوسرے کو نفسانیت کے لیے دشمن نہ جانو اور گناہوں سے پاک رہو اور ان سے میلے اور آلودہ نہ ہو جاؤ اور اپنے رب کی بندگی کے ساتھ زینت اور آراستگی حاصل کرو اور اپنے مالک کے دروازے سے جدا نہ ہو جاؤ اور اس کی طرف توجہ کرنے سے منہ نہ پھیرو اور توبہ کرنے میں دیر نہ کرو اور رات کے لفظوں اور انکی طرفوں میں اپنے پیدا کرنے والے کے آگے عذر کرنے سے سستی نہ کرو شائد تم پر رحم ہو اور تم نیک بخت ہو جاؤ اور دوزخ کی آگ سے دور کیے جاؤ اور بہشت کے اندر تم کو نعمت اور خوشی ملے اور اللہ تعالیٰ کی



طرف - بلائے جاؤ اور جنت میں نعمتوں اور کنواری بیبیوں کی صحبت کیساتھ مشغول ہو اور ہمیشہ اسی حال پر رہو اور عمدہ گھوڑوں پر سوار کیے جاؤ اور ساتھ نہایت خوبصورت حوروں اور طرح طرح کی خوشبوؤں اور گانے والی لونڈیوں کی آواز کے سمیت ان نعمتوں کے کہ مذکورہ کی گئیں خوشحال کیے جاؤ اور ہمراہ پیغمبروں اور صدیقیوں اور شہیدوں اور نیکوں کے بلند مرتبے پر اٹھائیے جاؤ۔

## مقالہ چہارم (سینالیسواں)

فرمایا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک بوڑھے شخص نے خواب میں سوال کیا اور پوچھا وہ کیا چیز ہے جس کے سبب بندہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہو جائے میں نے جواب دیا کہ اس کے واسطے ابتداء اور انتہا ہے پس اس کی ابتدا ورع اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے اور اسکی انتہا رضا تسلیم اور توکل ہے۔

## مقالہ سوم (اڑتیسواں)

فرمایا عالیجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس نے اپنے مولا کریم کا کام صدق و اخلاص سے کیا وہ اس کے غیر سے صبح و شام ہر وقت بیزار رہا کرتا ہے اے قوم اس چیز کا دعویٰ نہ کرو جو تمہیں حاصل نہیں ہے خداوند قدوس کو ایک جانو اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور قضا و قدر کے تیروں کا نشانہ بن جاؤ جو محض خراش کیلئے تم پر آتے ہیں نہ کہ تمہیں قتل کرنے کیلئے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کی محبت میں ہلاک ہوتا ہے اس کا اجر اور عوض پس اللہ تعالیٰ کی شانِ رحم و کرم پر واجب ہو جاتا ہے۔

یہ چار مختصر سے مقالے فتوح الغیب کے مختلف مقامات سے بطور نمونہ درج کر دیے گئے ہیں ورنہ کتاب ساری کی ساری تصوف اور معرفت پر بلند پایہ پند و نصائح سے عبارت ہے اس کتاب کی فارسی شرح بنام مفتاح الفتوح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت عمدہ لکھی ہے اور اس کے متعدد اردو ترجمے چھپ چکے ہیں

ان میں ایک ترجمہ مولوی حکیم سکندر شاہ قاری ابوالعدائی جہانگیری کانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنام کلام الطیب لکھا ہے جو بہت اچھا ہے اور اس کے انگریزی زبان میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں جس سے امریکہ اور دیگر مغربی ممالک والے مستفیض و مستفید ہو رہے ہیں ایک ترجمہ پر عالم شاہ ولد پیر غلام محمد قریشی ہکٹاری نے نربان پنجابی منظوم کیا ہے۔

## الفتح الربانی

یہ کتاب حضور شہنشاہ بغداد غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواعظ و ارشادات کا مجموعہ ہے طرز بیان فتوح الغیب کی طرح نہایت پسندیدہ اور دلانیز ہے اسمیں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باسٹھ مجالس کے وعظ درج ہیں جنکو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ عقیف الدین ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا ہے حضرت شمس بریلوی مترجم غنیۃ الطالبین کہتے ہیں الفتح الربانی کا تمام تر انداز خطیبانہ ہے ایک والہانہ جوش ہے جو ہر نقطہ میں موجزن ہے چھوٹے چھوٹے جملے وسیع معانی اور مفہوم لیے ہوئے ہیں استعارہ اور تشبیہ سے خالی جو کچھ کہتے ہیں واشکاف الفاظ میں فرماتے ہیں ایجاز و ایہام کو ان میں جگہ نہیں دیتے بیان میں ایک عجیب و غریب دبذبہ اور طنطنہ ہے شوکتِ الفاظ اور زور بیان بتاتا ہے کہ ان کا قائل ایک ایسی ہستی ہے جو زمانہ پرستی سے بے نیاز ہو کر صداقت کے راستہ پر گامزن ہے اس کتاب کی تمام باسٹھ مجالس رشد و ہدایت کا مجموعہ ہیں آپ نے وقت کی دکھتی رگ پر دست مبارک رکھا تھا اور دلوں کے چور آپ نے ظاہر فرمائے تھے اس لیے آپ جو کچھ فرماتے تھے وہ دلنشین ہوتا تھا آپ کا طرز بیان اس قدر موثر اور پرہیت ہوتا تھا کہ دل لرزا اٹھتے تھے جسموں پر عرشہ طاری ہو جاتا تھا اور ان پر درتوبہ کھل جاتا تھا افسوس ہے کہ یہاں اس قدر گنجائش نہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انشا اور زبان کی باریکیوں اور انکی خصوصیات کو کما حقہ بیان کیا جاسکے اور میرے قلم میں یہ قدرت کہاں کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کے کمالات کو احاطہ تحریر میں لاسکے آپ عالی جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ بھی فرماتے تھے دلی جذبہ اور تائید الہی سے فرماتے تھے اس واسطے سے آپ کا کلام موثر اور دلنشین

ہوتا تھا۔

فتح الہربانی کے تراجم کئی زبانوں میں موجود ہیں کہ اُردو فارسی اور انگریزی میں ترجمے ہو چکے ہیں ایک ترجمے انگریزی میں محترم المقام ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب ایم۔ اے، ایل ایل بی ممبر انپکشن ٹیم لاہور ہائیکورٹ کر رہے ہیں جسکو راقم زار نوشاہی کے فرزند اصغر عزیز القدر ظہور محمد نوشاہی متعلم سال دوم کنگ ایڈورڈ کالج لاہور قلم بند کر رہے ہیں اس کی ساٹھ مجلس لفظیہ مکمل ہو چکی ہیں اب صرف دو مجالس باقی ہیں جس کے بعد ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہو کر منظر پر آجائے گا جو کہ مغربی ممالک اور خاص کر امریکی مسلمانوں کے لیے بہت مفید ثابت ہو گا کیونکہ دراصل یہ ترجمہ میرے بیٹے عزیز القدر مولوی مفسی نور محمد نوشاہی ساکن نیویارک امریکہ میں نو مسلموں کے لیے کر رہے ہیں اُردو تراجم میں ایک بہت اچھا ترجمہ فیض نیردانی الحاج مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی نے کیا ہے جس میں ترجمہ کے ساتھ اصل متن بھی موجود ہے جس سے حضور کے اصل کلام کی چاشنی اور جلال کا پتہ چلتا ہے اس ترجمہ کے چھ مجالس کے مختلف مقامات سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

## چوتھی مجلس

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے لیے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اُسے چاہے کہ اُس کو غنیمت سمجھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب بند کر دیا جائے گا صاحبِ اِخوش ہو اور غنیمت سمجھو زندگی کے دروازے کو جب تک کہ وہ کھلا ہے وہ غنیمت بند کر دیا جائے گا غنیمت سمجھو نیک کاریوں کو جب تک کہ تم انکو کرنے پر قادر ہو غنیمت سمجھو توبہ کے دروازہ کو از اس میں داخل ہو جاؤ جب تک کہ وہ تمہارے لیے کھلا ہے غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لیے کھلا ہے۔  
اور نہ پھر کوئی بھی تمہیں بد اعمالیوں سے روکنے والا یا نصیحت کرنے والا نہیں، لوگو! بنا لو جو کچھ توڑ چکے ہو دھو لو جس کو نجس کر چکے ہو، سنو! جو جس کو بگاڑ چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکے ہو اپنے فرار اور بھاگنے سے تائب ہو کر لوٹ آؤ اپنے خالق عزوجل کی طرف

لے صاحبزادے! یہاں کوئی نہیں بجز خالق عزوجل کے پس اگر تو خالق کیساتھ ہے تو تو اس کا بندہ ہے اور اگر تو مخلوق کے ساتھ ہے تب تو اس کا بندہ ہے تجھے واعظ بنا زیا نہیں جب تک کہ اپنے قلب کی حیثیت سے بیا بان اور جنگل و میدان قطع نہ کرے اور اپنے باطن کے اعتبار سے سب کو چھوڑ نہ دے کیا تو نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کا طالب سب سے مفازقت اختیار کرتا ہے یہ بات یقینی ہے کہ مخلوقات میں سے ہر چیز بندہ اور اس کے خدا کے درمیان پردہ ہے پس وہ جس شے پر بھی ٹھہرے گا وہ حجاب بن کر اس کو چھپا لگی صاحبزادہ! کابل مت بن کیونکہ کابل ہمیشہ محروم رہتا ہے اور شیمانی کی رسی اسکی گردن میں ہوتی ہے اپنے اعمال کو عمدہ بنا کہ حق تعالیٰ تجھ پر دنیا و آخرت کی سخاوت فرمائے گا۔

## (۲) چھٹی مجلس

اہل اللہ کے قلوب عاف ہوتے ہیں پاک ہوتے ہیں بھول جانے والے مخلوق کو، یاد رکھنے والے اللہ تعالیٰ کو، بھول جانے والے دنیا کو، یاد رکھنے والے آخرت کو، بھول جانے والے اس ناپائیدار جو تمہارے پاس ہے، یاد رکھنے والے اس پائیدار جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، تم ناواقف ہو ان سے اور ان کیفیات سے جن میں وہ مشغول ہیں تم مشغول ہو اپنی دنیا میں آخرت کو چھوڑ کر چھوڑے ہوئے ہو اپنے رب عزوجل سے جیا کرنے کو بے شرم بنے ہوئے ہو اس کے بارہ میں۔ اپنے صاحب ایمان بھائی کی نصیحت قبول کر اور اسکی مخالفت نہ کر کہ وہ تیری وہ حالت دیکھتا ہے جو تو اپنی خود نہیں دیکھ سکتا اور اسی لیے فرمایا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مومن آئینہ ہے مومن کے لیے (کہ اسکی واقعی حالت چاہتا ہے) مومن ہمیشہ اپنے مومن بھائی کا سچا خیر خواہ ہوتا ہے اس سے بیان کر دیتا ہے جو کچھ اس پر پوشیدہ رہتا ہے اس کے لیے نیکو کاریوں کو بد کاریوں سے جدا کر دیتا اور اس کو پہچان کر دیتا ہے نافع مضر کی۔ پاک ذات ہے جس نے میرے قلب میں مخلوق کی خیر خواہی کا مضمون ڈالا اور اس کو میرا مقصود اعظم بنا دیا۔ میں خیر خواہ ہوں اور اس پر معاذ حق نہیں چاہتا میری آخرت مجھ کو مل چکی ہے میرے

رب تعالیٰ کے پاس۔ میں دنیا کا طالب نہیں ہوں۔ میں نہ بندہ ہوں دنیا کا نہ بندہ ہوں آخرت کا اور نہ ماسویٰ اللہ کا میں بندہ ہوں صرف خالق کا جو کیا و یگانہ اور قدیم ہے تمہاری فلاح میں میری خوشی ہے اور تمہاری ہلاکت میں میرا غم۔ جب میں سچے مرد کا منہ دیکھتا ہوں جس نے میرے ہاتھوں پر فلاح حاصل کی تو سیر ہو جاتا ہوں سیراب ہو جاتا ہوں خوش لباس ہو جاتا ہوں اور مسرور ہو جاتا ہوں۔

## اٹھارویں مجلس

صاحبو میرا کہنا مانو! میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں جس حالت میں ہوں بکسو ہوں اپنے وجود سے اور تم سے میں اس سے الگ ہوں کہ سیر کرتا رہتا ہوں افعالِ خداوندی کی جو میرے اور تمہارے اندر وقوع میں آتے ہیں۔ مجھ کو متہم مت کرو کیونکہ تمہارے لئے وہی چاہتا ہوں جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہوں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔“ یہ ارشاد ہے ہمارے سردار کا ہمارے افسر کا، ہمارے حاکم کا، ہمارے سپہ سالار کا، ہمارے سینئر کا، ہمارے شیخ کا اور اُس پیارے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو زمانہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک سارے پیغمبروں اور نبیوں کے سردار ہیں کہ نفی فرمادی کمالِ ایمان کی اس شخص سے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس چیز کو محبوب نہ سمجھے جس کو اپنے لئے محبوب سمجھ رہا ہے پس جب تو نے اپنے نفس کے لئے مزیدار کھانے نفیس کپڑے، اچھے مکان، حسین صورتیں اور ہر قسم کے بکثرت اموال کو اپنے لیے محبوب سمجھا اور اپنے بھائی مسلمان کے لئے برخلاف پسند کیا تو اپنے کمالِ ایمان کے دعوے میں تو جھوٹا ہے اے کم عقل! تیرا پردہ سی فقیر ہے اور تیرے متعلقین حاجتمند ہیں اور تیرے پاس اتنا مال موجود ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے اور تجھے تجارت میں ہر روز نفع ہوتا ہے جو دن بدن رو بہ ترقی ہے اور تیرے پاس تیری ضرورت سے زائد موجود ہے اُس پر



بھی ان کو زربناد و حقیقت ان کے فقر پر جس میں وہ مبتلا ہیں رضامند ہوتا ہے اور یہ ہی دعویٰ کمالِ ایمان کے کذب کی نشانی ہے۔

## سینا لیسویں مجلس

صاحبزادہ بانوجہ کرا و حق تعالیٰ کی خوشبودی تک پہنچ جا۔ کیونکہ جب وہ تجھ سے خوش ہو جائے گا تو تجھ کو محبوب بنائے گا رزق کا غم اپنے قلب سے الگ کر کے رزق حق تعالیٰ کی طرف سے تیزی مشقت و صعوبت کے بغیر تجھ کو پہنچے گا۔ سارے غموں کو اپنے دل سے نکال دے اور سب غموں کو ایک ہی غم بنائے یعنی حق تعالیٰ پس جب تو ایسا کرے گا تو وہ نیرے سارے غموں کا کفیل ہو جائے گا۔ غم اس کو کہتے ہیں جو تجھ کو بے چین بنائے پس خدا تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہنا ضرور ہے کہ کام چلے اور ساری بے جنسیں بھی دور ہوں۔ اگر تیرا غم دنیا ہے تو تو دنیا کے ساتھ ہے اور اگر تیرا غم آخرت ہے تو تو آخرت کے ساتھ ہے اور اگر تیرا غم مخلوق ہے تو تو مخلوق کے ساتھ ہے اور اگر تیرا غم حق تعالیٰ شانہ ہے تو تو دنیا و آخرت دونوں میں نہیں تو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

## مکتوبات

یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پندرہ مکتوبات کا مجموعہ ہے جو فارسی زبان میں تصوف و عرفان کا مخزن ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی فارسی ہر دو زبانوں میں کلام فرماتے تھے۔ اس واسطے آپ کو ذوالبیانین اور ذواللسانین کہا جاتا تھا۔ آپ کے مکتوبات فارسی زبان میں بہت مشہور اور حسن کلام کا بہترین نمونہ ہیں جبکہ قرآن کریم کی آیات پاک سے استشہاد کیا گیا ہے ایک مکتوب شریف درج کیا جاتا ہے۔

## مکتوب

اے عزیز قلبے سلیم بایبدر کہ تا بر رموزِ فاعتبر و ایما اولی الابصار  
اطلاع یابد و عقلے کامل بایبدر حقائقِ اسرار مستوہم ایتنا فی الافاق و فی

و نفسهم را ادراک کند، و یقینے صادق تا شواہد معرفت وان من شمیء الا  
 یسبح بحمدہ و لکن لا تفقهون تسبیہم رابعین قلب مشاہدہ بیند، و  
 بدواعی وصول و اذساك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوتہ الدعاء اذا  
 دعان مستقبل شور و از زواجر بیئہ انما خلقنکم عبثاً و انکم  
 الینا لا ترجعون از خواب غفلت و یلہم الامل فسوف یعلمون بدار گرد،  
 و بعروۃ الوقت و مالکم من دون اللہ من ولی و لا نصیر چنگ در زند، و  
 برسفینہ فصر والی اللہ سوار گرد، و در دیائے معرفت و ما خلقت الجن  
 و الانس الا لیعبدون مردانہ وار بغوامی فرآید و اگر گوہر مقصود بچنگ افتد  
 فقد فاز فوزاً عظیماً و اگر جان در طلب رود فقد وقع اجر علی اللہ۔  
 ترجمہ :- اے عزیز قلب سلیم چاہے تاکہ فاعتبر و ایأ اولی الابصار  
 راے آنکھوں و الویس عبرت پکڑو) کے رموز پر اطلاع پائے اور عقل کامل چاہے تاکہ  
 (ستاب دکھائیں گے ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی اور ان کی اپنی جانوں میں بھی)  
 کے اسرار کی باریکیوں کو سمجھ سکے اور یقین سما چاہے تاکہ اور نہیں کوئی چیز لیکن تسبیح  
 بیان کرتی ہے اس کی تعریف کے ساتھ مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے) کی معرفت  
 کے شواہد کو دل کی آنکھ سے دیکھ سکے اور رسول الی اللہ والی دعاؤں کے ساتھ  
 (اور جب سوال کرتا ہے تجھ سے میرا بندہ میرے متعلق پس میں قریب ہوں جواب  
 دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب پکارتا ہے) سامنے ہو جائے اور ظاہر تنبیہات  
 (کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ ہم نے تمہیں رائیگاں پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں  
 پھیرے جاؤ گے) کی وجہ سے خواب غفلت (اور ان کی خواہشات نے انہیں تباہ کر دیا  
 پس جلد جان لیں گے) سے بیدار ہو جائے اور مضبوط کڑے کو (اور نہیں واسطے تہا سے  
 سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی دوست اور نہ مددگار) پکڑ لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف  
 بھاگو) کے سفینہ پر سوار ہو جائے اور معرفت کے دریا اور نہیں پیدا کیا جن و انس کو  
 مگر عبادت کرنے کے لئے) میں مردانہ وار غوطہ لگائے اور اگر مقصود کاموتی ہاتھ لگ

جانے تو اسپس پنچا بڑا پہنچنا، اور اگر طلب میں جان چلی جائے تو اسپس باقی رہا اجر  
اس کا اللہ تعالیٰ پر۔

## سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

یہ تصوف اربے مسل سب ہے اس کتاب کی بنا جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ  
عنه عنہ "کلمہ طیبہ" لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، پر رکھی انہیں الفاظ پر کتاب  
کی فسول کو ترتیب دے کر ان منازل اور مقامات کی راہنمائی فرمائی ہے۔ جن سے  
سالک کو کثرت ناپڑتا ہے۔ شریعت طہ لہیت حقیقت معرفت اور علم اور وارث الانبیاء  
کی تشبیح اور صوفیا کے کردہ اور امت مسلم کے لحاظ سے گردہ قرآن و حدیث سے ثابت  
ہے جس جسا ادب اللہ میں مقام غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقرد اور بے نظیر  
ہے ویسا ہی مقام حضور عالی جاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام بلاغت نظام کلمہ ہے اور  
"کلام الملوک ملوک الکلام" آپ کا کلام کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ یہ کتاب سال با سال  
سے بغداد شریف میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اہل جہاد کے پاس نقلی  
نسخوں کی صورت میں چلی آ رہی تھی یہاں تک کہ یہ کتاب حضرت حاجی حافظ برکت علی صاحب  
قاری نے، موسیٰ نے بغداد شریف جا کر تحفہ حاصل کی اور اس عربی تحفہ کو اردو میں ترجمہ کر کے  
استنادہ علوم کے لئے ایک احسان عظیمہ کر دیا کلمہ طیب کے حروف کے حساب کتاب بذالہ  
چوبیس فصول میں تقسیم کیا گیا ہے اس کی ایک فصل نمبر ۲۱ جو اور اور صورت کے بیان میں ہے اس  
سے ہم نے کھوڑا سنا اقتباس قبل ازین کتاب کے اوائل کے مسلمات پر صلوات التیسرے کے طریقہ کے  
ذکر میں پیش لیا تھا۔ اب یہاں ہم دوسری فصل جو انسان کو اسفل ترین نیچے سے نیچی حالت کی  
طرف پھیرنے کے بیان میں ہے پوری کی پوری مع عربی متن اور اردو ترجمہ برائے افادہ  
قاریں درت کے دیتے ہیں تاکہ عالی جناب ثویت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متوکت کلام  
کی چاشنی قلب و روح کی راحت کا سامان بنے۔

# الفصل الثاني في بيان ردة الإنسان إلى أسفل السافلين

لَمَّا خَلَقَ اللهُ الرُّوحَ الْقُدُسِيَّ فِي أَحْسَنِ التَّقْوِيمِ فِي عَالَمِ الْأَهْوَتِ فَأَرَادَ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْأَسْفَلِ لِيُزِيدَهُ الْأُنْسِيَّةَ وَالقُرْبَةَ فِي مَفْعَدِ صِدْقِ عِنْدَ مَلِيكَ مُقْتَدِرٍ وَهِيَ مَقَامُ الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَنْبِيَاءِ فَرَدَّهُ أَوَّلًا إِلَى عَالَمِ الْجَبْرُوتِ وَمَعَهُ بَذْرُ التَّوْحِيدِ فَأَوْدَعَ مِنْ نُورَانِيَّةٍ فِي ذَلِكَ الْعَالَمِ وَالْبَسَ مِنْهُ كِسْوَةً وَكَذَا إِلَى عَالَمِ الْمَلِكِ فَخَلَقَ لَهُ كِسْوَةً عُنْصُرِيَّةً لِئَلَّا يَحْتَرِقَ بِهِ عَالَمُ الْمَلِكِ يَعْنِي هَذَا الْجَسَدَ الْكَثِيفَ فَيَسْمَى بِإِعْتِبَارِ الْكِسْوَةِ الْجَبْرُوتِيَّةِ رُوحًا سُلْطَانِيًّا وَإِعْتِبَارِ الْمَلَكُوتِيَّةِ رُوحًا سَيْرَانِيًّا وَرَوَانِيًّا وَإِعْتِبَارِ الْمَلِكِيَّةِ رُوحًا جِسْمَانِيًّا فَلَمَّا كَانَ الْمَقْصُودُ مِنْ حَيْثُ إِلَى الْأَسْفَلِ لِكَسْبِ زِيَادَةِ الْقُرْبَةِ وَالذَّرَجَةِ بِوَاسِطَةِ الْقَلْبِ وَالْقَالِبِ فَيَذْرَعُ بَذْرَ التَّوْحِيدِ فِي أَرْضِ الْقَلْبِ لِتَنْبِتِ فِيهَا شَجَرَةَ التَّوْحِيدِ أَصْلُهَا ثَابِتٌ فِي هَوَاءِ السُّرُورِ ثَمَرُ عَلَيْهَا ثَمَرَاتُ التَّوْحِيدِ لِرِضَاءِ اللهِ تَعَالَى -

وَزَرَعَ بَذْرَ الشَّرِيعَةِ فِي أَرْضِ الْقَلْبِ لِيَنْبِتَ فِيهَا شَجَرَةَ الشَّرِيعَةِ وَتَثْمُرُ عَلَيْهَا ثَمَرَاتُ الدَّرَجَاتِ أَمَرَ اللهُ تَعَالَى الْأَرْوَاحَ كُلَّهَا بِدُخُولِ الْجَسَدِ فَقَسَمَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا مَوْضِعًا فِيهِ فَمَوْضِعُ الرُّوحِ الْجَمَانِيِّ مِنْهُ فِي الْجَسَدِ بَيْنَ اللَّحْمِ وَالذَّمِّ وَمَوْضِعُ الرُّوحِ الْقُدُسِيِّ السِّرِّ قَلْبٌ وَاحِدٌ مِنْهُمَا حَانُوتٌ فِي بَلَدِ الْوَجُودِ وَأَمْتَعَةٌ وَأَرْبَاحٌ وَتِجَارَةٌ لَنْ تَبُورَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ فَيَنْبَغِي لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَنْ يَعْرِفَ مُعَامَلَتَهُ فِي وَجُودِهِ لِأَنَّهُ مَا يَحْصُلُ هُنَا يَعْشَقُ فِي عُنُقِهِ (كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى) أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعِثَ مَا فِي الْقُبُورِ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ وَكَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى) وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْمَنَاهُ طَائِرَةً فِي عُنُقِهِ :

# دوسری فصل

انسان کو اسفل ترین نیچے سے نیچی حالت  
کی طرف پھیر دینے کے بیان میں،

جب اللہ تعالیٰ نے روح قدسی (روح الہی) کو اچھی صورت پر عالم لاہوت میں پیدا کیا تو اسکو سب سے نیچی حالت کی طرف لوٹانے کا ارادہ فرمایا تاکہ غلبہ شوق و محبت لقاء باری کے باعث اس کو راستی کے مقام میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور زیادہ قرب حاصل ہو اور یہ مقام اولیا، اور انبیاء عظیم السلام کا ہے۔ پہلے اس کو بندر یعنی نیچے، توحید کے ساتھ عالم جبروت کی طرف لوٹایا پس عالم نورانیت سے اس عالم میں ودیعت (یعنی بطور امانت) رکھا اور اس کو اس عالم کا لباس پہنایا۔ اسی طرح عالم ملک کی طرف بھیجا تو اس کے لئے لباس عنصری پیدا فرمایا۔ عنصر: آگ، ہوا، پانی، مٹی، تاکہ اس سے عالم ملک یعنی جسم کثیف جل نہ پائے۔ لباس جبروتی کے لحاظ سے اس کا نام روح سلطانی باعتبار عالم ملکوتی روح ایرانی و روانی اور بطحا لباس ملک روح جسمانی رکھا۔ چونکہ مقام اسفل کی طرف آنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان دل اور جسم کے ذریعہ زیادہ قرب اور مرتبہ حاصل کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے توحید کا بیج دل کی زمین میں کاشت کرے کہ اس میں توحید کا درخت اُگے جس کی جڑ فضلے سرور میں قائم و محکم ہو اور وہ توحید کے پھولوں سے بار آور ہو۔ فیض شریعت کا بیج دل کی زمین میں بونے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کے پھل لائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور اس میں ہر ایک کیلئے ایک مقام مخصوص کیا گیا چنانچہ روح جسمانی کا مقام خون اور گوشت کے درمیان ہے اور روح قدسی کا مقام برہ ہے (سرفویانے کرام کی اصطلاح میں ایک مقام ہے جو حامل روح الہی ہے جس طرح خون اور گوشت حامل روح جسمانی) ان دونوں میں سے ہر ایک کی اس وجود کی بستی میں ایک کان ہے سامان تجارت منافع ہے اور ایسی خرید و فروخت ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (جو ہمارے دینے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز نقصان نہیں) ہر انسان کو اپنی ہستی کے اندرونی معاملات کو جاننا اور پہچاننا لازمی ہے کیونکہ یہاں جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اس کے گلے سے لگا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "کیا انسان نہیں جانتا جب اٹھائے جانیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی (وہ حقیقت) جو سینوں میں ہے" نیز ارشاد باری ہے: "اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ہے"۔



# قصیدہ غوثیہ

یہ قصیدہ حضرت غوث الثقلین غیث الکوین سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واردات قلبی کا آئینہ دار اور آپ کے علوم و تربیت اور منصب جلیل کا آئینہ دار ہے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام معجز نظام میں سے یہ ایک ایسا مقبول و منظور کلام پاک ہے کہ اس کے مین و برکت سے دینی و دنیاوی مشکلات حل ہوتی ہیں اور عاشقان غوث الاعظم اس کو باقاعدہ باجارت بطور وظیفہ پڑھتے ہیں اور مشرق و مغرب شمال و جنوب غرض ہر مقام پر واردات خدا کے ورد سے مقامات اعلیٰ کو پہنچے ہیں راقم الحروف محمد لطیف زار نوشاہی کو اس قصیدہ پاک کی اجازت حضرت حاجی پیر فضل کریم رحوم درگاہ والی ضلع سیالکوٹ سے حاصل ہے اور انہیں میر دادا مرشد حضرت قبلہ بابا جی محمد اعظم نوشاہی میر والی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل تھی اور انہیں اپنے پیر سید فقیر اللہ شاہ بادشاہ قادری نوشاہی پڑوسی ضلع سیالکوٹ والوں سے اور وہ اپنے سلسلہ پیران عظام کے ذریعہ سلسلہ دار حضرت محبوب سبحانی غوث صدیقی شیخ سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مجاز تھے۔ اس قصیدہ شریف کی اردو فارسی عربی انگریزی پنجابی غرض مختلف زبانوں میں کئی شرحیں موجود ہیں۔ اردو میں کئی شرحیں نظم میں اور کئی شرحیں دستیاب ہیں شرحیں سب اچھی شرحوں میں ایک العصیدۃ ایوسفیہ تقاری القصیدۃ الغوثیہ میرے استاد محترم حضرت مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اسکے متعلق حکیم اہلسنت محترم محمد موسیٰ امترسری زید مجددہ تحریر فرماتے ہیں: ”یہ شرح بھی اپنی نوعیت کی بے مثال شرح ہے۔ اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک کے جن فقرات کو مغرضین نے صرف دعاوی قرار دیا ہے فاضل مصنف نے ان فقرات کو احادیث سے لفظاً و معنی اور آثار صحابہ و سلف صالحین سے نقلاً صحیحاً مطابق کر دکھایا ہے۔ قول بہ قول عمل بہ عمل اور دوسری نادر شرح (الجواہر المصیۃ فی شرح القصیدۃ الغوثیہ) مولانا ابوالبرکات عبدالملک کھوڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے جس کے متعلق حضرت اساذی المکرم مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”موجودہ زمانہ میں قصیدہ شریف کی ایک شرح جناب مولوی فاضل ابوالبرکات عبدالملک صاحب مشیرالریاست بہاولپور نے لکھی ہے جو بس غنیمت ہے تحقیق الفاظ و معانی کی خوب داد دی ہے۔ فاضل علامہ نے نہایت خلوص و اعتقاد محبت و داد سے قلم اٹھا کر علمی شجاعت اور عملی حمایت کا وہ اثر دکھایا ہے جو اس کلام اور منظم کے شایان شان ہے۔“ ہم انشاء اللہ العزیز اگلے صفحات میں ان ہر دو شرحوں سے ایک ایک شعر کی شرح بطور خاص پیش کریں گے لیکن یہاں پر ہم سب سے پہلے قصیدہ شریف کے مکمل (۲۹) اشعار کو جو متفق علیہ ہیں بطور تبرک درج کرتے ہیں اور ساتھ ہی ہر شعر کے نیچے اردو منظوم ترجمہ جو کہ حضرت شمس بریلوی صاحب مترجم غنیۃ الطالبین نے کیا ہے اور فی الحقیقت بہت خوب اور موزوں کیا ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کئے دیتے ہیں صاحبان ذوق بفضل ضرور استفادہ کریں گے۔

## قصیدہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم

فَقُلْتُ لِحَبْرَتِي تَحْوِي تَعَال

لا جس قدر بھی خم ہیں شرابِ جمال کے  
فہست بکرتی بین الموال

میں ہوں میان حلقہ پاران حال کے  
بحالی وا دخلوا انتم رجال

خواباں ہوتے اگر ابھی اصلاح حال کے  
فساقي القوم رب الوافي ملال

یہ خم پہ خم بھرے ہیں شرابِ وصال کے  
ولا نلتم علوي والنصال

لیکن ابھی تو دور ہیں زینے وصال کے  
مقامي فوقكم مازال عال

شایاں نہیں ہوتے میری شان کمال کے  
بصرفني وحسبي ذوالجلال

کافی کرم ہیں مجھ کو میرے ذوالجلال کے  
ومن ذاني الرجال اعطى مثال

کس کو ملے ہیں اوج یہ فضل و کمال کے  
وتوجني بتيجان الكمال

کتنے ہی تاج ہیں میرے سر پر کمال کے  
وقلدي واعطاني سوال

مجھ پر عطائیں کی ہیں عوض ہر سوال کے  
فحكبي نافذي في كل حال

ناقہ ہے میرا حکم اب ہر اک کے حال کے  
لصار الكل غورا في الزوال

میں ان پہ کھول دوں جو رموز اپنے حال کے  
لذكت واختفت بين الرمال

ہو جائیں ریزہ ریزہ یہ تودے جلال کے  
لخيدات وانطفت من سرحال

ہو جائے آگ سرد بغیر اشتعال کے

سَفَانِي لِحَبَّتِ كَأَسَاتِ الْوِصَالِ

ساغ بھرے ہیں مشق نے بزمِ وصال کے  
سعت ومشت لنحوي في كوؤس

ساغ بھرے ہوئے میری جانب ہاں ہوئے  
فقلت لساير الأقطاب لئوا

آواز دے رہا ہوں کہ اقطاب دہر آؤ  
وهتموا واشربوا انتم جنودي

ہمت کرو بڑھو، چلے آؤ، اٹھاؤ جام  
شربتم فضلتني من بعد سكرتي

میری بھی شراب تو پہلے تم نے دوسترا  
مقامكم العلى جمعا ولكن

تم سب کا بھی بسند اگرچہ مقام ہے  
انا في حضرة التقريب وحدي

میں تو غریق جلوہ حسنِ تہذیب ہوں  
انا البازي أشهب كل شيخ

ہوں جرہ باز سارے شیوخان دہر کا  
کسانی خلعة بطراز عزم

پہنے ہوئے ہوں عزم و عزیمت کی خلیقیں  
وأطلعني على سير قديم

رازِ تہذیب سے مجھے آگاہ کر دیا  
ورلاني على الأقطاب جمعا

واں بنایا ہے مجھے اقطاب دہر کا  
فأق القيت سيري في جكار

پانی سمندوں میں نہ باقی رہے کہیں  
ولو القيت سيري في جبال

ہو جائے ان پہ فاش میرا رازِ عشق مگر  
ولو القيت سيري فوق نابر

میں گر کروں بیسانِ محبت کی داستان

لَقَامَ بِفَدْرَةَ الْمَوْلَى تَعَالَى

جی اٹھے یہ کرم ہوں میرے ذوالجلال کے

تَمَرٌ وَتَنْقِضِي إِلَّا أُنَالِ

پر دے تمام اٹھ گئے ماضی و حال کے

وَتَعْلِمِي فَأَقْصِرْ عَن جِدَالِ

یاد و بحث ہیں قصہ یہ بحث و جدال کے

وَأَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَالِاسْمِ عَالِ

میرے مرید نام لے بس ذوالجلال کے

عَزُومٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

جو ہر نہاں ہیں مجھ میں جدال و قتال کے

عَطَانِي رِفْعَةً نِلْتُ الْمُنَالِ

سے منزل مراد قریں میرے حال کے

وَشَاوَسُ السَّعَادِ قَدْ بَدَالِ

چہرے ہیں آسماں سے زمین تک کمال کے

وَوَقْتِي قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَالِ

محکوم ہیں یہ سب میرے ماضی و حال کے

كَخَرَدَلِي عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

پھینکے ہوں جیسے رائی کے دانے اجمال کے

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ قَوْلِي الْمَوَالِ

مولائے کل کے لطف جو شامل تھے حال کے

وَفِي ظُلْمِ الدِّيَالِي كَاللُّالِ

رخشاں ہیں تیرگی میں بر موتی کمال کے

عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

رہبر میرے ہیں چاند جہاں کمال کے

وَأَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ

کوہ و جبل پہ نصب ہیں پرچم جلال کے

وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

ہیں پاؤں گردنوں پہ تسمی رجال کے

وَجَدِّي صَاحِبِ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

جد میرے تاجدار ہیں عین الکمال کے

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتِ

مزدہ اگر مٹنے جو کہیں میرے راز کو

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ دَهْوَرٌ

ستقبل جہان کے منظر ہیں سامنے

وَتُخْبِرُنِي بِمَا يَأْتِي وَتُجِيرُنِي

آگاہ کرتے ہیں یہ زمانے مجھے عوام

مُرِيدِي هُمْ وَطِبُّ وَاشْطَحُ وَعَيْنِ

ہے تشنگی میں لطف کہ عین غما ہے وہ

مُرِيدِي لَأَتَخَفُ وَأَشِ قَانِي

جاسوس شاہ سے، ہلا ڈرتا ہے کیوں مرید

مُرِيدِي لَأَتَخَفُ اللَّهُ كَرْنِي

اللہ ربی، خوت نہ کر اے میرے مرید

طَبُورِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَتِ

میرے جلو میں خیر و کرم کے نقیب ہیں

يَلَادُ اللَّهُ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي

اللہ کے شہر و ملک ہیں سب میری ملکیت

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

سب ملک میرے سامنے یوں ہیں کہ خاک پر

كَرْسَتْ الْعِلْمُ حَتَّى صِرْتُ قُطْبًا

سر دار، تو م و قطب کا درجہ مجھے دیا

رِجَالِي فِي هَوَاجِرِهِمْ صِيَامٌ

تختے دنوں میں صوم سے رہ کر میرے مرید

وَكُلُّ وَبِي لَمْ أَقْدَمُ قَرَانِي

رکتے ہیں اولیے، تقلید نقش پا

أَنَا الْحَبْلِيُّ عَنِّي الدِّينِ اسْمِي

جیل ہوں اور دین کا بھی لقب میرا

أَنَا الْحُسَيْنِيُّ وَالْمَخْدَعِيُّ مَقَامِي

میرا بڑا گھرانا ہے دادا حسن میرے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمُشْهُورِ اسْمِي

موسوم ہوں میں بندہ قادر کے نام سے

شروع کتاب میں ہم نے پہلے صفحات میں وعدہ کیا تھا کہ ہم قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر

وَكُلُّ وَبِيَّاتِهِ قَدَمٌ وَإِنِّي — عَلَى قَدَمِ الْبَيْتِ مَبْدَرِ الْكَمَالِ

پر کچھ لکھیں گے یعنی اس کا ترجمہ اور تشریح پیش قارئین کرام کریں گے۔ سو یہ موقع مناسب معلوم ہوا کہ اس وعدہ کو پورا کر دیا جائے۔ لیکن اپنی طبع نارسا سے اس بحر عمیق میں گوہر مقصود کو حاصل کرنے کی بجائے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ اس کلام بلاغت نظام کی اردو تشریحات سے روئے نظر زراجم کو یہاں پیش کر دوں جس سے بیش بہا استفادہ بھی ہو اور بزرگ مترجم حضرات کو خراج عقیدت بھی پیش ہو جائے۔

۱۔ الْعَصِيدَةُ ابُو سَنِيَّةٍ لِقَارِئَةِ الْقَصِيدَةِ الْغَوْثِيَّةِ

اس شرح کے متعلق ہم پچھلے صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ بے نظیر شرح اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں اس شعر کو یوں بیان کیا ہے:

ہر ایک ولی کے لئے اپنے اپنے درجہ کے موافق فطرتاً سلوک و اصول ہیں کسی نہ کسی نبی سے مناسبت باطنی حاصل ہے اور مجاہدہ و ریاضت صبر و استقامت میں اس کا قدم بقدیم ہوتا ہے لیکن میں اپنی منزل مقصود کو طے کرنے کے لئے اپنے جدِ اعلیٰ سید الانبیاء افضل المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدیم ہوں۔ جو آسمان کمال کے بدر یعنی اپنے درجہ نورانیت میں مثل چودہویں کے چاند کے ہیں۔ جیسے چاند اور سب ستاروں پر فائق اور اُس کے سامنے باوجود بالذات روشن ہونے کے ان کی روشنیاں نمایاں نہیں ہوتیں۔ اس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دیگر انبیاء کرام ہیں کہ وہ سب اپنے آپ میں بنور نبوت منور ہیں۔ لیکن بالمقابل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور سب پر غالب ہے۔ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا لَمَّا وَصِفَهُ الْاَتَّبَاعِي۔ اس لئے جناب حضرت پیر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جیسا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو افضلیت و غلبہ ہے اسی طرح مجھے تمام اولیاء پر غلبہ و رفعت حاصل ہے۔ کیونکہ افضل کا تابع بھی بمناسب متبوع افضل ہونا چاہیے۔ اُس کا شاہد ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس۔ اور اُمّتی خیر اُمّۃ اس لئے ہی ہے کہ خیر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت ہے۔

اس بیت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے افضل الرسل بید البشر علیہ وآلہ الصلوٰۃ بعد و قطرات المنّٰر کی جہت سے اپنا مستفیض ہونا بیان فرمایا ہے کہ مجھے تعلیم و تربیت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے فضیلت حاصل ہے میں آپ کا تربیت یافتہ اور آپ کے قدم بقدم چلنے والا ہوں یعنی عامل بالسنت ہوں اس لئے مجھے فیئ کمال حاصل ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انوار ربانی سے جہات پانے والے ہیں۔ ویسے ہی میں لمعات اسرار محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نور حاصل کرنے والا ہوں۔

حضرت مترجم جناب مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی صاحب نے اس سے آگے بھی بڑی دلنشین اور گراں قدر قیمت تشریح کی ہے۔ لیکن ہم ابتدائی چند سطور کو ہی بطور تبرک درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ صاحبان ذوق اصل کتاب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

## ۲۔ الجواهر المضية فی شرح القصيدة الغوثية

یہ بھی ایک بے نظیر شرح ہے اس میں اس شعر پر یوں لکھا ہے۔

ترجمہ :- ہر ایک ولی کا میدانِ عرفان میں قدم ہے یا وہ میرے قدم بقدم ہیں اور میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم ہوں جو آسمانِ کمال کے بدر کمال ہیں۔

تشریح :- ہر ایک ولی کو ایک خاص رتبہ مدارجِ عرفان و حقیقت کا دیا گیا ہے وہ ایک حد تک محدود ہے اور اس کی نسبت تمام اور کمال کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ لیکن میں قدم بقدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت پر چلتا ہوں جو خاتم النبیین ہیں اور ان کے مدارج میں ایوم اکملت لکم دینکم ہے اس لئے یہ میرا رتبہ مکمل و تمام ہے۔ میں نے اتباع میں سر مو فرق نہیں کیا۔ نیز یہ مراد ہے کہ دوسرے اولیاء کو بعض بعض حالات میں دنیوی علائق سے لغزشیں عائد ہوتی ہیں اور مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی



اتباع اور برکت سے کوئی لغزش نہیں ہوئی اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم  
بقدم منازل کمال تک چلا گیا اور وہ منازل قباب تو سین اوارنی ہیں۔

اور حضرت علیہ السلام متبوع ہیں یھوئیائے کرام کی اصطلاح کے مطابق قدم حذق  
اگر مراد لیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ اگرچہ سب ولیوں کے لئے سعادت مقدر ہے لیکن وہ  
اس سعادت کو حاصل نہیں کر سکتے جو مجھے میسر ہے وہ سعادت وہی سعادت ہے جو حضور  
علیہ السلام کو علی حد کمال حاصل ہوئی۔ صرف اسل و فرع کا فرق ہے۔

اس شعر میں اس امر کی ترغیب و تحریس ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال  
کا اتباع کئے بغیر کمال ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جس حد تک کوئی شخص اتباع کمال کی کوشش  
کے گا اسی حد تک اور وہ پر سبقت لے جائے گا۔ حضرت قدس سرہ اتباع کے لحاظ سے  
اپنے وجود مسعود کو مثیلاً پیش کر کے فرماتے ہیں کہ میرا اور کل اولیاء اللہ کا (جن میں حضرت کے  
مریدان خاص اور معتقدان با اخلاص بھی شامل ہیں) مقابلہ کر دو اور دیکھو کہ اگرچہ انہوں نے  
ایک حد تک میدان حسبت میں ترقی کی ہے بسین ان کے لئے ابھی منزل اقصیٰ بہت دور  
ہے اور میں اس منزل اقصیٰ کو بوسیلہ حضور سرور کائنات علیہ آلاف التحیۃ والسلام طے کر  
چکا ہوں۔ جس سے یہ مفہوم ہے کہ حضرت قدس اللہ تعالیٰ سرہ دیگر اولیاء اللہ کو بھی منزل  
اقصیٰ تک پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص کسی راستہ کو طے کر چکا ہو وہ دوسرے رہ نوروں  
کو بھی راستہ کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

فاصل مترجم مولانا عبدالملک کھڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر کی طویل تشریح

کی ہے جو صاحب شوق رکھتے ہوں اصل کتاب سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ ہم اختصار

سے اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور میرے (نزار) کے نزدیک تو اس شعر کا مختصر مفہوم یہ

ہے کہ جو کوئی حضور سید الانبیاء نبی بدر کمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلا،

اس کا قدم اولیاء اللہ نے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے اپنے سر آنکھوں پر رکھا اور حضور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدمی ہذا عنی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانا اسی

لئے ہے کہ "انی علی قدم نبی بدر الکمال"۔

## الہاماتِ غوثیہ

یہ ۶۴ الہامات ہیں جو رسالہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص وقت حاصل تھا اور اس میں کلمہ و کلام بطور الہام ہوا کرتا تھا یہ الہامات مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔ فارسی زبان میں ان کی ایک شرح بنام جواہر العشق حضرت خواجہ سید محمد حسینی الحسنی بندہ نواز گیسو دراز خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہما نے لکھی ہے اور ایک شرح فارسی میں بنام نشاط العشق حضرت ملک شاہ صدیقی نے لکھی ہے جو اودھ کے رہنے والے تھے ان دونوں شرحوں کا اردو ترجمہ قاضی احمد عبدالصمد نے کیا جو ۱۹۵۸ء کو کراچی سے چھپا۔ یہاں ہم دو تین الہام بطور تبرک درج کرتے ہیں۔

۱- قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ جَعَلْتُمَا الْاِنْسَانَ مِطِيَّتِي وَ جَعَلْتُمَا سَائِرَ

الْاَنْوَانِ مِطِيَّةً لَّهٗ ۵

کہا میرے پروردگار نے مجھ سے اے غوث الاعظم میں نے انسان کو اپنی سواری بنایا ہے اور تمام اشیاء کو انسان کی سواری بنایا ہے یعنی یہ کہ انسان میرا محکوم و مامور ہے اور سارا جہاں انسان کا محکوم و مامور ہے انسان امیر ہے اور سارا جہاں اس کے قبضے میں ہے انسان حاکم ہے اور سب اس کے محکوم ہیں۔

۲- قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ الْاِنْسَانُ سِرِّي وَاَنَا سِرُّهُ لَوْ عَرَفَ الْاِنْسَانُ

مُنْزَلَتَهُ عِنْدِي لَقَالَ فِي كُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْاَنْفَاسِ اَنَا الْمَلِكُ لَا

مَلِكُ الْيَوْمِ اِلَّا بِي ط

فرمایا اے غوث الاعظم۔ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں، اگر انسان اپنی منزلت کو جو اس کی میرے پاس ہے جانتا تو ہر دم اور ہر وقت یہی کہتا کہ میں مالک ہوں۔ بادشاہی میرے لئے ہے۔ ملک میرا ہے اور میرے سوائے کسی کا نہیں۔

۳ - قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا اَكْرَمُ مِنْ كُلِّ كَرِيْمٍ وَاَنَا اَرْحَمُ مِنْ  
كُلِّ رَحِيْمٍ ۝ قَالَ اِنِّي اَنَا الْكَرِيْمُ الشَّرِيْمُ ۝

فرمایا اے غوثِ اعظم میں سب کریموں سے بہت زیادہ کریم ہوں، رحیموں سے  
بے انتہا اور بے نہایت رحیم ہوں۔ ہاں ہاں میں ہی رحیم ہوں، ہاں ہاں میں کریم و رحیم ہوں  
غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا فارسی دیوان

یہ دیوان رموزِ عشق کا دفتر ہے اور

فارسی زبان میں دیوانِ محی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے اشعار پڑھتے ہی انسان پر وجدان  
کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ اس کو حضور کی تصنیف ملنے سے انکار کرتے ہیں  
لیکن قدیم تذکرہ نویسوں نے اس کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہی منسوب کیا ہے اور  
صرف یہ کہہ دینا تو بڑا آسان ہوتا ہے کہ فلاں دیوان فلاں مہستی سے غلط منسوب کر دیا گیا ہے  
بہر کیف ہم یہاں تبرکاً ایک غزل درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے گا کہ آپ کا کلام عارفانہ  
حقائق کا خزانہ اور اسرارِ الہی کا گنجینہ ہے۔

بے حجابانہ در آتما در کاشانہ ما      کہ کیسے نیست بجز دردِ تو در خانہ ما  
ترجمہ :- اے محبوب ہمارے خانہ دل میں بے پردہ چلا آ، کیونکہ اس گھر میں تیرے  
درد کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔

فتنہ انگیز مشو کا کل مشکس ملشا      تاب زنجیر ندارد دلِ دیوانہ رما  
اپنی خوشبودار سیاہ زلفوں کو بکھیر کر فتنے برپا نہ کر، کیونکہ ہمارا دیوانہ دل اس زنجیر کی  
تاب نہیں لاسکتا۔

گر نکیر آید و پرسد کہ بگورب تو کیست؟      گویم آنکس کہ ربودا ایس دلِ دیوانہ ما  
اگر نکیر نے میری قبر میں آکر پوچھا کہ بتا تیرا رب کون ہے تو میں کہوں گا وہی جو  
میرے دیوانے دل کو لے گیا۔

مرغِ باغِ ملکوتیم دریں دیرِ خراب      میشود نور تجلائے خدا دانہ ما  
اس دیران دنیا میں ہم باغِ ملکوت کے مرغ ہیں ہماری غذا نورِ الہی کی تجلیاں ہیں۔

مجتہ برقع تجلائے جمالش فی سبخت  
دوست میگفت نہ ہے ہمت مروانہ نما  
”مجتہ“ اپنے محبوب کے حسن و جمال کی شمع پر جلا محبوب نے یہ ملاحظہ کر کے خود راوی  
کہ کیسی مروانگی ہے۔

کتب مذکورہ بالا کے علاوہ بھی کئی تصانیف مثلاً بواقبت المحکم اور جلا الخواطر  
فی الباطن و انظار وغیرہ اور کئی قصائد اور وظائف و اشغال اور کئی ضمیمے درود پاک کے  
مثلاً درود اکبر اعظم اور درود کبریتہ احمد اور کئی اور دعائیں اور اوراد آپ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔

## اصطلاحات تصوف کی تشریح

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصوف اور سلوک کی اصطلاحات اور رموز  
کی تشریح بہت ہی اعلیٰ پایہ کی بیان فرماتے تھے جو اپنے مقام پر جامع اور کامل ہوتی  
تھی۔ ہم یہاں بہجتہ الاسرار میں درج چند اصطلاحات پر شریف التواریخ صفحہ ۶۹۶ کے  
حوالے سے روشنی ڈالتے ہیں۔

انابت :- فرمایا۔ درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے اعلیٰ مقامات  
میں ترقی کرنے، مجالس میں حضرت القدس میں جا کر ٹھہرنے اور اس مشاہدہ کے بعد کل  
کو چھوڑ کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا نام انابت ہے۔

بقتا :- فرمایا بقا حاصل نہیں ہوتی مگر بقا سے جس کے ساتھ فنا و انقطاع نہ  
ہو اور یہ نہیں ہوتی مگر ایک لمحہ کے لئے بلکہ اس سے بھی کم۔ اہل بقا کی یہ علامت ہے کہ  
اس کے وصول بقا میں کوئی شے فانی نہ رہے۔ کیونکہ یہ آپس میں ضد ہیں۔

### تجربیدہ :-

فرمایا محبوب کو پا کر استقلال کے ساتھ مقام ستر کو غور و فکر سے خالی رکھنا اور تنزل میں  
اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا تجربیدہ ہے۔  
تصوف :- فرمایا۔ قالب کی تمام کردورتوں سے قلب کو صاف کرنے کا نام تصوف

ہے اور یہ آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے، سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام، رضا ٹے حضرت اسحاق علیہ السلام، صبر حضرت ایوب علیہ السلام، اشارت حضرت زکریا علیہ السلام، تجرّد و تفرّغ حضرت یحییٰ علیہ السلام، صوف حضرت موسیٰ علیہ السلام، سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام فقیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

تعزیر :- فرمایا۔ تعزیر یہ ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل کی جائے، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہی صرف کی جائے، اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے، اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے۔

تفسیر :- فرمایا۔ جو قول و فعل غیر ذاتِ باری تعالیٰ سے متعلق ہو اس کو تفرقہ کہتے ہیں۔

تکبر :- فرمایا۔ تکبر یہ ہے کہ عزت اپنے نفس کے لئے حاصل کی جائے، اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے، کبر دو قسم ہے، ایک طبعی، دوسرا کسبی، کبر طبعی کبر کسبی سے کم درجہ کا ہوتا ہے۔

تلوین :- فرمایا۔ تلوین قلب کی حالت بدلتے رہنے کو کہتے ہیں، جب قلب پردوں کے باہر ہو کر صفات کی طرف جاتا ہے تو چونکہ صفات گونا گون ہیں، اس لئے قلب کی حالت بھی دگر گون ہوتی رہتی ہے، اس لئے اہل قلوب کبھی بیقرار و مضطرب ہوتے ہیں کبھی ان پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے، کبھی ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوتے ہیں اور کبھی وہ خوش اور شادمان ہوتے ہیں۔

تمکین :- فرمایا۔ تمکین سے مراد تجلّیٰ صفات سے گذر کر تجلّیٰ ذات کے مشاہدہ تک

پہنچنا ہے، اس میں حالت نہیں بدلتی، کیونکہ صفات کی طرح ذات میں تغیر نہیں ہوتا۔  
تواجد :- فرمایا۔ ذکر و شغل و تفکر و مراقبہ کے ذریعہ سے وجد حاصل کرنا تواجد ہے۔

توبہ :- فرمایا۔ توبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم عنایت و توجہ اپنے بندہ پر بندوں فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے، اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کرے، اور اُسے اپنی طرف کھینچ لے، اس وقت بندہ کا دل اپنے مولا کی طرف کھینچ جاتا ہے، اور



روح، قلب، عقل اس کے تابع ہو جاتی ہیں، پھر وجود میں امر الہی کے ساتھ رکھیں رہتا، یہی صحت توبہ کی دلیل ہے۔

**توحید :-** فرمایا۔ دل و جان سے صرف خدا کا ہو جانا اور ماسویٰ اللہ سے قطع کرنا توحید ہے۔

**توکل :-** فرمایا۔ اختیار کو چھوڑ کر صرف خدائے عزوجل سے لوگنا اور اسباب ظاہری کو بھول جانا اور کیسے اسی کی ذات پر بھروسہ کر کے اس کے غیر سے بے پروا ہو جانا توکل ہے، یہی وجہ ہے کہ متوکل مقام فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے، اور توکل کی حقیقت بعینہ اخلاص کی حقیقت ہے، اور حقیقتِ اخلاص یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا خیال بالکل نہ ہو، یہ وہ توکل ہے جس میں اپنی قوت سے نکل کر خاص رب الارباب کی قوت میں آ جانا ہے۔

**جمع :-** فرمایا۔ جس قول و فعل کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ سے ہو وہ جمع ہے۔  
**حجاب :-** فرمایا۔ حجاب ان کونیہ صورتوں کے دل میں واقع ہو جانے کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کے قرب کو روکنے والی ہیں۔

**حق الیقین :-** فرمایا۔ مشاہدہ جمالِ حقیقی میں جب کوئی شے حائل نہ ہو یہاں تک کہ آدمی کو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہ ہو، تو اس کو وصال اور حق الیقین کہتے ہیں۔

**حقیقت :-** فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے اور نہ اس کے مقابلہ میں باقی رہ سکتے ہیں، بلکہ اس کے اشارات سے باطل و فتنہ ہو جاتے ہیں۔

**حیا :-** فرمایا۔ حیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا کہ وہ اہل نہ ہو، چاہے کہ تمام گناہوں کو سرف حیا کی وجہ سے چھوڑے نہ کہ خوف کی وجہ سے، اس کی اطاعت و عبادت کرتا رہے اور جانے رہے کہ خدا تعالیٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے، اس لئے اس سے شرماتا رہے۔

فرمایا۔ قلب اور ہمیت کے درمیان سے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے

خوف۔ فرمایا۔ خوف کے کئی اقسام ہیں، گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے، عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کے سبب سے ہوتا ہے عاشقوں کا خوف بقائے الہی کے نہ میسر ہونے کے خیال سے ہوتا ہے۔ عارفوں کا خوف عظمت و ہیبت الہی کے سبب سے ہوتا ہے، اور یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے، کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے، دوسرے تمام خوف رحمت الہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتے ہیں۔

دعاء۔ فرمایا۔ دعا کے تین درجے ہیں، اول تعرض، دوم تضریح، سوم اشارہ، تعرض سے مراد دعا بہ کنایہ کرنا، اور امر ظاہر کو ذکر کر کے امر مخفی طلب کرنا ہے، تضریح یہ ہے کہ اس کا تلفظ ہو، اور اشارہ وہ ہے جو قول میں مخفی ہو۔

دنیا۔ فرمایا۔ جو شے انسان کو خدا سے باز رکھے وہ دنیا ہے۔

ذکر۔ فرمایا۔ اعلیٰ درجہ ذکر یہ ہے کہ اشارات الہیہ سے دل متاثر ہو، یہی ذکر دائمی ہے، جسے نیسان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا، اور نہ غفلت اس میں کچھ کمزورت پیدا کر سکتی ہے، اس صورت میں سکون، نفس، خطرہ سب ذاکر ہو جاتے ہیں۔

ذوق، شرب، رتی۔ فرمایا۔ ذوق سے مراد ایمان، شرب سے مراد علم، اور رتی سے مراد حال ہے، ایمان لانے سے انسان صرف معرفت کا مزہ چکھتا ہے، علم حاصل ہونے سے معرفت کا ایک حصہ ملتا ہے، اور حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہوتی ہے۔

رجاء۔ فرمایا۔ رجاء یہ ہے کہ بلا کسی امید نفع یا ضرر کے حق تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو، اور رجاء کے لئے خوف کا ہونا لازم ہے، کیونکہ امید کی حالت میں خوف محرومی کا ضرور ہوتا ہے، مگر وہ صفات الہیہ پر نظر رکھ کر حق تعالیٰ سے حسن ظن رکھے، اور پھر محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے ڈرے، اور اپنی ہمتوں کو عنایات و توجہات الہیہ پر چھوڑ کر دل کو بلا کسی طمع و غرض کے اس کی طرف متوجہ کرے، رجاء بلا خوف کے امن، اور خوف بلا رجاء کے قنوط ہے، اور یہ دونوں مذموم ہیں۔

رضاء :- فرمایا۔ محبتِ آلہی میں اپنے کو ڈال دینا، اور علمِ آلہی کو کافی وافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا، یہی رضائے آلہی ہے۔

رویاء :- فرمایا۔ خواب میں جو کچھ دکھائی دے وہ رویا ہے۔

زندہ :- فرمایا۔ فانی چیزوں سے دل کا سرو ہو جانا زندہ ہے۔

شکر :- فرمایا۔ ذکرِ محبوب سے دل میں جوش پیدا ہو جانے کا نام شکر ہے۔

شکر :- فرمایا۔ حقیقتِ شکر کی یہ ہے کہ تو نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا اعتراف کرے، اور ادائے شکر کی عاجزی کو مد نظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھے، شکر کے کئی اقسام ہیں، شکرِ لسانی، وہ یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے، شکرِ بالارکان، وہ یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف ہے، شکرِ بالقلب، وہ یہ ہے کہ بساطِ شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے، پھر اس مشاہدہ کے بعد نعمت دیکھ کر دیدارِ منعم کی طرف ترقی کرے، شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر کرے، اور شکور وہ ہے وہ مفقود پر شکر بجالا دے، حامد وہ ہے کہ منع کو عطا، اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے، اور دونوں صفتوں کو برابر جانے، حمدیہ ہے کہ بساطِ تقرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصافِ جمالی و جلالی کا مشاہدہ کر کے اس کا اعتراف کرے۔

شوق :- فرمایا۔ بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے اور بدن بقا کے کسی طرح تسکین نہیں پاتا۔ اور بقا کے اوپر اس کی اور بھی ترقی رہتی ہے، وہ اسبابِ موافقتِ روح، یا متابقتِ ہمت، یا حفظِ نفس سے بالکل پاک رہتا ہے، اس وقت مشاہدہ دائمی حاصل ہوتا ہے، اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق بڑھتا ہے۔

شہود :- فرمایا۔ جب مراقبہ کے ذریعے بندہ خدا کے حضور میں حاضر رہتا ہے تو اس کو ایک قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اس کو شہود کہتے ہیں۔

صبر :- فرمایا۔ صبر یہ ہے کہ تو مصیبت و بلا میں استقلال سے رہے، اور آدابِ شریعت کو کسی وقت ہاتھ سے نہ دے، بلکہ نہایت خوشدلی و خندہ پیشانی سے کتاب اللہ

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قائم رہے۔ جو سنی تو قیس ہیں صبر اللہ یہ ہے کہ وہ آجی لوجبالاد سے، اور اس کی نوابی سے دور رہے، اور ہر مع اللہ یہ سب سے کفیانے آہی پیراشنی وثابت رہنے، ذرا بین حیون وجر نہ کرے، اور فقہ سے نہ کھینے اور بغیر سنی تہ شرونی کے اظہار عن لہ نہ کرے، اور ہر سنی اللہ یہ ہے کہ ہر ام میں وعدہ آہی کو مدنظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے، یہ نمبر بہت مشکل ہے۔

صدق :- فرمایا۔ صدق یہ ہے کہ تو اپنے اقوال و افعال میں رویت آہی کو مدنظر رکھ کر ان کو وقوع میں لائے، اور احوال میں ایک حال کو خواطر آہیہ سے گزارے۔

صوفی :- فرمایا۔ صوفی وہ ہے جو اپنے مقاصد کی ناکافی کو خدائے عزوجل کا مقصد جانے، دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ خادم بنے، اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں فائز المرام ہو جائے، تو ایسے شخص پر خدا کی سلامتی نازل ہوتی ہے۔

علم الیقین :- فرمایا۔ علم الیقین اس یقین کو کہتے ہیں جو غور و فکر و استدلال سے حاصل ہو۔

عین الیقین :- فرمایا۔ جو یقین بذریعہ کشف و بخشش و عطا کے حاصل ہو وہ عین الیقین ہے۔

غیبت :- فرمایا۔ جب بندہ مراقبہ و مشاہدہ کی حالت سے باہر نکل جاتا ہے تو اس حالت کو غیبت کہتے ہیں۔

فناء :- فرمایا۔ فناء یہ ہے کہ ولی کا ستر ادا نے تجلے سے حق کا مشاہدہ کرے اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے اشارہ سے فنا ہو جائے، یہی فنا عین بقا ہے، کیونکہ اشارہ حق اسے فنا کرتا ہے، اور اس کی تجلے بقا کی طرف لے آتی ہے، اور وہ فنا ہو کر باقی رہتا ہے، مخلوقات سے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ ان سے تیرا تعلق منقطع ہو جائے، اور ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بے خوف ہو اور اپنی ہستی اور اپنے نفس و خواہش سے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہر پر مطلق نظر نہ رہے، اور اپنے سبب سے کچھ نہ کرے، اور نہ اپنے لئے

اپنا بوجھ بھروسہ سمجھے، بلکہ اپنے تمام امور اسی کے حوالے کر دے، جس نے اولاً اس میں تصرف کیا وہی اب بھی تصرف کرے گا، اور اپنے ارادہ سے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ مشیتِ ایزدی کے سامنے تیرا ارادہ کچھ بھی نہ ہو بلکہ اسی کا فعل تیرے اندر جاری رہے، اور تیرے اعضاء اس کے فعل سے خاموش اور دل مطمئن و خوش رہے، ایک ذرہ بھی منقبض نہ ہو اور باطن معمور اور تمام چیزوں سے مستغنی رہے، اور تو خود قدرتِ الہی کے ہاتھ میں ہو جائے۔ یہاں تک کہ تیرے وجود پر قضائے الہی وارد ہو اس وقت تجھے بقا حاصل ہوگی، کیونکہ فنا حد ہے اور تو حقیقی زندگی کو پہنچے گا، اور وہ غنا حاصل ہوگی جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا جس کے بعد رکاوٹ نہیں، اور وہ امن جس کے بعد خوف نہیں، اور وہ سعادت جس کے بعد شقاوت نہیں، اور وہ عزت جس کے بعد ذلت نہیں، اور وہ قرب جس کے بعد بُعد نہیں، اور وہ عظمت جس کے بعد حقارت نہیں، اور وہ طہارت جس کے بعد نجاست نہیں۔

محاضرہ :- فرمایا۔ اربابِ تلویں کی حضوری کو محاضرہ کہتے ہیں۔

محبت :- فرمایا۔ محبت دل کی اُس تشویش کا نام ہے جو فراقِ محبوب سے حاصل ہوتی ہے، اس وقت دنیا انگوٹھے کے حلقہ یا مجلسِ ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا۔ محبتِ محبوب سے خلوصِ نیتی کا نام ہے۔

فرمایا۔ محبت سوائے محبوب کے سب سے آنکھ بند کر لینے کا نام ہے۔

فرمایا۔ محبت وہ شراب ہے جس کا نشہ کبھی نہیں اترتا، مدہوشِ محبت ایسے ہوتے ہیں، جن کو سولے شاہدہٴ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا، اور ایسے مریض ہوتے ہیں کہ بغیر دیدارِ محبوب کے کبھی صحت نہیں پاتے، ان کو غیرِ محبوب سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے، اور سوائے محبوب کے کسی سے انبیت نہیں ہوتی۔

محو و اثبات :- فرمایا۔ خودی کو مٹانا اور خدا کو قائم رکھنا یہی خلاصہ محو و اثبات ہے۔  
مراقبہ :- فرمایا۔ سب طرف سے کنارہ کش ہو کر خالق میں محو ہونے کو مراقبہ کہتے ہیں۔

مسامرہ :- فرمایا۔ مشاہدہٴ جمال میں جو پُر لطف باتیں ہوتی ہیں ان کو مسامرہ

کہتے ہیں۔



مشاہدہ ۱۔ فرمایا۔ مشاہدہ یہ ہے کہ نودوں کی آنکھ سے دو نوجہان کو نہ دیکھے۔ اور معرفت کی آنکھ سے معرفت حق تعالیٰ کو دیکھے، اور جو کچھ اس نے غیب کی خبریں دی ہیں دل سے ان کا یقین بہنے۔

فرمایا۔ اہل آئین کی حاضری کو مشاہدہ کہتے ہیں۔

معرفت ۲۔ فرمایا۔ معرفت یہ ہے کہ مشیئات آہن میں سے ہر ایک کے اشارہ سے جو وہ اس کی توحید لی طرف کر رہی ہے۔ خفایا نے مکتوبات اور شواہد حق پر مضمون اور برائیوں کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے، اور اس میں بیعت ربوبیت اور تاثیر تباروں کی آنکھ سے دیکھے۔

مشاہدہ ۲۔ فرمایا۔ تموین و تمییز کے درمیان کی حضور کی کو مفاہشت ہے ہیں۔

وجد ۱۔ فرمایا۔ وجد یہ ہے کہ روح ذر کی جلالت و نفس لذت طلب میں مشغول ہو جائے، اور باطن سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، اور وجد شہاب نسبت آہنی ہے جو حق تعالیٰ اپنے بندہ پر پلاتا ہے، جس سے وجود بندہ کا سب ہو جاتا ہے، اور اس کا دل محبت کے بازوں پر پہنچتا ہے اور اس کی ہمت میں پہنچتا ہے۔ دریا کے بیعت آہنی میں رجا ہے، یہی وجد ہے کہ واجب کر جاتا ہے، اور غشی اس پر تعالیٰ ہو جاتی ہے

فرمایا۔ بندہ کے کسی عمل مثلاً تلاوت وغیرہ سے اس کے قلب پر مسرت و شادمانی یا رنج وصال کی کیفیت کا طاری ہونا، جس سے بندہ کی حالت متغیر ہو جاتی ہے اس کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

ورع ۱۔ فرمایا۔ ورع اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکھا رہے، شہوات جس کی اجازت دے اسے اختیار کرے، اور باقی سب کو چھوڑ دے، ورع کے زمین درجے ہیں، اول ورع عوام، وہ یہ ہے کہ حرام اور شہوات کی چیزوں سے ڈرے، اور ورع خواص، وہ یہ ہے کہ نفس اور راہش لی چیزوں سے ڈرے، دوم ورع خواص الخواص، وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے جس کا اردو لڑتا ہے دور رہے، اور ورع کی اور بھی دو قسمیں ہیں، ورع ظاہر، وہ یہ ہے کہ بجز ام ابی

کے حرکت نہ کرے، ورنہ باطن، وہ یہ ہے کہ دل پر سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کا گذر نہ ہو، جو شخص ورنہ کی بار کیوں کو مد نظر نہیں رکھتا، وہ اس کے مراتب اعلیٰ تک نہیں پہنچ سکتا، ورنہ زبان و امارت و ریاست کے ساتھ بہت مشکل ہے، اور زہد ورنہ کی پہلی سیڑھی ہے، جیسے کہ قناعت رضا کی، ورنہ کے قوانین کھانے پینے اور بیٹھنے کی چیزوں میں بھی ہیں، متقی کا کھانا خلق کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے، نہ شریعت کو اس پر گرفت ہوتی ہے، اور نہ کسی کو اس میں نزاع ہوتی ہے، ولی کا کھانا وہ ہے جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا۔ محض فضلِ الہی سے اُس کو کھانا ملتا ہے، حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح معصیتِ الہی متصور نہ ہو، اور نہ اس کی وجہ سے کسی وقت خدا کو بھولے لباس تین طرح پر ہیں۔ لباسِ انبیاء، لباسِ اولیاء، لباسِ ابدال، لباسِ انبیاء حلال مطلق ہے، خواہ روٹی یا سن یا کسی چیز کا ہو، لباسِ اولیا یہ ہے جس سے ستر پوشی ہو سکے، اور ضرورت پوری ہو جائے، اور شریعت اُس کا حکم دے، اور لباسِ ابدال یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو کچھ انہیں عطا فرمائے پہنتے ہیں، خواہ کم قیمت ہو یا بیش قیمت، خود اُن کو نہ اعلیٰ کی خواہش ہے نہ ادنیٰ سے نفرت، اور ورنہ کامل نہیں ہوتا، تا وقتیکہ یہ دس صفتیں اپنے نفس پر لازم نہ کر لی جائیں، اول زبان کو قابو میں رکھنا، دوم غیبت سے بچنا، سوم کسی کو حقیر نہ جانتا، چہارم محارم پر نظر نہ ڈالنا، پنجم راستی اور استبازی کو اختیار کرنا، ششم انعامات و احساناتِ الہی کا اقرار کرنا تا کہ نفسِ عجب و غرور میں مبتلا نہ ہو، ہفتم مال و متاعِ کاراہِ خدا میں صرف کرنا نہ اپنے نفس و خواہش میں، ہشتم اپنے نفس کے لئے بہتری و بھلائی نہ چاہتا، اور کبر و غرور سے بچنا، نہم نمازِ پنجگانہ کی محافظت کرنا، دہم سنتِ نبوی و اجماعِ مسلمین پر قائم رہنا۔

**وصل** :- فرمایا۔ حق تعالیٰ کے شہود میں پہنچ کر اپنے وجود کو فراموش کر دینے کا نام وصل ہے۔

**وفا** :- فرمایا۔ وفا یہ ہے کہ تو حقوقِ الہی کی پوری رعایت کرے، اور قولاً و فعلاً اس کی حدود کی محافظت کرے، اور ظاہراً و باطناً اس کی رضا مندی کا پابند رہے۔  
**ہمت** :- فرمایا۔ نفس کو جب دنیا اور روح کو تعلق عقبے سے دُور رکھنا اور ارادہ عقبے کو ارادہ مولے سے تبدیل کرنا، اور ستر کو اشارہ کون سے خالی رہنا۔

# شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق

## اکابر اولیاء وقت کی رائے

شیخ شہاب الدین عمرو سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم  
 سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیشوا نے سالکین، حجتہ السالکین امام الصدیقین  
 اور صدر المقربین ہیں اور شیخ شہاب الدین کے چچا ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی کا فرزند  
 کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کیوں نہ کروں جبکہ تمام اولیاء اللہ  
 اپنی گردنیں ان کے سامنے جھکائے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آپ کو مالک بنا  
 دیا ہے اس وقت تمام موجودات میں وہ فرد یگانہ ہیں۔ شیخ ابوالقاسم عمرو بن مسعود رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ ایک دفعہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے گئے تو وہ  
 فرمانے لگے اے عمرو! تو سمندر چھوڑ کر نہر کے پاس آیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ، تو اس وقت تمام مجتہدین کی سواریوں کے قائد ہیں اولیاء اللہ کی عنان ان کے  
 ہاتھ میں ہے۔ حضرت شیخ ابوسعید قلواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وقت رحلت اپنے  
 صاحبزادے شیخ ابراہیم سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ حضرت غوث پاک  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم و تکریم کرتے رہیں۔ کیونکہ آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردنوں  
 پر ہے اور آپ اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب ہیں اور اسی  
 طرح شیخ مطر الباذرانی نے بھی اپنے بیٹے کو اتباع حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
 وصیت فرمائی اور بتایا کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب سوائے حضور غوث اعظم  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کا اتباع نہ کیا جائے گا۔ شیخ جاگیر کرد، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 فرماتے ہیں کہ میں نے تاج العارفین ابوالوزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بد حضرت شیخ  
 عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجہ کا کوئی بزرگ نہیں دیکھا۔ فی الحقیقت آپ کا  
 طریقہ سب طریقوں سے اعلیٰ ہے۔ اولیاء اللہ اسی سمنہ کی نہیں ہیں۔ شیخ ماجد الکری

لے۔ یہ اور اس سے آگے سب روایات شریف التواریخ صفحہ ۹، ۶ سے لی گئی ہیں۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما۔ تمہیں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین والوں کے امام اور پیشوا ہیں۔ اولیاء کی گردنیں ان کے آگے خم ہیں۔ انہیں کے نور سے اہل دل اپنے اندر اور اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت شیخ سوید بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شیخ، سردار، امام اور پیشوا ہیں اور آپ حضرت، قدس کے اہل کے صدر ہیں۔

## اکابرِ مُصنِّفین کے اقوال

سلسلہ نقادریہ کی معتبر تاریخ شریف التواریخ صفحہ ۷۰۹ کے مطابق تاریخ الاسلام میں ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگی دوست ابی جلی الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ کرامات و مقامات تھے۔ فقہا و فقہاء کے شیخ و امام و قطب وقت اور شیخ المشائخ تھے۔ علم و عمل میں کامل تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں۔ زمانے نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا پھر نہیں پیدا کیا اور کتاب سیرۃ لنبلا میں ہے کہ شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام علم الاولیاء تاج الاصفیاء محی الدین شیخ عبدالقادر بن صالح الجبلی الحنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبیب و نسیب و نجیب الطرفین تھے، اپنے جدِ امجد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثِ پاک کے حافظ تھے اور کتاب العبر میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ بن جنگی دوست الجبلی شیخ بغداد الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ وقت قدوة العارفين صاحب مقامات و کرامات تھے اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے۔ وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی حصہ تھا۔ کتاب الانساب میں ہے کہ ابو محمد شیخ عبدالقادر جبیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جبیلان سے تھے۔ حنابلہ کے امام اور ان کے شیخ وقت و فقیہ و صالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے۔ ہمیشہ ذکر فکر میں رہا کرتے تھے کتاب طبقات ابنِ رجب میں ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگی دوست جبلی ثم البغدادی الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ وقت و علام زمان قدوة العارفين سلطان المشائخ سردار اہل

عنے کے دستِ نور پر بغداد شریف میں بیعت کی اور چار سال بعد ۵۴۱ھ میں ختمہ خلافت سے بہرہ اندوز ہوئے اس کے بعد حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ۵۶۱ھ میں وصال مبارک ہوا تو آپ ان کے سجادہ ہدایت پر متمکن ہوئے اور بے شمار مخلوق خدا کو فیضِ قادریہ سے نوازا۔ اولادِ شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ نوشا ہیہ کے مورثِ اعلیٰ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ آپ کا وعظ نہایت مقبول و پرتاثر ہوتا تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ، محدث، فاضل، زاہد، عابد، شیریں کلام مفتی اور واعظ تھے۔ طبقات ابن رجب میں لکھا ہے کہ آپ کے برادران میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو آپ پر ترجیح دی جاسکے۔ آپ نہایت بامروت، کریم النفس، حلیم الطبع، منکسر المزاج، صاف گو صاحبِ جوہر و سخا، ادیبِ کامل اور متین تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل تھی خلیفہ عباسی الناصر الدین اللہ نے ۵۸۳ھ میں آپ کو مظلوموں کی امداد و اعانت اور ستم رسیدہ لوگوں کی فریاد رسی پر مامور کیا تھا اور دیوانِ شاہی سے آپ کے پاس مراسلات آیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال پچیس شوال المکرم ۵۹۳ھ بمطابق گیارہ ستمبر ۱۱۹۷ء کو بعد خلیفہ الناصر الدین اللہ عباسی بغداد شریف میں ہوا اور مزار پر انوار بغداد شریف مقبرہ حلیہ میں بنا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

## ۲۔ حضرت سید ابو عبد الرحمن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ نور بخش توکلی نے سیرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کی تاریخ پیدائش ۵۰۸ھ لکھی جو شاید درست نہیں کیونکہ اس طرح یہ سب سے بڑے صاحبزادے ٹھہرتے ہیں۔ مگر یہ فیصلہ متفقہ ہے کہ بڑے سب سے حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ سید شرافت نوشا ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شریف التواریخ جلد اول صفحہ ۱۳، پر ان کی تاریخ پیدائش پر روشنی نہیں ڈالی۔ انہوں نے اپنے والد ماجد اور سعید بن البقا سے علم حدیث پڑھا۔ یہ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور صاحبِ ریاضت و مجاہدہ تھے۔ تالیف صفر، ۵۸ھ کو انتقال کیا اور بغداد شریف میں دفن ہوئے۔



## ۳۔ حضرت سید ابواسحاق ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۲۷ھ میں بغداد شریف میں متولد ہوئے۔ حضور غوث الاعظم اور دیگر شیوخ سے حدیث سنی اور تفسیر حاصل کیا۔ غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے۔ شرم و حیا کی وجہ سے تیس سال تک سراپرہ کیا اکثر لوگوں نے آپ کے ذبیحہ مرتبہ ولایت حاصل کیا۔ واسط چلے گئے تھے۔ وہیں پچیس ذیقعد ۵۹۲ھ کو انتقال کیا اور دفن ہوئے۔

## ۴۔ حضرت سید ابوالفرح سراج الدین عبد الجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنے والد بزرگوار اور قرآن و غیرہ سے حدیث سنی۔ صوفی منش صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ خوشنویس بھی تھے۔ فقر و قناعت اور انکسار و مسکنت میں یگانہ روزگار تھے ان کی تاریخ پیدائش نہیں مل سکی۔ انیس ذوالحجہ ۵۷۵ھ میں انتقال کیا اور بغداد شریف کے مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

## ۵۔ حضرت سید ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اٹھارہ ذیقعد ۵۲۸ھ کو پیدا ہوئے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ پڑھی اور حدیث سنی اور بھی شیوخ وقت سے اتماع حدیث کیا اور بہت سے مشاہیر نے آپ سے بھی روایت کی ہے آپ صداقت، تواضع اور انکسار میں بہت مشہور تھے صبر و شکر، اخلاق حسنة اور عفت شجاری میں معروف تھے۔ زہد و خاموشی آپ کا شیوہ تھا۔ عموماً لوگوں سے کنارہ کش رہتے۔ سوائے ضرورت دینی کے گھر سے نہ نکلتے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خوب تربیت دی تھی۔ بروز ہفتہ ۶ شوال ۶۰۳ھ کو وصال فرمایا اور بغداد باب الحرب میں مدفون ہوئے۔

## ۶۔ حضرت ابوبکر شمس الدین عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تائیس شوال ۵۳۲ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار اور ابن منصور وغیرہ سے

حدیث سنی اور تفسیر حاصل کیا۔ بڑے عامل فاضل اور علوم دینی و نبوی میں کامل تھے۔ بہت سے علما و فضلا آپ سے مستفید ہوئے۔ نہایت منشرح، صالح، پرہیزگار اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ انکار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے۔ ۵۸ھ میں بغداد شریف سے جبال چلے گئے اور وہیں اکتھائیس<sup>۲۸</sup> ربیع الاول ۶۰۲ھ کو انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔

## ۷۔ حضرت سید ابوالنضر ضیا الدین موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ربیع الاول ۵۳۵ھ میں متولد ہوئے۔ اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث سنی اور تفسیر حاصل کیا۔ زاہد و متورع تھے۔ دمشق چلے گئے اور وہیں جمادی الآخر ۶۱۰ھ میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن کئے گئے۔ آپ سب بھائیوں سے اخیر فوت ہوئے۔

## ۸۔ حضرت سید ابوعبدالرحمن شرف الدین عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش صحیح نہیں مل سکی۔ اپنے والد بزرگوار سے فقہ اور علم حدیث حاصل کیا۔ آپ نے درس و تدریس کا کام شروع کیا حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوح الذیاب انہیں کے لئے تصنیف فرمائی تھی۔ پھر یہ بغداد شریف سے مصر چلے گئے اور وہیں بارہ رمضان المبارک ۵۷۳ھ کو وفات پائی اور مصر میں ہی مدفون ہوئے۔

## ۹۔ حضرت سید ابوالفضل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش نہیں مل سکی۔ ایسے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفسیر حاصل کیا اور ابوالوقت اور سید بن البتار وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی بہت سے لوگ ان سے مستفیض ہوئے۔ پچیس<sup>۲۵</sup> ذی قعدہ ۶۰۰ھ کو وفات پائی اور مقبرہ صلبہ بغداد شریف

میں مدفون ہوئے۔

## ۱۰۔ حضرت سید ابوزکریا کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

چھ ربیع الاول ۵۵۰ھ کو بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد مکرم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی۔ حسن سیرت اور مکارم اخلاق میں یگانہ اور ایثار میں منفر دیکھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ چھوٹی عمر میں مصر چلے گئے۔ لیکن بڑھاپے میں اپنے فرزند سید عبدالقادر کے ساتھ واپس بغداد شریف تشریف لے آئے اور شب برات ۶۰۰ھ میں انتقال کیا اور اپنے برادر مکرم وارث خرقہ ولایت حضرت سید عبدالوہاب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

## حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے والاختتام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی تعداد نو بے شمار ہے۔ کیونکہ جیسا ہم پہلے ابواب میں بیان کر چکے ہیں کہ طریقت کے ہر چہار سلسلہ دراصل آپ سے ہی فیض یافتہ ہیں اور ہر سلسلہ میں آپ کی نبابت اور خرقہ پہنچا اور ہر طریق کے اکابر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض پایا اور خلافتیں حاصل کیں۔ یہاں ہم صرف چند مشاہیر خلفاء کا تذکرہ بہجتہ الاسرار کے حوالہ سے کتاب شریف التواریخ جلد اول کی روشنی اور ترتیب میں کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا آپ کے دسویں بیٹے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے عظام میں سرفہرست ہیں۔

## ۱۱۔ حضرت سید جمال اللہ الملقب بہ حیات المیر زندہ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے سید تاج الدین عبدالرزاق کے فرزند تھے۔ اور حسن و جمال میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ ایک روز حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اس وقت کوئی

شخص موجود ہے جو میرا سلام امام مہدی علیہ السلام کو پہنچانے؛ یہ جاننا کہتے یہ عرض کیا میں پہنچا دوں گا۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے عمر دائمی پائی۔ اللہ ان کی سکونت دیار سمہ قند میں ہوتی ہے۔ رجا الغیب کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور تا حال زندہ موجود ہیں۔ ان سے کئی مشائخ مستفیض ہوئے ہیں۔

## ۱۲۔ حضرت سید عون قطب شاہ علوی عباسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت عباس علمدار بن حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ ۵۴۱ھ میں بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ بڑے صاحب علم، دانا جاننے، جواب اور دقیقہ شناس تھے شروع میں مذہب شیعہ تھے لیکن حضرت غوث الاعظم کی بیعت میں آکر اہل سنت والجماعت میں شامل ہو گئے اور اس جماعت میں بہت اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خرقہ خلافت عطا فرما کر تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان بھیجی اور یہ قطب الامداد قطب شاہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی برکت سے سینکڑوں لوگ اسلام لانے لگی ہندو راجاؤں سے جنگ بھی لڑنی پڑی یہ اخیر عمر میں واپس بغداد شریف چلے گئے اور وہاں ایک سو سینتیس سال کی عمر میں بروز جمعرات سوم رمضان ۵۵۶ھ کو انتقال کیا اور مقبرہ قدیش میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد عرب، ایران اور ہندوستان میں بہت موجود ہے۔

## ۱۳۔ حضرت شیخ ابوسعید قلواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین سے تھے۔ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ ایک روز ایک چٹان پر کھڑے ہو کر اذان کہی۔ تکبیر کا پُر جلال نعرہ سنتے ہی زمین لرز گئی اور چٹان کے پانچ ٹکڑے ہو گئے۔ ۵۵۵ھ میں انتقال کیا اور قلواریہ میں مدفون ہوئے۔

## ۱۴۔ شیخ شرف الدین عدی بن مسافر الہکاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مضافات بعلبک میں قریہ بیت فار میں پیدا ہوئے جوانی میں بغداد شریف پہنچ کر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملازمت سے سرفراز ہوئے اور آپ سے خرقہ و خلافت حاصل کیا پھر ہکاریہ میں اپنا زاویہ قائم کیا اور وہیں مقیم ہوئے۔ علم و فضل میں یگانہ اور طریقت کے اعلیٰ رکن تھے۔ سراپا خیر و برکت، نہایت متشرع عابد و زاہد تھے۔ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر نبوت مجاہدے اور ریاست سے ملتی تو بے شک عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو پالیتے۔ ۵۵ھ میں وفات پائی، بلدیہ ہکاریہ میں مدفون ہوئے۔

## ۱۵۔ حضرت شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عراق کے اکابر مشائخ سے تھے۔ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا میں حج کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ نے اس کو ایک پیالہ دیا اور کہا اگر تم وضو کرنا چاہو تو پانی اور اگر پیاس لگے تو دودھ اور اگر بھوک لگے تو ستوا اس پیالہ سے تم کو ملا کریں گے پس اسی طرح وقوع میں آیا۔ ۵۶۱ھ میں وفات پائی اور جبل حمرین پر مدفون ہوئے۔

## ۱۶۔ حضرت شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامۃ القرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مصر کے اکابر مشائخ سے تھے بشریعت و طریقت کے جامع، حلیم الطبع اور نہایت منکسر المزاج تھے۔ مراقبہ، گوشہ نشینی اور قطع علائق میں مشہور تھے۔ معارف و حقائق میں ان کا کلام عالی تھا۔ ۵۶۴ھ میں انتقال کیا اور مصر میں مدفون ہوئے۔

## ۱۷۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابی النصر البہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عراق کے اکابر مشائخ اور مشہور عارفین اور آئمہ محققین سے تھے۔ نہر الملک کے



قریہ زربران میں سکونت رکھنے تھے۔ کراماتِ ظاہرہ، احوالِ حلیہ اور مقالات، عالیہ کے مجسمہ  
 تھے۔ جس مجلس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی بزدہ... الخ فرمایا یہ  
 اُس مجلس میں موجود تھے اور انہوں نے سب سے پہلے نمبر کے پاس جا کر حضورِ ربی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کا قدم مبارک اپنی گردن جھکا کر اُس کے اوپر رکھ دیا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ خود بھی اُن کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ آپ نے ۵۶۴ھ میں وفات پائی وہ زربران  
 میں مدفون ہوئے۔

## ۱۸۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ فقیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہر علماء و مشائخ موصل سے تھے۔ مشاہدہ اور تزیینہ نفس میں مشہور تھے۔ شیخ  
 ابوالبرکات صخر بن صخر بیان کرتے ہیں کہ یہ قریباً ایک ماہ تک ہمارے زاویہ کے قریب  
 ٹھہرے اس عرصہ میں ہم نے کبھی ان کو کھانے پیتے، سوتے یا سنے نہیں دیکھا۔ موصل کا  
 قاضی ان کی کرامات سن کر ان سے بدظن ہو گیا۔ ایک دن گلی میں سامنے سے آتے نظر آنے  
 تو قاضی نے خیال کیا کہ بس ان کو بکڑ کر بادشاہ کے حوالے کرتا ہوں تاکہ ان کو شہر بدر کر دوے  
 ۔ پھر اس خیال کے دیکھا کہ سامنے سے ایک بڑا بھلوان آ رہا ہے۔ ذرا فریب آئے تو ایک  
 اعرابی معلوم ہونے لگے۔ جب بالکل قریب آگئے تو فقیہ کی صورت میں ظاہر ہوئے اور  
 قاضی سے کہا ان میں سے کس قضیب البان کو حاکم کے پاس لے جاؤ گے؟ یہ کرامت  
 دیکھ کر قاضی ان کا مرید ہو گیا۔ انہوں نے ۵۷۰ھ میں انتقال کیا۔

## ۱۹۔ حضرت شیخ احمد بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم تھے۔ جب آپ و عنان کے  
 لئے کرسی پر جلوہ افروز ہوتے تو یہ اپنا مرقع کرسی پر بچھا دیتے۔ ۵۷۰ھ  
 میں انتقال کیا۔

## ۲۰۔ حضرت شیخ ابوالفرح صدق بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اکثر محفلِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفید ہوتے رہتے۔ ان کا کلام لوگوں کی سمجھ سے بلند ہونا سنیے۔ اس لئے علماء ان پر گرفت کرتے رہتے۔ اب دفعہ ان کو بائز جلیفہ ذنب کے سامنے لے گئے۔ اس نے سر پر سر کر کے تازیانے لگوائے کا حکم دیا ان کے ایک مرید نے بلند آواز میں پکارا۔ واشخا، واشخا، اسی وقت جلاو کا ہاتھ تل ہو گیا اور تمام حاضرین پر ہیبت چھا گئی۔ خلیفہ نے ان کو عزت، واحترام کے ساتھ درخواست کیا ان کی وفات ۵۷۳ھ میں ہوئی۔

## ۲۱۔ حضرت شیخ ابو عمر عثمان القصریٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعظم خلفا میں سے تھے۔ ان کی ہدایت کا واقعہ پانچ کبوتروں کے ذریعہ اس سے پہلے بابِ کرامات میں لکھا جا چکا ہے۔ انہوں نے ۵۷۵ھ میں وفات پائی۔

## ۲۲۔ حضرت شیخ محمد الدروانی المعروف بہ ابن القایمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بزرگانِ صوفیہ سے صاحبانِ مقاماتِ عالیہ تھے حضرت غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو مؤید الحضرہ فرمایا کرتے تھے نیز فرماتے ابن القایمہ مفردون سے ہے انہوں نے ۵۷۶ھ میں وفات پائی۔

## ۲۳۔ حضرت سخی سرور سلطان سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ سید اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلامی اولاد سے ہیں۔ ان کے والد سید زین العابد بن سید عمر عرب سے آئے اور کرسی کوٹ منافاتِ ملتان میں سکونت اختیار کی، یہ وہیں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر بغداد شریف جا کر حضرت غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

خرقہ ارادت و خلافت حاصل کیا۔ ان کو یہ مقام عالی عطا ہوا کہ ابدال واوتاد کو جس وقت یاد کرتے وہ اسی وقت حاضر ہو جاتے۔ کثرتِ فیضان کے سبب لوگ ان کو لکھ دانا اور نخی سرد سلطان کہتے،، ۵ھ میں اپنے بیٹے سید سراج الدین کے ہمراہ دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور نکابہ ضلع ڈیرہ غازی خاں میں دفن ہوئے۔

## ۲۴۔ حضرت سید ابوالعباس احمد الرفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد پاک سے تھے حضور غوث پاک بنو اللہ تعالیٰ عنہ ان کی والدہ ماجدہ و ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ مناقب غوثیہ میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جا کر سید احمد رفاعی سے پوچھا مَا الْعَشَقُ انہوں نے ایک آہ کیسینی اور فرمایا الْعَشَقُ مَا يَحْتَرِقُ مَا سَوَّى اللَّهُ آتَا كُنْ مِنْ سَانِي كَيْ اِيك دَرِخْت كُوَاكْ لَكْ كُئِي اور جل گیا اور آپ خود بھی جل کر خاکستر ہو گئے۔ بھر وہ خاستہ بصورت آب ہو گئی پھر وہ پانی ہم کر برف ہو گیا۔ پھر زندہ ہو گئے۔ جمعرات بائیس<sup>۲۲</sup> جمادی الاول ۵۸ھ کو حالت سماع میں انتقال کیا اور قریہ ام عبیدہ بطانج میں مدفون ہوئے۔

## ۲۵۔ حضرت شیخ ابوالسعود بن ابی ریحۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کیا ر مشائخ زمان صاحب مقامات جلیلہ اور کرامات عالیہ تھے فصوص الحکم میں ہے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ پندرہ سال سے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی مملکت میں تصرف کرنے کا علم دیا ہے۔ لیکن میں نے تصرف نہیں کیا۔ ابن المقائد نے پوچھا کیوں تصرف نہیں کیا؟ فرمایا میں نے تصرف کو حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ یا بیسا چاہے کرے۔ طعام و لباس مکلف استعمال کرنے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچا رہتا ہے۔ ۹، ۵ھ میں انتقال کیا۔

۱۵۔ عشق کیا ہے۔

۱۶۔ عشق ایک آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔

## ۲۶۔ حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اکابر عارفانِ محققین سے تھے کرامات ان کی بہت مشہور ہیں بہجتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سفر حج کے دوران آپ اور آپ کے ساتھی ایک کیکر کے درخت کے سایہ تلے بیٹھے ایک خادم نے عرض کی میرے سردار کھجوریں کھانے کی خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا اس درخت کو ہلا اس نے عرض کی حضور یہ تو بھول کا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا ہلا تو سہی جب ہلایا تو اس پر سے تر و تازہ کھجوریں گریں جو سب قافلہ والوں نے سیر ہو کر کھائیں۔ آپ کا انتقال جمادی الآخرہ ۵۸ھ کو ہوا اور حرّان میں مدفون ہوئے۔

## ۲۷۔ حضرت شیخ ابو مدین شعیب بن الحسن المغربي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اکابر مشائخ مغرب سے تھے کشف و کرامت میں درجہ بلند رکھتے تھے بشریّت و طرفیت کے جامع، بلاد مغرب کے مفتی تھے۔ مذہب مالکیہ رکھتے تھے۔ بہجتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ کفار فرنگ نے ان کو کئی مسلمانوں کے ساتھ کشتی پر بٹھالیا ہر چند کشتی کو چلانا چاہا مگر کشتی نہ چلی۔ آخر سمجھا کہ یہ اس درویش کی وجہ سے ہے ان کو رہا کر دیا۔ مگر کشتی پھر بھی نہ چلی۔ انہوں نے فرمایا جب تک تمام مسلمانوں کو نہ چھوڑو گے کشتی نہ چلے گی۔ چنانچہ تمام مسلمانوں کو رہا کر دیا تو پھر کشتی چلی۔ انہوں نے ۵۹۰ھ میں وفات پائی۔

## ۲۸۔ حضرت شیخ جاگیر کُردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عراق کے مشہور مشائخ سے تھے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا طاقیہ انہیں شیخ علی بن ہبیتی کے ہاتھ روانہ فرمایا اور حضور میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ ان کو محض غیب سے روزی ملتی تھی۔ ۵۹۰ھ میں وفات پائی اور نواحِ سامرہ میں مدفون ہوئے۔

## ۲۹۔ حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابوالفضل جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عظیم اولیائے کرام سے تھے طرابلس کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد عیسیٰ تھے۔ انہوں نے چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا۔ پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر تحصیل علم کے واسطے بغداد شریف آئے اور حضرت غوث اعظم سے ظاہری باطنی علوم حاصل کئے۔ اعلیٰ درجہ کے متدین صاحب خیر و برکت عابد و زاہد بزرگ تھے۔ ابن رجب نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ ابن جوزی نے اپنی کتابوں میں ان مقامات پر ان سے روایت کی ہے۔ ۶۰۵ھ میں اسبہان میں انتقال کیا اور خانقاہ بہاؤ الدین الحسن ابن ابی الیسیٰ میں مدفون ہوئے۔

## ۳۰۔ حضرت شیخ ابوالقاسم عمرو بن مسعود بن ابی العزیز از البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۰۰ھ میں پیدا ہوئے بڑے عابد زاہد اور صاحب کرامات تھے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تلمذ حاصل کیا۔ پہلے بغداد شریف میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے پھر ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے جو کچھ فتوح پہنچتی فقرا میں تقسیم کر دیتے۔ ۶۰۸ھ میں انتقال کیا اور اپنے زاویہ میں بمقام بغداد مدفون ہوئے۔

مذکورہ بالا تیس خلفائے ذوالاحرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ بھی حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینکڑوں نامور خلفاء تھے جن کے متعلق اصحاب ذوق بہجتہ الاسرار، شریف التواریخ حصہ اول اور دوسری کتب سیر سے استفادہ کر سکتے ہیں ہم یہاں اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

”وَعَلَّمَ اللَّهُ هُوَ الْكُلِّ وَاقِمًا“



# وصالِ حضرتِ شہنشاہِ بعدِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ووصایا شریف

حضور غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عمر کے ابتدائی سترہ سال اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں اپنے مولد و مسکن آبائی جیلان میں گزارے اس کے بعد نو سال بغداد شریف میں تحصیل علوم ظاہری و باطنی میں صرف کئے اور پچیس سال ریاضت و مجاہدہ میں گزارے بعد ازاں چالیس سال مکمل اصلاحِ خلق اور ارشاد و تبلیغ اور احیائے دین میں مصروف ہے اب آپ کی عمر کا نوے سال ہو چکی تھی۔ آپ کی طبیعت کچھ علیل سی ہو گئی اور صبرِ محبتِ ملاقاتِ الہی نے کشش فرمائی اور آپ نے اپنے گھر والوں کو اطلاع دی کہ ہمارا وصال ہونے والا ہے یہ بات سن کر سب کے اجسام پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید عبدالوہاب نے عرض کی اے میرے قبلہ گاہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے جو میرے لئے زندگی میں مشعلِ ہدایت بن سکے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو وصایا شریف اس موقع پر فرمائے ہم انہیں یہاں کتاب فتح ربانی کے ترجمہ از مولوی عاشق الہی میرٹھی سے جمع ذکر و فاتح من و عن نقل کرتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تقویٰ اور اطاعتِ الہی کو لازم کر لیجیو اور نہ کسی سے خوف رکھیو نہ طمع اور ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کیجیو اور اسی سے مانگیو اور اس کے سوا نہ کسی پر بھروسہ رکھیو نہ اعتماد۔ توجید توجید توجید سب چیز کا خلاصہ توجید ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جب قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے تو نہ کوئی شے اس سے خالی رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر نکلتی ہے۔ میں مغز ہوں پوست نہیں ہوں۔ نیز آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا کہ میرے ارد گرد سے دور

ہٹ جاؤ کہ میں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن باطن میں دوسروں کے ساتھ، میرے اور تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بعد ہے جتنا آسمان اور زمین میں نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔ نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس تمہارے سوا (فرشتے) آئے ہیں لہذا جگہ خالی کرو اور ان کے ساتھ باادب رہو۔ یہاں فرشتوں اور ارواح انبیاء کا بڑا انبوہ ہے۔ ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔ ایک رات کامل آپ یہ الفاظ فرماتے رہے۔ ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اللہ تعالیٰ مجھے بھی بخشے اور تمہیں بھی اور مجھ پر بھی توجہ فرمائے اور تم پر بھی۔ بسم اللہ تشریف لائے۔ خدا کرے ہر وقت رہو اور رخصت نہ کئے جاؤ۔ اور فرمایا کہ میں کسی شے کی بھی پرواہ نہیں کرتا نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی۔ اے ملک الموت تم ہٹ جاؤ ہمارے لئے تمہارے سوا اور ہی کوئی ہے جو (قبض روح کا) مشکل ہوگا اس کے بعد ایک بڑا نعرہ مارا۔ اور آپ کے کسی صاحبزادے نے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ سے کوئی چیز نہ پوچھے میں وہی ہوں کہ مسلم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں۔ نیز اپنے صاحبزادہ عبد الجبار سے فرمایا تم سو رہے ہو کہ جاگ رہے ہو۔ تم لوگ میرے اندر فنا ہو جاؤ کہ بیداری نصیب ہوگی۔ میں (عیفیف جامع الفتح الربانی) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے صاحبزادگان کی ایک جماعت آپ کے پاس موجود تھی اور آپ کے صاحبزادہ عبدالعزیز جو کچھ دہن مبارک سے الفاظ نکل رہے تھے لکھ رہے تھے پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاغذ قلم عقیف کو دے کہ وہ لکھے چنانچہ میں نے لے لیا اور لکھنا شروع کیا۔ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عَشْرٍ يُثِيْرًا۔ (عنقریب حق تعالیٰ مشکل کے بعد آسانی عطا فرمائے گا)۔ صفاتِ خداوندی کے متعلق اطلاعیں جس طرح آئی ہیں اسی طرح ان پر عبور کرو۔ حکم بدل جایا کرتا ہے مگر علم نہیں بدلا کرتا۔ حکم منسوخ ہو جایا کرتا ہے مگر علم منسوخ نہیں ہوا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا علم اس کے حکم سے ٹوٹ نہیں سکتا اور آپ کے صاحبزادگان عبدالرزاق و موسیٰ نے مجھے (عیفیف کو) خبر دی کہ آپ ہاتھ اٹھاتے اور دراز فرما کر یہ کلمات کہتے تھے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، توبہ کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ۔ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ نیز آپ فرماتے تھے نرمی کرو نرمی۔ اور اس کے

بعد سکر موت آ پہنچی۔ چنانچہ آپ فرمانے لگے کہ میں مدد لیتا ہوں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا و قائم رہنے والا ہے کہ نہ وفات پائے گا اور نہ اس کو موت کا اندیشہ ہے۔ پاک ذات ہے جس نے غلبہ پایا قدرت سے اور غالب ہوا اپنے بندوں پر موت کا حکم لگا کر۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ (کوئی معبود نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے موسیٰ نے مجھے (ضعیف کو) خبر دی کہ جب آپ نے اس دوران تعزز کا لفظ کہا تو آپ کی زبان اس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کر سکی پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو بار بار دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ کہا تعزز آواز کھینچی اور سختی کے ساتھ اس کو نکالا۔ حتیٰ کہ زبان نے اس کو صحیح ادا کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اللہ، اللہ، اللہ۔ اس کے بعد آواز پست ہو گئی اور زبان مبارک تالو کو چٹ گئی اور جان بحق تسلیم کی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ آپ سے اور آپ کو راضی رکھے۔ اور ہمارے اور آپ کے درمیان اجتماع فرمائے سچے ٹھکانے میں قدرت والے بادشاہ کے پاس اور ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔ سردار انبیاء اور شفاعت کرنے والی جماعت کے سرخیل ہمارے آقا و مونسیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جو بہترین مخلوقات ہیں۔

## تاریخ وفات

حضرت شہنشاہ بغداد غوث الاعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بروایت قلاند الجواہر و تاریخ ابن نجار و اوراد القادریہ اور ماثبت من السننہ ہفتہ کی رات گیارہویں ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری بمطابق ۱۴ فروری ۱۱۶۶ عیسوی بعد خلافت المستنجد باللہ ابوالمنظف یوسف بن المقتفی خلیفہ سی و دوم عباسی کے ہوئی۔ نماز جنازہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت سید عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک خرقہ ولایت فرزند اکبر نے پڑھائی اور اشرف البلاد بغداد شریف کے مدرسہ باب الازج میں مدفون ہوئے۔ روضہ مبارک

مسجد شریف کے کونہ چپ میں جمع خلائق ہے۔

حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ غلام مسطیٰ صاحب نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی مادہ ہائے تاریخ و فوات نکالے۔ بسین ان میں  
ایک ایسا مادہ ہے جس نے کیا رہویں کا سارا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
۵ سال وصال جو ۵۶۱ھ سے اور مادہ تاریخ جو بہت ہی کمال ہے بلکہ فیصلہ قدرت کہو وہ ہے

کیا رہویں والے پیر

۵۶۱ھ

حضرت نوشاہی صاحب نے کئی قطعہ تاریخ بھی موزوں کئے ہیں جن میں سے  
ایک یہاں درج کیا جاتا ہے۔

گشت مخطوط عاشق و عابد

غوث اعظم چورفت در فردوس

خوب گفتہ کہ مرشد زاید

سال وصل جناب نوشاہی

۵۶۱ھ

## خاتمة الكتاب

الحمد لله که کتاب شہنشاہ بغداد آج مورخہ ۲۴ سفر المظفر ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۹ نومبر  
۱۹۸۴ء بروز پیر بظیفیل سید مختار علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ابنہ الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی الحسنی و الحسینی زبدة الاحیاء و  
سلطان الابرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بندہ بیہوش کار محمد لطیف ذار نوشاہی کے قلم سے  
صفر قرطاس پر رونما ہوئی اور عاشقان و عقیدتمندان حضرت غوث الاعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے لئے راحت جان اور تسکین قلب و روح کا سامان بنی۔ فذلک الحمد  
على ذلك في الاولى والاخرة والصلاة والسلام على جيبه سيدنا محمد وآله  
و اصحابه و ابنه السيد عبدالقادر و بارك و سلم عليهم اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين



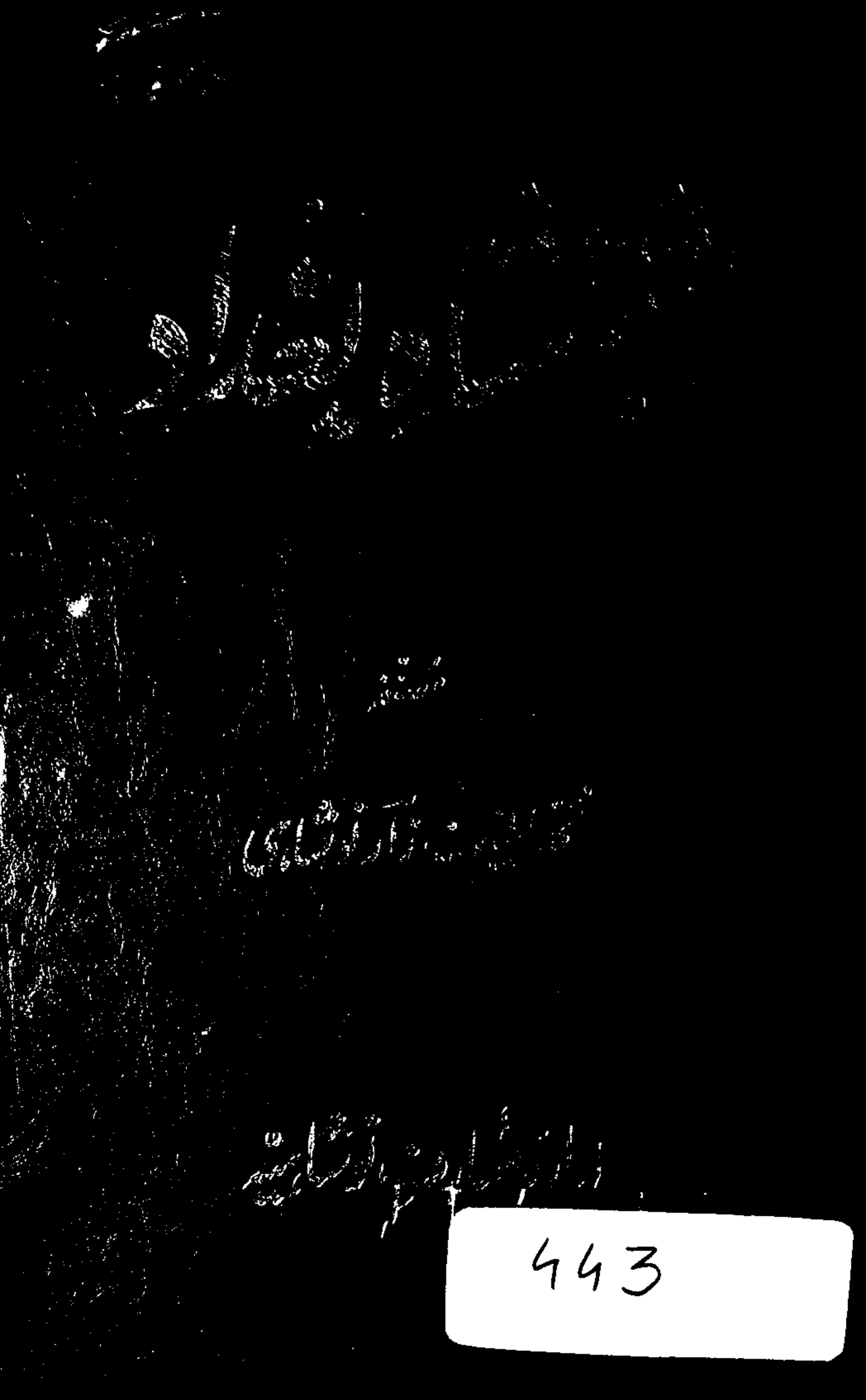












443